دیوان مصباح الطریقت

(فارسی کلام)

فقیر عبدالقادر عرف قادر بخش بیدل

مرتب:

ڈاکٹر خضر نوشاهی

بیدل یادگار کمیٹی

2011ء

دیوان مصباح الطریقت

(فارسی کلام)

فقیر عبدالقادر عرف قادر بخش بیدل

مرتب:

ڈاکٹر خضر نوشاہی

بیدل یادگار کامیٹی

2011ء

دیوان مصباح الطریقت (فارسی کلام)
فقیر عبدالقادر عرف قادر بخش بیدل
مرتب: ڈاکٹر خضر نوشاہی
کمپوزنگ: صاحبزادہ کامران نوشاہی
زیر طبع: پوپٹ پرنٹنگ پریس خیرپور میرس 0243552913
منجانب؛ بیدل یادگار کمیٹی
قیمت: 500 روپیہ

رابطے کیلئے؛
اختر درگاہی
سیکریٹری
بیدل یادگار کامیٹی
درگاہ بیدل بیکس روہڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

تمہید:

خطۂ سندھ اپنی مخصوص تہذیبی روایت، پُر محبت رویے اور مردم خیزی کے حوالے سے ایک خاص حیثیت، اور شناخت رکھتا ہے۔ خلوص، ایثار، رواداری، انسان دوستی اور بالخصوص صوفیانہ طرزِ فکر کے باعث یہاں جو جذب و کیف پایا جاتا ہے وہ بے مثال اور لازوال ہے۔ اسے صوفیہ کی دھرتی کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور یہاں کے صوفیۂ کرام نے نہ صرف بہترین اخلاق و کردار سے معاشرے میں اعلیٰ اقدار بیدار کیں، بلکہ اپنے عظیم افکار کو اشعار کے قالب میں ڈھال کر روحانی اور فکری اصلاح کا فریضہ بھی انجام دیا۔ قطعِ نظر اس کے، کہ صوفیہ کرام کے اس علمی، ادبی اور فکری سرمائے کا ادبی دنیا میں کیا مقام ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اس نے اصلاحِ احوال اور تربیتِ فکر و نظر میں کیا کردار ادا کیا۔

آج جس کرب و ابتلا، وحشت و دہشت گردی سے ہم دو چار ہیں، اس کا حل صرف اور صرف صوفیہ کے کردار و افکار میں مضمر ہے۔ اگر ہم آج بھی صوفیۂ کرام کی تعلیمات سے رشتہ جوڑ لیں، تو یہ سُلگتی اور بلکتی انسانیت پھر سے دامانِ رحمت کے سائے میں آکر سکھ اور چین کا سانس لینے لگے گی۔ [ان شاء اللہ] کیونکہ صوفیہ کی تعلیم امن و آشتی، خلوص و محبت، انسان دوستی، اور خدمتِ خلق پر ہی مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گرد لوگ جوق در جوق جمع ہو کر دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ سندھ کے انہی نفوسِ قدسیہ میں سے ایک ایسے صوفی کا تعارف اور کلام پیش کرنے کی یہاں سعادت حاصل کی جارہی ہے، جو اپنے عہد کا نہ صرف یہ کہ عظیم صوفی تھا، بلکہ اعلیٰ پائے کا شاعر، عالم، اور مؤرخ بھی تھا۔ آیئے اس بندۂ خدا مست سے متعارف ہوتے ہیں۔

تعارف صاحبِ دیوان

نام: عبدالقادر، جو عرفِ عام میں "فقیر قادر بخش بیدل" کے نام سے معروف ہے۔

تخلص: بیدل، [طالب ۔صرف دیوان سلوک الطالبین میں اختیار کیا]

میرا خیال ہے کہ فارسی کے عظیم شاعر میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی کے نام کی مناسبت سے ہی فقیر صاحب نے اپنا تخلص "بیدل" منتخب کیا ہوگا۔ اور جہاں تک نام کا تعلق ہے، اس حوالے سے محترم اختر درگاہی نے دیوانِ بیدل (اردو) کے مقدمہ میں لکھا ہے "ولادت کے وقت آپ کا نام "عبدالقادر" رکھا گیا، مگر بعد میں آپ نے حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ سے عقیدت مندی کے سبب اپنے آپ کو "قادر بخش" کے نام سے موسوم کیا" (دیوانِ بیدل اردو مقدمہ ص ١٧) اسی حوالے سے اس بات کو احقر نے بھی دیوان سلوک الطالبین میں دہرایا ہے۔ مگر پیشِ نظر دیوان "مصباح الطریقت" کو مرتب کرتے ہوئے یہ بات سامنے آئی کہ فقیر صاحب نے اپنا نام "عبدالقادر" ہی استعمال کیا ہے۔ ہوسکتا ہے عوام الناس میں کسی طرح "فقیر قادر بخش بیدل" معروف ہو گیا ہو۔

پیشِ نظر دیوان میں شاعر نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

فقیر عبدالقادر کہ صوفی و حنفی است
فگند طرح سکونت بہ قصبۂ لہری
بہ یک ہزار دو صد شصت پنج کردم رقم
سطور چند بہ ترتیبِ نغز نظم دری

حضرت بیدل کی ولادت ١٢٣١ھ/١٨١٥ء میں سندھ کے شہر روہڑی میں ہوئی۔ اور یہ دیوان انہوں نے ١٢٦٥ھ میں لکھا۔ اس حساب سے بیدل سائیں کی عمر اس وقت ٣٤ سال بنتی ہے۔ تو گویا ٣٤ سال کی عمر تک کم از کم انہوں نے نام نہیں بدلا۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس دیوان کا جو قلمی نسخہ ہمارے پیشِ نظر ہے۔ اس کے کاتب بدل داس ولد گوبل متوطن گھونکی

نے یہ نسخہ ۱۳۲۷ھ میں نقل کیا۔ اس نے بھی ترقیمہ میں شاعر کا نام "فقیر عبدالقادر جیو" ہی لکھا ہے۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیدل سائیں نے خود اپنا نام تبدیل نہیں کیا ہوگا، بس عرفِ عام میں وہ اس نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ آپ کے فرزند فقیر محمد محسن متخلص بہ بیکس نے آپ کی تاریخِ ولادت اس طرح کہی:

زغیب آمده روضة العارفین

بگفتم: گلبن راحت العاشقین

۱۲۳۱ھ

ولدیت:

آپ کے والدِ محترم کا نام فقیر محمد حسن (بن محمد فرید ولد میاں عبدالقادر) تھا۔ اور وہ ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔

خاندان:

آپ قریشی صدیقی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

اولاد:

آپ کے ہاں ایک بیٹی اور تین بیٹے تولد ہوئے۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ محمد حسن بیکس ۲۔ محمد فرید ۳۔ امام بخش

وفات:

آپ نے ۱۶ ذیقعد ۱۲۸۹ھ/۱۵ جنوری ۱۸۷۳ء کو وصال فرمایا۔

مدفن:

سندھ کے شہر روہڑی میں آپ کو وہیں سپردِ خاک کیا گیا، جہاں آپ اکثر مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔

تاریخِ عرس:

ہر سال ۱۴ تا ۱۶ ذیقعد آپ کے مزار پر عظیم الشان عرس شریف ہوتا ہے۔ جس میں ثقافتی پروگراموں کے علاوہ، محفلِ مشاعرہ، محفلِ موسیقی اور سرکاری طور پر ایک علمی وادبی سیمینار بھی ہوتا ہے جس میں بیدل سائیں کی فکر اور فلسفہ اور ان کے سیرت وکردار اور حیات وخدمات پر علمی و تحقیقی مقالات پڑھے جاتے ہیں۔ جنہیں اختر درگاہی سیکرٹری بیدل یادگار کمیٹی مرتب کر کے شائع کرتے ہیں، اور اگلے سال عرس کے موقع پر اہلِ علم وفن میں تقسیم کرتے ہیں۔

بیدل کی علمی وادبی خدمات کا مختصر جائزہ:

حضرت بیدل ایک بہت بڑی علمی اور روحانی شخصیت تھے، جس کا ثبوت ان کی تصانیف ہیں۔ آپ بیک وقت عالمِ دین، صوفی، شاعر، ادیب اور تاریخ گو تھے۔ اور اپنی ۵۹ سالہ زندگی میں ۳۰ کتابیں تحریر کیں۔ آپ کو عربی، فارسی، اردو، سندھی اور سرائیکی جیسی مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، اور آپ نے ان تمام زبانوں میں نظم ونثر کے ذریعے اظہارِ خیال کیا ہے۔

آپ کی تصانیف کا مختصر ذکر یہاں نمونے کے طور پر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مثنوی ریاض الفقر:

یہ فارسی زبان میں ہے، سالِ تکمیل ۱۲۵۸ھ ہے۔ یہ مثنوی آپ نے ۲۷ سال کی عمر میں لکھی۔ جو کہ ایک ہزار ابیات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

الا ای ساقی پیمانۂ عشق
وہم بکشا بہ سوی میخانۂ عشق

۲۔ دیوان سلوک الطالبین:

یہ ان کا فارسی دیوان ہے، جس میں انہوں نے اپنا تخلص طالب اختیار کیا ہے۔ یہ ۱۲۵۹ھ (=مضمونِ رموزِ کن) میں لکھا گیا۔ اسے بھی احقر [خضر نوشاہی] نے ایڈٹ کیا اور اردو مقدمہ کے ساتھ ۲۰۰۶ء میں بیدل یادگار کمیٹی نے روہڑی سے شائع کیا۔

۳۔ رموز القادری:

یہ فارسی نظم میں قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔ اس کا سالِ تکمیل ۱۲۵۹ھ ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

عشقِ ساقی سالکان ست ای رفیق
می دھد پیمانہ لبریز از رحیق

۴۔ مثنوی دلکشا:

یہ مثنوی ۱۲۶۳ھ میں مکمل ہوئی، یہ فارسی زبان میں ہے اس میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین کی گئی ہے، یہ دو بار شائع ہو چکی ہے۔ پہلی بار سندھی ترجمہ کے ساتھ ۱۹۹۶ء میں صوفی سنگت نے بمبئی (بھارت) سے شائع کی اور دوسری بار اصل متن کے ساتھ ڈاکٹر نواز علی شوق نے بیدل یادگار کمیٹی کی طرف سے ۲۰۰۵ء میں شائع کی۔

۵۔ مثنوی نہر البحر:

یہ مثنوی بھی فارسی زبان میں ہے۔ اور مولانا روم کی مثنوی کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ مثنوی معنوی ایک بحر ہے اور یہ مثنوی اس سے نکالی گئی ایک نہر ہے، اس کا سالِ تکمیل ۱۲۶۴ھ ہے۔ اور اس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

بشنو از نی نغمۂ سرّ الست
تا چہ می گوید ازان عہدِ درست

۶۔ دیوانِ بیدل (فارسی):

حضرت بیدل کا یہ سب سے بڑا فارسی دیوان ہے۔ یہ ۱۲۸۰ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں غزلیات، فرد، رباعیات، مسدس، اور مرثیے شامل ہیں۔

۷۔ قصہ ہیر رانجھا:

یہ مثنوی فارسی کے ۱۸۹ اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں پنجاب کی معروف رومانی

داستان کونظم کیا گیا ہے۔ پہلا شعر اس طرح ہے:

زھر چہ خامہ بہ نامۂ دوران
سوادِ حرف غم خوش ترا سب بدان

۸۔ قصہ لیلیٰ و مجنوں:

جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے داستانِ لیلیٰ و مجنوں کو مختصر کر کے ۱۲۲ ابیات میں بیان کیا ہے۔

۹۔ ظہور نامہ:

فارسی کا ایک مختصر منظوم رسالہ ہے جس میں منصور حلاّج کی فکر کا ابلاغ ہے۔ اس کا پہلا شعر ملاحظہ ہو:

چو ذات حق شائق نام و نشان شدہ
با وصفِ احمدی بدو عالم عیان شدہ

۱۰۔ تاریخ ہای وفات:

سندھ کے معروف بزرگانِ دین اور مشاہیر کی وفات کے قطعاتِ تاریخ ہیں، یہ کتاب بھی فارسی نظم میں ہے۔

۱۱۔ فوائد المعانی:

یہ کتاب عربی نثر میں ہے۔ یہ ۱۲۶۴ھ میں تصنیف کی گئی اس میں تصوف کی ۱۸۷ اصطلاحات کے مفاہیم بیان کئے گئے ہیں جیسے عشق، حسن، مجاز، وحدت الوجود، وحدت الشہود وغیرہ۔ اس کتاب کا سندھی ترجمہ فقیر غلام علی مسرور نے کیا اور مسرور پبلی کیشن کراچی کی طرف سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔

۱۲۔ پنج گنج:

یہ کتاب بھی ۱۲۶۴ھ کی تصنیف شدہ ہے۔ یہ کتاب حضرت بیدل کے وسعتِ مطالعہ اور علمی مقام و مرتبہ کا واضح ثبوت ہے، اس کتاب میں حقیقت کے متلاشیوں کے لیے چالیس

درجات متعین کئے گئے ہیں۔ اور ہر درجہ کو عنوان دے کر بطورِ دلیل معرفت کے پانچ خزانوں کی مثالوں سے وضاحت کی ہے، اور وہ پانچ خزانے یہ ہیں۔

۱۔ قرآن مجید ۲۔ حدیث شریف ۳۔ مثنوی معنوی ۴۔ کلام شاہ لطیف بھٹائی ۵۔ حکایات

یہ کتاب سندھی ترجمے کے ساتھ بھٹائی ثقافتی مرکز کی طرف سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی اور اس کے مترجم سبحان بخش قریشی ہیں۔ بارِ دگر اردو ترجمہ کے ساتھ ۲۰۰۰ء میں ڈاکٹر نواز علی شوق نے اسے شائع کیا۔

۱۳۔ سند الموحدین:

اس کتاب میں نامور شعراء اور صوفیہ کا کلام جمع کیا گیا ہے۔ جن میں شاہ عبداللطیف بھٹائی، قلندر علی شاہ رضوی، پیر سید محمد راشد روضہ دھنی، عبدالحق درازی، سچل سرمست اور کئی دیگر شعراء کا کلام شامل ہے۔ اس کتاب کا سالِ تکمیل ۱۲۶۵ھ ہے۔

۱۴۔ رموز العارفین:

فارسی نظم کی کتاب ہے، ۱۲۶۸ھ میں تصنیف کی گئی۔ اس میں مختلف اہلِ عرفان کے کلام کی منظوم شرح ہے۔

۱۵۔ تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب:

فارسی اور سندھی نثر میں یہ کتاب ۱۲۶۶ھ میں لکھی گئی۔ اس میں وحدت الوجود سے متعلق مختلف بزرگوں کے اقوال اور اشعار جمع کیے گئے ہیں اور حضرت بیدل نے ان پر حاشیہ آرائی کی ہے۔

۱۶۔ فی بطنِ احادیث:

عربی اور فارسی نثر کی کتاب ہے، جس میں احادیث کی باطنی اور عرفانی تشریح کی گئی ہے۔

۱۷۔ قرۃ العینین فی مناقب السبطین:

فارسی نثر اور نظم پر مشتمل یہ کتاب واقعۂ کربلا سے متعلق ہے اور ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۸۔ انشاء قادری:

انشاء پردازی پر یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس میں ۱۰ رقعات شامل ہیں۔

۱۹۔ تاریخ سندھ:

فارسی نثر میں یہ کتاب سندھ کی تاریخ کے بارے میں ہے اور اس میں بیرون سندھ سے آئے ہوئے بزرگوں کے احوال ہیں۔

۲۰۔ خطبات جمعہ و وصیت نامہ:

عربی و فارسی نثر و نظم میں ہے، اس میں جمعے کے خطبات شامل ہیں۔ اور ایک وصیت نامہ ہے جس میں ایک شخص کی امداد کے متعلق وصیت کی گئی ہے۔

۲۱۔ عقاید:

عربی و فارسی نثر کی اس کتاب میں مصنف نے اپنے عقاید بیان کیے ہیں۔

۲۲۔ متفرق کلام:

بیاض نما اس کتاب میں سندھی، اردو اور فارسی کی غزلیات شامل ہیں۔

۲۳۔ دیوان مصباح الطریقت:

یہ فارسی دیوان ہے۔ اس میں فارسی غزلیات، مخمس، مسدس اور قطعات شامل ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی ان شاءاللہ۔

۲۴۔ دیوان منہاج الحقیقت:

یہ مختصر فارسی دیوان ۱۲۶۵ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں ہر ردیف کی ایک غزل ہے۔ اسے بھی احقر [خضر نوشاہی] نے مرتب کیا اور اردو مقدمہ کے ساتھ ۲۰۰۷ء میں بیدل یادگار کمیٹی روہڑی نے شائع کیا۔

۲۵۔ کرسی نامہ:

فارسی مثنوی ہے جو ۱۲۶۷ھ میں لکھی گئی، آپ کے فرزند بکس فقیر نے اسے ۱۲۹۴ھ میں نقل کیا۔ شروع کے دو اشعار اس طرح ہیں:

یا رب بحرمتِ شہِ کونین مصطفیٰ ﷺ
یا رب بحرمتِ شہِ مردان مرتضیٰؓ
یا رب بحرمتِ شہِ شہداءِ کربلا
یا رب بحق زین العبا صاحب علا

۲۶۔ سرودنامہ:

یہ بیدل کے سندھی اور سرائیکی کلام کا مجموعہ ہے، جس میں کافیاں، سی حرفیاں، مناقب اور مرثیے شامل ہیں۔ یہ سندھی اور سرائیکی کافیاں اٹھارہ مختلف راگ اور راگنیوں پر مشتمل ہیں، اس کتاب کو سب سے پہلے گدومل ہرجانی نے ۱۹۴۰ء میں شائع کیا بعد میں دوسری بار سید عبدالحسین موسوی نے "دیوانِ بیدل" کے نام سے مرتب کیا اور سندھی ادبی بورڈ نے اسے ۱۹۵۴ء میں شائع کیا۔

۲۷۔ وحدت نامہ:

وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریے کو سندھی ابیات میں بیان کیا گیا ہے۔ گدومل ہرجانی نے اسے ۱۹۴۳ء میں شائع کیا۔

۲۸۔ وحدت نامہ (اردو):

اس کتاب کا ذکر گدومل ہرجانی نے وحدت نامہ سندھی کی اشاعت فوق الذکر کے پیش لفظ میں کیا۔

۲۹۔ غزلیات ہندی:

بیدل کا یہ اردو دیوان ہے جو غزلیات، رباعیات، اور قطعات پر مشتمل ہے۔ یہ دیوان اختر درگاہی صاحب نے بڑی دیدہ ریزی، محنت اور تحقیق سے مرتب کیا، اور ایک تحقیقی مقدمہ کے ساتھ پہلی بار سچائی اشاعت گھر دڑو کی جانب سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا، جس پر مرتب کو سندھی

لینگویج اتھارٹی کی جانب سے ۱۹۹۷ء کی بہترین کتاب کا ایوارڈ حاصل ہوا۔ دوسری مرتبہ اردو مقدمہ کے ساتھ اسے بیدل یادگار کمیٹی نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا ہے۔

۳۰۔ فرائضِ صوفیہ:

یہ ۲۳ سندھی ابیات کا مجموعہ ہے۔

دیوان مصباح الطریقہ:۔

بیدل سائیں کے فارسی شعری ذخیرے میں یہ دیوان خاص اھمیت کا حامل ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ کا یہ دیوان ضخامت اور حجم کے اعتبار سے دیگر مجموعہ ہائے کلام سے بڑا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں کلام زیادہ پختہ اور فکر وخیال کی بلندی عروج پر ہے۔ حافظ شیرازی کا رنگ اس کلام میں زیادہ نمایاں ہے۔ اور اس کا اعتراف وہ خود کچھ اس طرح کرتا ہے:

بـه سلك شعـر تـابع حافظ شیراز شو بیدل
کـه سالك بی خبر نبود ز راه و رسمِ منزل ها

وہ تراکیب بھی حافظ والے لاتا ہے۔ مثلاً ساقی، جام، خمار، گلبدن، لالہ فام، ناوکِ مژہ، چشم، رو، شمع، شبستان، ناز، حُسن، غرضیکہ غزل اپنے پورے شباب پر نظر آتی ہے۔ بعض غزلیات میں قافیہ و ردیف بھی حافظ والے استعمال کیے ہیں۔ اور غزل کا پورا حق ادا کیا ہے۔

تیسری بات جو اس دیوان کو بیدل کے دوسرے مجموعہ ھائے کلام سے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس میں غزل کے علاوہ رباعیات، مخمس، مسدس، قطعات اور فردیات پر مشتمل کلام بھی ہے، نیز یہ کہ چند عربی غزلیات بھی اس میں شامل ہیں۔

دیوان مصباح الطریقہ کے موضوعات:۔

بیدل کے کلام میں اگر چہ غزل اپنے پورے آہنگ ساتھ رنگِ تغزل لیے ہوئے ہے۔ اور کیف ومستی عروج پر ہے۔ مگر دیگر شعراء کی نسبت عشقِ مجازی کی بجائے یہ عشقِ حقیقی سے معمور کلام ہے۔ چنانچہ حُسنِ ازلی کی تعریف وتوصیف اور عشقِ حقیقی کے اثرات کو زیادہ نمایاں کیا گیا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدل کے اس کلام میں بزرگانِ دین کی عظمت و رفعتِ شان کو بھی موضوعِ کلام بنایا گیا ہے۔ مثلاً نعتِ سید المرسلین ﷺ، مدح حضرت علی المرتضیٰ، مناقبِ خلفائے راشدین، مدحتِ دوازدہ امام، توصیفِ حضرت غوث الثقلین، حضرت لعل شھباز قلندر، حضرت پیر سید محمد راشد روضہ دھنی، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، حضرت سچل سرمست، سید عبدالکریم، وغیرھم۔

دو خاص موضوعات جو بیدل نے اس دیوان میں سامنے رکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ وحدت الوجود ۲۔ حضرت منصور حلاج

۱۔ وحدت الوجود تو بیدل کا خاص موضوع ہے۔ اور صوفیہ کے ہاں جو اسے اہمیت حاصل ہے، وہ بیدل سائیں کے کلام کا خاصہ ہے۔ شاید ہی کوئی غزل یا کلام ایسا ہو، جس میں بیدل نے وحدت الوجود کو بیان نہ کیا ہو۔ اور اس نازک ترین مسئلہ کو اس نے خوب نبھایا ہے۔ جس سے اس کے فکر و خیال کی گہرائی اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً اس دیوان کا مطلع ہی سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ صاحبِ دیوان کا عقیدہ و نظریہ کتنا خالص اور واضح ہے۔ مطلع یہ ہے۔

الٰہی مطلع انوارِ وحدت ساز جانم را
ز ظلمت های کثرت رستگاری ده ردانم را

۲۔ منصورِ حلاج کے نعرۂ انا الحق کے جو اثرات بیدل کے فکر و فلسفہ اور عقاید و نظریات پر مرتسم ہوئے ہیں، وہ شاید کسی اور کے حصے میں نہیں آئے ہوں گے۔ بیدل نہ صرف اس کا مداح ہے بلکہ مبلغ و شارح بھی ہے۔ اور ان الفاظ میں اس کا اظہار کرتا ہے۔

من انا لاحق نمی زنم ای یار
بلك ظاهر شد از لبِ یار
یار منصور را بهانه بساخت
ورنه خود سفته گوهرِ اسرار

صنعتِ غیر منقوط:۔

اس دیوان میں بیدل کا غیر منقوط کلام بھی شامل ہے۔ مثلاً ایک غزل کا یہ مطلع ملاحظہ فرمائیں:

واحد آمد احد و احمد در مسلك ما

وحدہٗ کردہ عدد را عدم و هو حك ما

صنعتِ مستزاد:۔

بیدل نے صنعتِ مستزاد میں بھی شعر کہے ہیں اس غزل کا یہ مطلع پیشِ خدمت ہے۔

آن شاهد قدسی کہ بد اندر خود پنہان   پاک از چہ و از چون

عشقش بہ سر افگندہ ہوا رتبہٗ عرفان   زد خیمہ بہ بیرون

اس غزل کا مقطع اس طرح ہے:

منصور انا الحق نسراید همو بود   کین نعرہٗ م زد

بیدلؔ همہ او بود و همہ اوست و بود آن   چہ کم و چہ افزون

تاریخ گوئی:۔

مشاہیر کی تواریخِ وصال کو بھی بیدل نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ اور مادہٗ تاریخ موزوں کرنے میں اُسے کمال حاصل ہے۔ جن مشاہیر کے اس نے سال ہائے وصال پر تاریخیں کہی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

نبی کریم ﷺ	هو (۱۱ھ)
حضرت صدیق اکبرؓ	وهب (۱۳ھ)
حضرت عمر فاروقؓ	پاک (۲۳ھ)
حضرت عثمان غنیؓ	جلاء (۳۵ھ)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	یل (۴۰ھ)
حضرت امام حسن المجتبیٰؓ	گل (۵۰ھ)

حضرت امام حسینؓ	مزید(۶۱ھ)
حضرت امام زین العابدینؒ	باکمال(۹۴ھ)
حضرت امام محمد باقرؒ	زلف(۱۱۷ھ)
حضرت امام موسیٰ کاظمؒ	قدسی جاہ(۱۸۳ھ)
حضرت امام علی موسیٰ رضاؒ	بازؔ(۲۰۳ھ)
حضرت محمدن الجواد	صقل(۲۲۰ھ)
حضرت علی نقی	نہر(۲۵۵ھ)
حضرت حسن عسکری	مبارک(۲۶۳ھ)
حضرت امام مہدی	نوری(۲۶۶ھ)
حضرت غوث الصمدانی	مرشدحق(۵۶۲ھ)
حضرت لعل شہباز قلندر	پیک تحقیق(۶۵۰ھ) دیگر لعل یمن عرفان بود(۶۵۰ھ)
حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی	ذوالکرم(۹۹۷ھ) دیگر هوالشیخ الولی(۹۹۸ھ)
حضرت شاہ خیرالدین	نجم ارشدہ(۱۰۲۷ھ)
سید عبدالکریم	هوفیاض مکمل(۱۰۳۲ھ)
شاہ حیدر	شمس التحقق(۱۰۳۹ھ)
صوفی شہید	خورشیداوج(۱۱۳۰ھ)
شاہ عبداللطیف بھٹائی	محوذاتی(۱۱۶۵ھ)
حضرت محمد راشد روضہ دھنی	عظیم المنصب(۱۲۳۳ھ)
حضرت سچل سرمست	عاشق سرمست ھو(۱۱۴۲ھ)
حضرت غوث بہاء الحق ملتانی	برمز ہاہوت(۶۶۶ھ)
خواجہ سلیمان الصوفی الچشتی ساکن سنکر	صوفی وکامل مکمل واصل وحدت شدہ(۱۲۶۷ھ)

شاہ لطیف بھٹائی	لطیف لاتمثل لہ (۱۱۶۵ھ)

غلام محمد	نوگل روضۂ جنانم (۱۲۶۱ھ)

دیوان مصباح الطریقہ کے مخطوطات کا تعارف:۔

دیوان مصباح الطریقہ کو مرتب کرتے ہوئے دو قلمی نسخوں (مخطوطات) کی عکسی نقول (فوٹو کاپی) ہمارے پیشِ نظر رہیں، دونوں کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔

ا۔ یہ اسی بیاض کا عکس ہے، جس سے اردو کلام لے کر محترم اختر درگاھی نے مرتب کیا اور وہ ''دیوان بیدل اردو'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس بیاض کے شروع میں صفحہ یکم سے لے کر ۲۰۸ تک دیوان مصباح الطریقہ نقل ہوا۔ اور صفحہ ۲۰۸ سے ہی اردو دیوان شروع ہوجاتا ہے۔ جو کہ صفحہ ۲۳۲ پر ختم ہوتا ہے۔ اسی صفحہ سے مخمس فارسی شروع ہوجاتا ہے۔ آگے متعدد مخمس نظمی اور مسدس، ترکیب بند، ترجیع بند، مثنوی، رباعیات وغیرہ اور بزرگانِ دین کے اقوال پر نظمیں ہیں اور آخر میں منتخب قصہ لیلیٰ مجنون ہے۔ یہ صفحہ نمبر ۳۰۸ پر نسخہ ختم ہوجاتا ہے۔

اس نسخہ کا ترقیمہ اس طرح ہے: تمت بالخیر بعون اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ مصباح الطریقہ جناب رشدت مآب دستگیر دامن گرفتگان حضرت فقیر صاحب فقیر عبدالقادر جیو عفی عنہ از دست سگِ کوچۂ جناب فقیر صاحب احقر العباد بدلداس ولد گلول گھوتکی حال نائب الاول مدرسہ پیر گوٹ بہ معرفت جناب فیض بخش فیض رسان حضرت استاد صاحب قاضی میاں غلام مہدی صاحب دام اقبالہٗ وزاد سلمہٗ وکرمہٗ شروع بتاریخ ۲۰ ماہ شہبان (شعبان) ۱۳۲۷ھ مطابق ۶ سپتامبر ۱۹۰۹ء بروز دوشنبہ تم بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک مطابق ۲۳ سپتمبر ۱۹۰۹ء روز پنجشنبہ۔

خط نستعلیق متوسط ہے، زیادہ خوشخط نہیں ہے۔ بعض الفاظ کی املا بھی ناقص اور غلط ہے۔ تاہم اسی نسخہ کو بنیاد بنا کر ہم نے یہ متن مرتب کیا ہے۔

نسخہ نمبر ۲:۔ یہ نسخہ باریک نستعلیق میں تحریر شدہ ہے۔ ترقیمہ نہیں ہے۔ اس لیے کاتب اور سال کتابت معلوم نہیں۔ اس میں رباعیات اور فردیات اور بعض غزلیات بھی اس میں شامل نہیں جو کہ

نسخہ نمبر ۱ میں موجود ہیں۔ اسے ہم نے تقابلِ متن کے لیے نسخۂ بدل کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس میں کل ۳۲۴ غزلیں ہیں۔

حرفِ تشکر:۔

سب سے پہلے تو بارگاہِ رب العزت میں سربسجود ہو کر اس کا شکر گزار ہوں، جس کی توفیق سے اس روح پرور اور ایمان افروز دیوان کو مرتب کرنے کا شرف عطا ہوا۔ اس کے بعد کروڑوں درود و سلام نبی رؤف و رحیم ﷺ پر کہ جن کی نسبت سے ہمیں شرفِ اسلام نصیب ہوا، اور بزرگانِ دین کی محبت حصے میں آئی۔ سلسلۂ قادریہ نوشاہیہ کے تمام مشائخ طریقت کا فیضان اگر ناچیز تک نہ پہنچا ہوتا تو اس علمی خدمت کی سعادت شاید حاصل نہ ہو سکتی۔

میں تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس علمی کام میں معاونت اور مشاورت سے نوازا۔ بالخصوص ممنون ہوں جناب اختر درگاہی کا جن کی پرخلوص محنت، لگن اور مسلسل تشویق اور تائید سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

تذکیر:۔

اس کتاب کی تصحیح و تدوین، تقابل اور ترتیب کے تمام مراحل میں میرے فرزندِ اکبر صاحبزادہ کامران نوشاہی نے بھرپور تعاون کیا ہے، رب کریم اس کے علم و فضل اور عمر و اقبال میں برکت عطا فرمائے اور اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

خاکپائے اہل اللہ

(ڈاکٹر سید) خضر نوشاہی

دار الفقراء نوشاہیہ

ساہن پال شریف۔ ضلع منڈی بہاء الدین

بسم الله الرحمٰن الرحیم

باب الالف

﴿1﴾

الٰهی مطلع انوارِ وحدت ساز جانم را
ز ظلمتهای کثرت رستگاری ده روانم را

به محبوبی که انا احمد بلا میم است منطقِ او
به حال و قال گردان متحد قلب و لسانم را

خیالم را چنان مهمیز غیرت زن که از هر سو
نماید جلوهٔ وحدت وجود این دیدگانم را

همی خواهم که از یادت نباشم یك نفس غافل
بذکر و فکر خود پرداز پنهان و عیانم را

بالقائ محبت خود دلِ افسرده را کن گرم
کلام و زندگانی بخش سنگ و استخوانم را

چنان کز نور ایمان ظلمت کفر جلی بردی
به اثبات حقیقت نفی کن شرکِ نهانم را

عطائ وجد و حالت کن به بیدل خاطر افسرده
که تا عشقت کند محوِ هویت این و آنم را

﴿2﴾

یارب از پیمانه هو سر مست وجدان کن مرا
میکش از خمخانهٔ توحید و عرفان کن مرا

همچو طفلان تا بکی بفریبدم نقش و نگار
در مشاهده جلوهٔ بی کیف حیران کن مرا

اینما گفتی تولوا ثم وجه الله به لطف
بینشِ کامل به بخش و روشناسان کن مرا

مژده فی انفسکم از تو طالبانرا جانفزا است
مرحمت فرما دمی سر در گریبان کن مرا

برسرِ طورِ محبت رب ارنی بر زبان
منتظر انوارِ خورشیدِ درخشان کن مرا

کل شیئ الك الا وجه فرمودهٔ
از کرم قابل لقائ عین اعیان کن مرا

بیدل آمد ملتجی در حضرتِ غوثِ کریم
داغدارِ بندگی آن شاه شاهان کن مرا

﴿3﴾

صفائ عارضِ جانان کجا و ماه کجا
بیاض صبح کجا و شبِ سیاه کجا

صفا علامت صوفی بود نه جامهٔ صوف
دلِ منیر کجا خرقه و کلاه کجا

دلم ز خوف و رجا دوزخ و بهشت برست
رموزِ عشق کجا طاعت و گناه کجا

بزهد ظاهر نتوان رسید با مقصود
شعارِ ورع کجا و سلوکِ راه کجا

گدائ عشق نجوید تقرب سلطان
غنائ فقر کجا حبِّ مال و جاه کجا

کجا مذاهب علما کجا ره منصور
عشیق رند کجا شیخِ خانقاه کجا

به پیش عشق ز خود رفت عقل بیدل را
دمِ گدائ کجا شانِ بادشاه کجا

﴿4﴾

بصحن عالم سفلی چو شد قرار ترا
هوای عالم علوی است ناگوار ترا

چه دیدهٔ که بدان مبتلا شدی چندان
که این خزان شد مختار زان بهار ترا

ز گوش هوش برون آر پنبهٔ غفلت
که تا بسمع رسد غلغلِ آن دیار ترا

زنند هر نفسی طایران روضهٔ قدس
صفیر ارجعی از شوق بی شمار ترا

پیام دوست بتو میرسد بهر ساعت
ولی چه سود که کرده هوس شکار ترا

مپوش رو ز نسیم فیوض صبح گهی
که گل کند بدم روح بخش خار ترا

ز ما سوی الله یك لحظه ات قراری نیست
ز عشق دیدنش از چیست اصطبار ترا

ز بزم قدسِ حریف ازل کناره مگیر
که گیرد آخر آن ماه در کنار ترا

همیشه جان بلب آورده منتظر میباش
که لطف وی بکند رفع انتظار ترا

ز دستِ ساقیِ کوثر طلب پیالۂ عشق
بود کہ دفع کند بیدل این خمار ترا

﴿5﴾

ز نور عشق چو شد جلوه کن فکان پیدا
بهائ حسن شد از صورتِ زمان پیدا

جهان بکتمِ عدم بود از وجود ایمن
ز عشق گشت چنین شور در جهان پیدا

شرایع است نجوم و حقایق است شموس
عیان نماند چو شد جلوهٔ نهان پیدا

غبارِ ما و منی چون فرونشست شود
جمال لم یزلی پیش دیده جان پیدا

اگر تو منصبِ اثبات را طلبگاری
مباش بیدل و بین نور بی نشان پیدا

﴾6﴿

مرحبا ای مه خورشیدِ لقا نورِ بقا
قدسیان چشم براهت همه مشتاقِ لقا

شبِ معراج که بر چرخ فگندی سایه
عرش از سایهٔ تو دریافته صد نور صفا

گر جهان آئینهٔ عکسِ جمالت نشدی
نشدی زنگِ عدم ز آئینه هست جدا

ریخت در محفل دو شینه بکام کرّام
ساقیِ لطفِ تو از جام کرامتِ صهبا

شانه کُن کرد عدم از سرِ زلفِ کونین
نزد و دور نشدی روئی تو عالم آرا

بیدل از جلوهٔ خورشید رخ انورِ تو
ذره سا مقتبس آمد به کرم پرده کشا

﴿7﴾

شب از یادِ وصال دوست دل من کرد زاریها
چنان کز سوز دل شب کرد برمن اشکباریها

بتو حرفی نشاید زد که هست از قسمتِ ازلی
ترا آن لااوبالی ها مرا این خاکساریها

ز بختِ واژگون خود بار محنت میکشم ورنه
نخواهد شد ز تو منسی رسوم دوستداریها

چون جان مرهون منت سابق است و منتظر لاحق
نیارد پانهادن جز طریقِ حق گذاریها

به غم خوگیر شو بیدل بسوز فرقتش میساز
دریغا روزگار عشرت ندارد پایداریها

{8}

زاهد از مسجد یکبار به میخانه درآ
عهد و پیمان شکن و طالب پیمانه درآ

تا شود بر دلت اسرار شهودی مکشوف
در شبستانهٔ توحید چو پروانه درآ

کرد کم همتی از رتبهٔ عشقت محروم
بین درین حلقه باهمت مردانه درآ

نام و ننگ ار شودت مانع از هستی عشق
عقل را خانه بهم برزن دیوانه درآ

چند در مدرسه خوانی سبق بیدردی
سوز از شمع بیاموز بکاشانه درآ

مفتئ عشق به مخمور چنان فتویٰ داد
بادهٔ وجد کش و بیخود و مستانه درآ

جوشـشِ عشـق چـو تـکلیف بـاظهـار کند
مُهـر بـکشـا ز لـب و زود در افسـانـه درآ

بیدل از سـاغـر مـنصـور مـی حـال بـنوش
وانـگهـان بیـخـود در مـجلـس رنـدانـه درآ

﴿9﴾

بعـمـر گـرچـه نشـد حـل عقد مشکل مـا
بـوقـت مـرگ شـود دسـت او حمـایل مـا

در انتـظـار بسـر گـر رسیـد روز حیـات
شـبِ لـحـد شـود آن مـاه شـمع مـحفل مـا

چـو مهـر عـمـر مـن انـدر تپـش افـول کـنـد
بشـام نـزع شـود کـوی دوسـت منـزل مـا

ز وهـم تـفـرقـه دل میـطپد ولـی آخـر
رهـانـدم ز خـودی جـذب عشـق کـامـل مـا

گر استخوانم بوسیده ریخته شد بیدل
کجا زوال کند ذوق یادش از دل ما

﴿10﴾

زان پیشتر که داد صلائ الست را
بنواخت وصل او دل عشاق مست را

رمزی که روح قدس نشد و مطلع برو
آموخت جان آدم خاکی خجست را

چون ذات بی نشان به تجلی ظهور کرد
روشن نمود چشم تجلی پرست را

مظهر حقیقتش شده ایجاد هر چه هست
یعنی به جلوه هستی بخشید هست را

گفتا يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَه' بلطف
پیوند داد حال سراپا شکست را

لطفش به نَحنُ اَقرَب ما را نوید داد
بسته به وَ هُوَ مَعَکُمْ عهدِ درست را

بیدل فسرده المدد ای جذبهٔ الست
در رقص و حالت آر دلِ سرد و سست را

﴿11﴾

بیا مطرب نوای زن بحالت آر مستان را
تو هم ساقی جدا از جام می مگذار مستان را

بغیر از غلغل چنگ ونی و دف و قلقل مینا
نباشد رونقِ بزمِ طرب زنهار مستان را

نیارند از سرائیدن انالحق هیچ لب بستن
کشد خود گر سیاست شرع سر بردار مستان را

سرایت نشهٔ آن آب آتش تاب هستی سوز
به یکدم داده بر بادی سر و دستار مستان را

تصور نرگسِ مخمور او بیدل مده از دست
که چشمِ نیم خواب او کند بیدار مستان را

﴿12﴾

نازمت عشقا که معمور از تو شد ویرانها
وز قدومِ تست در هر گوشه صد افسانها

جان پاکانِ دو عالم صید دامِ تست بس
حملهٔ ناگاهِ تو برهم زدهزاران خانها

تا بقصد احببت ان اعرف به محفل آمدی
شمع را کردی بصنعت آفتِ پروانها

آتشی افروختی در سینهٔ صاحبدلان
شور حشر انداختی در خاطرِ فرزانها

بسکه ناگه تاخت آوردی بر اقلیم ظهور
غلغل افتاد از تجلی تو بهر کاشانها

گشت لبریز از وفور لطف بی پایان تو
جام عشرت عشقبازان بی سروسامانها

بیدل ار جان داد در رهِ وفایت خوب شد
ای فدائ ذات پاکت صد هزاران جانها

﴿13﴾

تا دلم را قبلهٔ حاجات شد کوئ شما
میدود از هر جوانب فکر من سوئ شما

با خیال تست دایم خاطرِ من چار چشم
لطف فرما تا به بیند چشم من روئ شما

تا مگر زین کوششی تا کعبه احدیت رسم
سجده گاهم نیست الّا طاق ابروئ شما

بوئ نسرین خوش نمی آید دماغم را کنون
عطر آگین شد مشام از خاک مشکوئ شما

زلف مشك افشان بيفشان تا نسيم صبح دم
عنبر افشان گردد از تعطير گيسوئ شما

بيخودانه چيست تگ تازِ صبا هر صبحگاه
شمه در گوشش رسيد از قصهٔ موئ شما

كمترينِ بندگان بيدل فدائ روئ تست
اى هزاران جان فدائ حسن دلجوئ شما

﴿14﴾

واحد آمد احد و احمد در مسلك ما
وحده كرده عدد را عدم و هو حك ما

آمد الله احد حال موحّد اكمل
سهل گم گردد سرّ دل او مدرك ما

گردد او را همه اسرار هو الله معلوم
هر كه دارد همم كاملنه در مهلك ما

کلمه هو هوس و حرص حوالهٔ لا کرد
مدّ لا محو عدم کرده سطورِ صك ما

ماهرِ سرالاسرار دم او گردد
هر که رو کرده و سردادهٔ در معرك ما

گردد او را وصلِ اصل دگر حاصل گر
در رهِ مهر مع الراس دود سالك ما

کاسر سدهو آمده همدم املاك
ماسوا گردد معدوم همه دردك ما

﴿15﴾

صرفت العمر جهلاً فی الخطایا
حسبتك معجباً خیر البرایا

فقدتَ الوقتَ لم تحصِل فلاحاً
ستلقاك النواقص فی المزایا

و مـــا جـاهـدت فيمـــا تكـره النفـــس
ستـــوقـــع بـــالـحـذيـفـــه فـى البـلايـــا

عـــلـــو الشـــرفِ فـــى تـــرك الـــريـــاسة
فـلا شـــرف" لـــمن ركـــب الـمـطـــايـــا

فـــلاتـــنـــــس البـــداية و الـــنـهـــاية
اذا استـــكبـــرت عـــجبـــاً بـــالهـــوايـــا

وكـــن فـــى الـحـــب مـــا تـمهـل غـــريقـــاً
وحيـــداً فـــى الـــخـــلايـــق والـــزوايـــا

هـو القـــادر عـــلـــى تـــخـــريـــق حجـب
لســـرى الـــروح انـــواع الـــعـــطـــايـــا

﴿16﴾

بـــرقـــع ازصـــورت نـــمـــى زيبـــد رخِ انـــور تـــرا
ليك بـــى بـــرقـــع نيـــارد ديـــده كـــس پيكـــر تـــرا

لـعـل گـويـم يـا عقيـق و يـا كـه مـرجان يا شفق
نيســـت بـــا چيـــزى تشبـــه آن لـــبِ احمـــر تـــرا

گــر شبــی دستــم دهــد از لــطف بــی پــایــان تــو
بــوســم از شــوق و کــمـــالِ صدق خــالکِ در تــرا

در حــریــمِ حــضــرتــت گــر جــا دهــی بی احتجاب
نــوشــم از دســت تــو بــا صــد تشــنـگی ســاغــر تــرا

دســت شــویــم از خــود و بیــخــود در آیــم پیــش تخت
بـــی زبـــان گـــویــم درودِ بیـــحـــد و وافـــر تـــرا

گــر طــلــب کــامــل شــود مطلوب من این است بــس
چشــم عــرفـــان بیــنــد از هــر مــنــظــر و مــظــهــر تــرا

گــر دلِ بیــدل ربــائ بــا کــمـــالِ لـطف خــویـــش
بــنــگـــرد بـــا کـــام دل در بـــاطــن و ظـــاهــر تـــرا

﴿17﴾

ای دســتــوانِ تــو بــه کــمــر بستــه دسـت مــا
غـــافــل مشــو بــنــاز خــود از دست بــســت مــا

خُــلــوّا اســـادر اســـت ز عــقبــیٰ اشــارتــی
دســتِ تــو ایــن زمــان شــد حجت درسـت مــا

زنهار بهرِ قتل غریبان کمر مبند
ای غمزه و عتاب تو سیفِ شکست ما

هر چند در تغافلی از آه ما بترس
منکار سهل سوختن جانِ سست ما

بیدل که عهد بست بحسن قدیم تو
واثق به دل شمار تو عهد الست ما

﴿18﴾

به نیم نظر میکنند اولیا
مگس را هما مس را کیمیا

ولی مستعد این سعادت شدن
نه آسان بود هر دلِ اشقیا

به توفیق ایزد کسی باریافت
بدین بارگه خاصهٔ کبریا

وگـــرنـــه عـــوام از عـــمـــی ریشـــخـــنـــد
نـــمـــودنـــد بـــــر دعـــوتِ انبیـــــا

هـــمیـــدون ز دســـتِ جـــفـــا مـــنـــکـــران
بســـاختـــه شـــد خـــاطـــرِ اصـــفیـــا

بـــه حلّاج و عـــطـــار و شـــمـــس و شـــرف
چـــه رفتـــه ازیـــن زمـــرۀ بـــی حیـــا

کـــمـــالِ ارادت کـــلیـــدِ دل اســـت
چـــو از ســـمـــعـــه خـــالـــص بود و از ریـــا

ز حـــق فـــادخـــلـــی فـــی عبـــادی شـــنـــو
خـــلـــوص عـــقیـــدت بیـــا رو بیـــا

تـــو از خـــاك درگـــاه خـــاصـــان حـــق
بـــه جـــو بیـــدلِ ار طـــالبـــی تـــوتیـــا

﴿19﴾

شد آن محبوب بیرنگی بشکل خوشترین پیدا
علی العرش استوی گفت و بیامد بر زمین پیدا

محیط آمد وجودِ مطلقش ذرات عالم را
مبرا از حلول و اتحاد از آن و این پیدا

جمالِ صورتِ نقشش ست مظهر معنی نقاش
شد از آئینه عالم جلوه عالم آفرین پیدا

چو آید در تجلی از تعین حسن او گردد
تلالؤ نور ذاتی پیش چشم صنع بین پیدا

بیا پی نوش از میخانهٔ علم الیقین جامی
که گردد در سرت زو نشهٔ عین الیقین پیدا

به خود ارنی بگفت و لن ترانی هم شنید از خود
وی آمد شایق و او شد بشکل نازنین پیدا

برائ بسط و قبضِ خاطرِ مستانهٔ بیدل
تجلی و استتارش شد برنگِ کفر و دین پیدا

﴿20﴾

بی پرده گر کنند جمالِ جمیل را
طاقت نظارهٔ نبود جبرئیل را

ملکوت و ملك راست معطر مشام جان
وا کرد یار تا سرِ زلفِ طویل را

هر کس که زیر سایهٔ قدِ تو یافت جای
بیشك رسید رتبهٔ ظلِ ظلیل را

عشاق از جفای تو بوئ وفا برند
حاجی گل شمارد خارِ مغیل را

آوازه جودت از وطن آواره ام نمود
جانان نواز با کرم ابنِ سبیل را

دردِ فراق چاره گری شد برائ وصل
آتش نوید برد رساند خلیل را

بیدل طلب ز پیر مغان فیض عاشقی
گو خاصهٔ ایست حضرتِ ربِ جلیل را

﴿21﴾

ساخت نورِ طلعتش روشن شب دیجور را
خرّ موسیٰ چون تماشا کرد چشمش نور را

در تجلی محو شد چون ذرهٔ نا چیز دل
جعله دکاً بهم بر زد ظهورش طور را

معتقد هستی صدائ قدس را کرد از درخت
پس مکن انکار اصلاً حالتِ منصور را

باش در دریائ وحدت غرق تا آری بکف
از تهِ بحر کرامت گوهر مستور را

لیلیٰ و مجنون بمعنی داشتندی اتحاد
زان سبب میل است باهم ناظر و منظور را

باده فلیتنافس المتنافسون را نوش کن
چست گردان فکر سست و کاهلی دستور را

سرّ احدیت به محویت توان فهمید کس
ورنه بیدل قال نزدیکی نه بخشد دور را

﴿22﴾

ای جذبه عشق شد هو سم بند دست و پا
بك استغیث خذ بیدی و ادفع البلا

درمانده و مذبذب مستغرق غمم
اشکوا الیك من الجج الهم و العنا

دستم بگیر تا رهم از دست خویشتن
استمدون فادر کن وانتف الهوا

هر ذره ایست آینه دارِ جمال تو
لکن لا یعاین عینٌ له الغطا

چشمِ بصیرتم بکشا تا بکام دل
فستقر عین سری من راحة اللقا

یعقوب وار دیده شد از گریه بی فروغ
با ریح یوسف امددنی و اکشف العمیٰ

بیدل که طوق بندگی دوش در گلو است
فا جذبه کی یلی بمقامِ یلی البقا

﴿23﴾

صبا کجا که به جانان برد سلام مرا
پس از سلام کند عرض این پیام مرا

که ای لقای تو صبحِ بقائ را خورشید
بروز آر خدا را شبِ ظلام مرا

زدم بـه حبـل متین دامـنِ تـو دست امید
وثـوق ده بـه کـرم خـویـش اعتـصـام مـرا

دمـاغ حـال مـن از فـکـر غیر خـود پـرداز
بـه بـوی وجـد مـعـطر نـمـا مشـام مـرا

دلـم ز جرعـه کـشـی دُرد دَرد فرسوده است
بـصـاف عشـرت لبـریـز سـاز جـام مـرا

اگـرچـه بـندۀ نـو آرزو اسـت و خـام خیـال
بـلـطف پـختـه کـن ایـن آرزوی خـام مـرا

نهـاد بیدل بـر خـاکِ آستـانِ تـو سـر
بـعـون عیـن عـنـایـت بـر آر کـام مـرا

﴿24﴾

خـدایـا سـاده سـاز از نـقـش جهـل ایـوان جـانـم را
چـراغ افـروز حـکـمـت سـاز شـمـع بـس نهـانـم را

ز بـرقِ عشـق زن در خـرمـنِ هـوشـم شـرار غـم
ز خـار و خـس مـصـفـا سـاز صـحنِ بـوستـانـم را

رخی کز جلوهٔ آن خورشید چون مه مستفید آمد
مجلی کن ز نورِ طلعتش بزم شبانم را

ز قیدِ کش مکش بی جای استخلاص می جویم
بدست جذبهٔ عشقت مسلم کن عنانم را

سراپا ناز را با بیدل غمگین توصل ده
طبیب تلخی ما کن بتِ شیرین لبانم را

﴿25﴾

اذا کان الولا معنا قریناً
عرفنا الحق عرفانا یقیناً

کفانی الفقر بالآلام و الحزن
اتانی فی الفنا کنز ادفیناً

اشد الحب عجبٌ و التعنّت
فذره لا تکن فیه رهیناً

عن الحلاج فاسع لولك السمع
رموز العشق تشريحا مبيناً

اشاراتُ الحقيقة لا يُعبر
بتاويلات عقل لو امينا

حقيقة كل شيئٍ هو ولكن
يراهُ كاينٌ شيأً مكيناً

سُرى الامواج من بحرٍ بريحٍ
وكانت عينها ماءً معيناً

اذاسكن الرياح فسوف يمحو
تفرد ذاته كفراً او ديناً

فقم و اشرب رحيقا باقيا كي
يفرح شربه قلب حزيناً

كموسىٰ اتبع خضرك بصدقٍ
ولاتحسبه كالشيطان طيناً

علیك الاستقامة فی طریق
ستجد الشیخ مهدیا معیناً

تعجب حیرتً قلبی اذا كان
تشبت عین ما نطلبه فیناً

هو القادر علی افناء غیر
یسبقی ذاته علناً كمیناً

﴿26﴾

شهیدِ تیغ ابرویش بخون دارد طپیدنها
اسیرِ دام گیسویش بیاسود از رمیدنها

دلم چون صید وحشی می رمید از چشم صیادش
بناوك خون فشان نگهش فرو ماند از دویدنها

بدیدارِ رخش اندوخت عاشق مایه حیرت
چنان كز لوح دل شد محو نقشِ آرمیدنها

به بیلِ جهد باید فرجه در دیوار دل کردن
که نورِ آفتاب افتد درون ازراه روزنها

جمال او چنان از جیب جان سر بر کشد بیدل
که گردد دیده ات مستغرقِ دریائ دیدنها

﴿27﴾

دل عارف کند منظور جان رخسار زیبا را
چنانت دوست دارد دل که مجنون حسن لیلا را

گریبان چاک گردد هر که مغلوب محبت شد
که دست عشق می گردد گریبان گیر تقوی را

بزندان می رود یوسف ز استغنای غیرت عشق
چرا پس متبسم دارند تدبیر زلیخا را

من آن رندم که دست افشانی از کونین خواهم کرد
نهم یکسو تمنا راحتِ دنیا و عقبیٰ را

من آن وقتی که حرف آموز لوحِ عشق گردیدم
تفحص کردم از تحصیل وی استاد دانا را

تبسم کرده می فرمود کای طفل این چه سودائیست
بتعدادی نیارد هیچ کس امواج دریا را

خرد هر چند از هر چیز بس باریك بین باشد
شمردن کم تواند دانهای ریگ صحرا را

گر از اسرار رندی شیخ گردد مطلع فوراً
بآب آتشین رنگین کند دلق و مصلا را

نگردد پاره پاره جز بآسیب تبر هیزم
صبا در جنبش آرد بی تکلف شاخ گلهارا

بخونِ خویشتن می رقصد مقتولان غمزه او
نباشد میل نام و ننگ رندی بی سر و پا را

چسان با گفتگوسی مرغ عالی را بدام آری
که باشد لفچهٔ دل طعمهٔ شهباز معنیٰ را

بود سوء القضا آئینه قصدی سومی نفسم
وگرنه کم پسندد دوست در قید و وی ما را

زهی معشوق کز یادش نباید یکدم آرمید
بعالم دوست تر دارد دل مفتون و شیدا را

ز شوقِ جلوهٔ رویش چو بیدل می طپم همه شب
که فردا هم نشین باشم بت خورشید سیما را

﴿28﴾

ساقی سر مست دوش زد در میخانه را
زو بدل افتاد جوش شیشه و پیمانه را

دیدهٔ اغیار دوخت شمع محبت فروخت
برق جمالش بسوخت خرمن پروانه را

گه بلباسِ بشر سوخته دل و چشم تر
گاه بطوفان فگند همت مردانه را

گـه چو خـلیـل صـفـی ز آتـش گلزار کرد
گـه یـد بیـضـا نـمـود دعـویٔ بیگـانـه را

گـاه بـچـارم فـلـك رفتـه بیك نیـم تگ
خـفـیـه بفـانـوس کـرد شـمـع شبستـانـه را

احـمـد و قـرآن هـمـو جسـم و دل و جـان همو
بـوی بهـاران هـمـو بـلبـل دیـوانـه را

کیسـت یـزیـدِ لـعین تـا بتـوانـد چـنین
سـنگ قـضـایـش شکست گو هر یکدانه را

گـه شـه منـصـور وار گـردد آویـختـه دار
گـه تـن بـی سـر کـنـد صـوفـی فـرزانـه را

گـه ز ذکـاءِ رشـد پـوسـت ز سـر وا کـشد
بـر سـر مـنـکـر نهـاد تهـمـت افسـانـه را

گـاه بـده چـنـد بـود گـه بشـرف خـود ستود
گـه بـکـرم رخ نـمـود بیـدل مسـتـانـه را

﴿29﴾

ای جمالِ روشنت مظهر اتم کبریا
مقتبس از نور تو چشمِ چراغِ انبیا

شمع آدم را نه بود از پرتوِ هستی فروغ
خلوتِ جان بود از نور ظهورت پرضیا

روح هر روشن دلی شمع ترا پروانه بود
ما تعارف اتیلف باشد بیان اصفیا

جان نا محرم ترا نشناخت زان محجوب ماند
ما تناکر اختلف آمد نشان اشقیا

کعبهٔ کوئ ترا طایف شد ارواح رسل
قبلهٔ روئ ترا ساجد روان اولیأ

یوسف از خورشید حسنت مستفید آمد چو ماه
دیدهٔ یعقوبؑ را خاکِ درِ تو توتیا

بـــر ســرِ راه تــو بیــدل خـــا کســـارانـــه فتـــاد
ای بســـا خـــاك از نـــگـــاهِ پـــاك تـــو شـــد کـیـمیـا

﴿30﴾

اضـــطـــرابِ دل گـــداز ســـوزش بـــر آرد نـــالـهـــا
مـــه ز شـــور شـهـــای غـــم گـــردد نهـــان در هـــالـهـــا

دانـــۀ اسپـــنـــد هـــا در آتـــش آرا مـــی نـــکـــرد
بـو الـعـجـب کـــاری است بر رخ آتشینت خـالـهـا

در هـــوای عشـــق هـــر کـــو بـــا خـــرد پـــرواز کـــرد
ریـــزدش تـــرهـیـــب غیـــرت عشـق شـهـپـر بـــالـهـــا

خـــوبـــرویـــان گـــرچـــه جـمـلـه قـبـلـه جـــانـند لیك
شـــایـــد ار گـــردنـــد در راهِ غـــمـــت پـــا مـــالـهـــا

بیـدل ار مـــی نـــوشـــی از کـف ســـاقـی کـــوثـر بـنـوش
تـــا بیـــا بـــی ذوق دل از گـــردشِ احـــوالـهـــا

﴿31﴾

دست و پابندد جنون تدبیر استعداد را
کوه می نالد چو بیند شورشِ فریاد را

قمری از اندوه بی پایان کند جامه کبود
گر به بیند پشت خم آن غیرتِ شمشاد را

گل ز شوقش جامه برتن میدرد دیوانه وار
تا برون بردند زین گلزار سرو آزاد را

سینه می سوزد ز حسرت غیرت و درد فراق
تا مسخر سازم آن مرکب سواری باد را

احتیاطِ کائنات آید خالی از بیخودی
بیدل از کف و امده این نفی محض ایجاد را

﴿32﴾

جنون العشق خیمرلی من الرحمن سالها
لعل الله فی قلبی بالطاف نیز لها

دلی کز درد خالی شد مثالِ چاه بی آب است
صدور از داغ عاری چونکه بی شمع اند محفلها

اگر خواهی که مستغرق شوی در بحر بیرنگی
بشو فی الفور ای غواص دست از سیر ساحلها

ندانم منزلِ آن ترک لیلی وش کجا باشد
و لیکن گوش دارم بر جرس گویای محملها

عروجِ عشق عاشق دمبدم بالاتری دارد
فراموشم شد از ذوقِ تحیّر قرب منزلها

سوادِ طره عنبر فشانش بین که صد شرری
چو ابرِ برق ریز انداخته اندر خرمنِ دلها

اگـــر ذوقِ بـقـــا خـــواهـــی مشـو دوراز فـنـــا بیـدل
کـه هـرگـز حـل نـخـواهـد شـد بـجز نفی تو مشکلها

﴿33﴾

ای مــرا کـحـلِ بـصــارت خـاک ایوانِ شمـا
از ازل جـــان و دلــم مــرهــون احســانِ شـمـــا

گـرچـه چشـم مـا نشـد روشن بدیدارِ شریف
دارم امیـدِ لـقـــا رخســـار رخشـــانِ شـمـــا

گـــر نقـــاب از رخ بـــر اندازی بوقـتِ نیمروز
سـجده سـازد مهـر پیـشِ مـاه تـابانِ شمـا

تـــاب دیـدارِ تـو کـو ایـن دیـده حسـن بین را
چشـم جـان بینـد مـگر شمعِ شبستـانِ شمـا

گـر برین طالب عطا فرمای استیلای عشق
دور نبــود گــر شــمـارنـد از غـلامـانِ شمـا

خسروانِ ملک دین کلی مطیعانِ تواند
خضر و موسیٰ عیسیٰ و الیاس دربانِ شما

شاهبازانِ عروج لا مکان هر دم نهند
سر باخلاص و ادب بر خط فرمان شما

گر رسانی با کرم در محفلِ قربم شبی
سر کنم قربان بپای چار یارانِ شما

با تمام شوق سوزم خویش را پروانه وار
بر سرِ سبطین شمعِ جان و جانانِ شما

تا گریبانم نگردد چاک از دستِ قضا
کی کشم دست ای حبیب الله ز دامانِ شما

نکهتی بفرستِ زان گلزار رشکِ صد ارم
تا بیابم ره بسوئ روضه رضوانِ شما

آرزو دارم که با تر دامنی از لطف تو
بار یابم درمیانِ بزم مستانِ شما

خاطرِ بیدل بپردازد ز تاتا روختن
گر بیابد بو ز زلفِ عنبر افشان شما

﴿34﴾

تا که هوائ مستی در سر فتاد ما را
فاتوا لنا بکاس یا ایها السکارا

رندان می پرستان کز خویشتن برستند
ثابت کنند هر دم در نفی خود خدارا

گاه است هستی ما ای ساقیا ترحم
مخفی مکن صبوحِ مانند کهربا را

آن می که ذوق شربش از خود خلاص بخشد
بر تخت بادشاهی بنشاند این گدا را

ساقی بیا و جامی زان می حواله ما کن
تا نشه از کشاید بر دل درِ صفا را

در بزم گاه عشرت مستانِ پاکبازان
بر باد داده هستی نوشند بادها را

از تو اگر سرِ مو موجود ماند می دان
کین زنگبار باشد آئینه بقا را

پیش کمال مستان با جرعه نیرزد
سلطانی سکندر هم اقتدار دارا

جام جهان نمائیست این کاسهٔ سفالین
پوشیده دارد از تو انوارِ کبریا را

زاهد اگر بنوشد زین جام یك دو جرعه
نتواند از تحیر بشناخت دست و پا را

کسبِ فنا بیآموز وهم وجود را سوز
شمعِ بقا بیفروز کن ترك ماسوا را

شمشیر لا بدست آر ایجادِ غیر مگذار
اثبات حق بپادار کن ضبط استوا را

بیدل به محویت کوش می جام معرفت نوش
بیهود چند(بیهوده چیز)[۲] مخروش کن پست اقتضا را

﴿35﴾

شکرِ خدا که صبح شد از عشق شام ما
ما آمد بخانه آن مه خورشید فام ما

عشق کمال فائز گشت از کمال وصل
کآهوی آرزوئ در آمد بدام ما

مواج گشته بحر دل از اهتزاز وجد
دار السلام وحدت گشته مقام ما

هر دم ز جوش عشق تو گلبانگ میزنم
یعنی شنو تو اعظم شانی کلام ما

منصور وار فاتح باب الیقین شدم
بیرون دوید بیخود تیغ از نیام ما

اصحاب کهف سان شد خواهم محل وحی
خالی مدان ز ذوق لقایش منام ما

ای پیک صبح گر گذر آری بکوئ دوست
با صد ادب رسان بحضورش سلام ما

بعد از سلام بیحد الحاح پیشه باش
بگذار عاشقانه به پیشش پیام ما

کای بادشاه کون و مکان بنده نواز
آگاهی از ملالت دردِ دوام ما

معروض آنکه زود رسانی به زندگی
نکهت ریاض وصل خود اندر مشام ما

بی نور ماند محفل بیدل جدا ز مئ
روشن کن از تلالو صهبای جام ما

دلـــم ز دســـت شـــد آن نـــغـــمـــهٔ ربـــاب کـــجـــا
بـــــه خـــــاك مـیـــکـــده افـتـــاده ایـم آب کـــجـــا

ز لـــفـــچـــه سینـهٔ مـن حـاضـر اسـت نـقـل عـجـیب
ز مـــطـبـــخـــان مـپـــرس ایـــنـــکـــه آن کـبـاب کـجـا

بـــه بـــار گـــاه تـــعـشـق چـــه خـســرو چـــه گـدا
مـکـن تامل این جا که شیخ و شباب(شهاب)[۲] کجا

ز دیـــو هستـــی و پـــنـــدار آمـــدیـم بـــجـــان
غـیـــاث مـیـــکـــنـــم آن وجـــد چـــون شـبـــاب کـــجـــا

بـــه جـــوشـــش آمـــد خـــونِ جـــگـــر ز حـــرّ تـــموز
مـــطـــار رحـــمـــت کُـــو ســـایـــه ســـحـــاب کـــجـــا

چـــو دل بـــحـــلـــقـــه زلفِ دو تـــو پـــریشـــان شـــد
بـــود مـــجـــال خـــلاصـــی ز اضـــطـــراب کـــجـــا

هزار بار نمودم سوال با صد عجز
سوال غمزده را عاقبت جواب کجا

به پیش مه رخ خورشید همچو ابر نمود
بروز بیدل کو شمع و آفتاب کجا

﴿37﴾

اگر بکشاید آن شیرین لبم لعلِ شکر خارا
بیاموزد رموز جانفزائیها مسیحا را

چو گستاخانه دم میزد بارنی پیش حضرت او
جواب لن ترانی گشته بیتی(هستی)[۲] سوز موسیٰ را

تجلی حسن او را شد چو مظهر صورتِ انسان
کفِ طین ساجد خود یافت نور ملا اعلا را

چو خورشیدِ حقیقت تافت از افقِ تصور حسن
فریفته شد دل مجنون فروغ حسن لیلا را

بلوحِ حسنِ مطلق او مشیت شد که تا محشر
نیارد در نظر عاشق رخش دنیا و عقبیٰ را

اگر آن یوسفِ مصری نقاب از رخ بر اندازد
ز عصمت گاه بیرون آورد چندین زلیخا را

منزه بود ذاتِ پاکش از تمثیل جسمانی
بمعنی مظهریت ساخت این تصویر زیبا را

چه حاجت دعویٰ وصلش بعشق نارسا کردن
که حسنِ لا و بالش بشکند بازار دعویٰ را

غزل پردازی بیدل ندارد رونق چندان
ولی از بهر دل پردازی آورد این سخن ها را

﴿38﴾

نیست آسان خوبرویان را کنون تسخیر ما
کاندرین دامی نشد گنجایش نخچیر ما

یارب از جامِ حقیقت جرعه حالم چشان
ورنه ذوقی نیست در تقریر پُر تزویر ما

تـا نـه خـورشیدِ حقیقت سـر کشد از افق غیـب
ظـلـمـتِ هستـی نـگـردد زایـل از تـقـریـر مـا

دل ز عشـقِ غیـر تـو فـی الـفـور رو گـردان شـود
گـر شـود عشـقِ رخِ خـوبـت گـریبـان گیـر مـا

وصف آن رخسـار رخشـان نـوربـخش این دفتر است
سـورتِ نـورسـت گـویـا صـفـحـه تـحـریـر مـا

والـضـحـیٰ والـلیـل دارم یـاد از زلف و رخـت
تـرجـمـانِ ظـلـمـت و نـور است در تـفسیر مـا

گـر شبـی خـون آورد بـر مـلك دل سـلـطان عشـق
حـکـم تـقـدیـرش مبـدل سـازد ایـن تـدبیـر مـا

قسـمـتِ ازلـی است گـویـا بـاخـتـن دیـن و دلـم
مـحـویـت اصلاً نـدارد رقـمـهٔ تـقـدیـر مـا

میـنـویسـم بـا رضـائ خـاطر ایـن خـط بـنـد گـی
تـا ابـد شـد حـجـتِ واثـق مـن ایـن تسـطیر مـا

روح بیدل از تعلق راست تن مانده اسیر
معنی بیرنگ دارد رنگ این تصویر ما

﴿39﴾

بیا ساقی بیاور جام می را
بمطرب گو نوازد چنگ ونی را

که تا از ذوق صهبا و سرودی
به بینم مظهرِ حق کل شیء را

چو یابم ره باقلیم تقدس
نمایم ترك سیر روم و ری را

بنفی ما سوا الله جهد سازم
کنم اثبات آن قیوم وحی را

بدو رانست که اجود بی نظیری
سزد گر طی کنم اوصاف طی را.

بهـــارستـــان وحـــدت چونکـــه بشـگفت
نـــــه بیـنــــی بـعـــد زان آثـــــار دی را

چـــون آن نـــور مـــجسم جـلـــوه گـــر شـــد
بــــه پیـــش چشـــم جـــان گـفتیـم وی را

کــه گـــر یك جـرعـــه مـــی بخشی به بیدل
نیــــارد در نـــــظــــــر اقبـــــال کــــی را

﴿40﴾

ای آنـــکــــــه داری ازمـــــی لبـــریـــز جـــام را
مـــحـــروم از چــــه مـــی کـنـی این تشنــه کـام را

از تــلـــخـــی فـــراق تـــو جـــانـم بــلـــب رسیــد
یـــا رب بـفرسـت(فرسـت)[۲] آنـم شیرین کلام را

تـــا پـختـــه گـــردد ایـن هـمـــه سودای خـام من
ســــــاقـــی بـــریـــز در قـــدح آن بـــاد خـــام را

ای دا مدار حسن که عنقا شکار تست
از خال دانه داری وز زلف دام را

احرام بسته ایم بصد سوز و صدق دل
تا طوف سازم آن خوش بیت الحرام را

در راه دوست باید تسلیم هر نفس
تفویض کرده ایم بدستش زمام را

ساقی حواله باده کشان کن بلطف محض
در محفلِ کرامت کاس الکرام را

گر سربری بجیب عدم لذتِ بقا است
از کف مده تو ساغر عیشِ دوام را

بیدل بیا اگر طلبی جلوه شهود
تا بنگری رخِ مه خورشید فام را

﴿41﴾

يا اخی این انت این انا
ان دهر الفرقت بیننا

ما اطقنا فراقکم لیکن
برضاءِ القدیر سلمنا

کنت دهراً انیسنا فالآن
لیس الاخیالکم معنا

منذ یومِ الوداع من عینی
جرتِ الدمع حسرةً حَزناً

خلت ان لا تکون تفرقةٌ
اذ تفارقت بغتةً عنا

قدر مانی الزمان من بعدك
بنبالِ الهموم ممتحناً

لست انا قادر علی فرج
ضاق عیشی بذکر ما کنا

﴿42﴾

سرمست ازمئ غم رندان بی سر و پا
خود را شکست درهم رندان بی سرو پا

طولِ امل گسسته دست از وجود شسته
بادوست گشته همدم رندان بی سر و پا

خورده مئ صفا را گم کرده دست و پا را
مبدل شده ز عالم رندان بی سر و پا

وا رسته از تعلق دیده رخ تحقق
نه نهاده دیده بر هم رندان بی سر و پا

بیدل اگرچه داری صد جائ زخم کاری
به نهند زود مرهم زندان بی سر و پا

﴿43﴾

تـفـجـع قسمـتِ ازلـی اسـت جـان بیقـراران را
خـمـارِ مـی نمـایـد تـلـخ عیـش بـاده خـواران را

پُـرسـت از غـلـغـل غـوغـای در دم عـالـم صـورت
تـوان فهـمیـدن از فـریـاد حـالِ دلـفـگـاران را

ازان روزی کـه چیـد از بـاغ عشرت بـاغبـانِ گل من
بهتـر گسـت از قـفـس صـحـن چمن جـان هزاران را

بشـوخـی مـی ربـایـد دل عـجـب زان شیوه خونریزش
کـه جـولانـش ربـوده قـوتِ خـنـجـر گـذاران را

گـر از رخ پـرده بـردارد بـعـزم دلـبـری بیـدل
نـقـاب خـجـلـت انـدازد بـروئ مـه عـذاران را

﴿44﴾

ازان روزی که وا گرده صبا بندِ نقابش را
هزار آئینه شبنم شد مقابل آفتابش را

نقابِ ناتوانی های بی تابی دل عاشق
کجا پو شد نموءِ شوخی حسنِ شبابش را

صلاحِ ماست کز سر کاسه وز خون بادۀ سازم
مگر کان ساقی بزمم بنو شد جرعه آبش را

فضولی های عقلِ دور بین پیش تسلط عشق
نیرزد جز که لا یعمل شمارد انتخابش را

چو برق ازمن کند جولانگری حسنِ پری طورش
مسخر چون نمایم جلوۀ پا در رکابش را

زخارستان دشنامش بهار مرحبا رسته
که شیرین ترز شکر یافتم زهرِ عتابش را

چو گردد مرتفع حجبِ دو بینی بنگری بیدل
که هر دم صد تجلی ها است حسنِ بی حجابش را

﴿45﴾

شوز غیرت سوخت دیگر این دلِ بیتاب را
تا بدست آردگر آن گوهرِ نایاب را

چشم مخمورش ازان روزی که گشته باده نوش
برد از چشمِ نظر بازان رویش خواب را

ای که از تصویر جام نرگس مخمور تو
میکشم پنهان بهر صبحی صبوح ناب را

برقع از رخ برفگن تا غنچۂ دل وا شود
ورنه بس تنگ است ایامِ حیات احباب را

عاشق آن نو گلم با نوبهارِ حسن دوست
میدهد سوگند بیدل تارك اسباب را

﴿46﴾

گــر از رخِ پــرده بــردارد بــعــزمِ غــارت دلهــا
بصد کــاشــانــه از جلـوش توان افروخت مشعلها

بــه جلبابِ صفـت تـاکی نمائ خفیه جلوه حسن
نیــایــد چـنـد پـوشیـد آفتـاب در تــهِ گــلهــا

بــعــمــقِ بحر جا کن تا ترا گـوهر بدست آید
و گـرنـه نیست مـمکن وصل این دولت به ساحل ها

هــنــوز از سبز هــا نــاراست بــاغ عــارضِ رنـگین
کـه سر جوش جـمـالـش شـورش افگنده به محفل ها

بسـلکِ شـعـر تـــابـع حــافـظِ شیـراز شو بیدل
کـــه ســالك بــی خبـر نبود ز راه و رسـمِ مـنزل هـا

﴿47﴾

توئ کز هر چه موجودی بود بنمودهٔ خود را
جهانفروز خورشیدی بگل اندودهٔ خود را

بخود گفتی ظلمنا در لباس عاشقِ غمگین
هوالتواب خود را گفتی و بخشودهٔ خود را

منزه بودی از اسما مبرا از صفات اما
باسم و وصف انسانی چه خوش آمودهٔ خود را

گهی در شکل منصوری انا الحق گفتی از وجدان
بلا احصی ثنا جانان گهی به ستودهٔ خود را

به سبحانی زدی کوسِ انیت در جهان گاهی
گهی تکلیف شرعیه فزون فرمودهٔ خود را

گهی در خرقهٔ بدع و هوا خود را بپوشیدی
گهی در مشربِ صاحبدلان پالودهٔ خود را

چو مجنون بیدل اندر عجز گشتی شهرهٔ عالم
به کسوت لیلی اندر رتبهٔ افزودهٔ خود را



رباعی اول

پند دادیم دو صد بار دل حیران را
ترک خود می نکنند عشق رخ خوبان را
عاشق و مست و خرابم دل و دین داده به باد
هندوی خال بتان برده از من ایمان را

رباعی دوم

ای باعث جمعیت آرام دل ما
حاصل نه شد بی رخ تو کام دل ما
تا ساقی بزمم نشود جلوهٔ حسنت
لبریز بخون می بود این جام دل ما

رباعی سوم

چـو وجـد از قـلـقـلِ مینـا در افتـاده بـه مـحـفـل هـا
فـروغِ جـام بـرق انـداختـه انـدر خـرمـنِ دلهـا
تـلالـو بـادهٔ روشـن دیـده سـر مسـت البستی گفـت
الایـا ایهـا السـاقـی ادر کـاسـاً ونـادلهـا [ولهـا؟]

رباعی چهارم

نهـان زمـن بـرقیـت سـت گـفـتـگـو او را
بـس سـت ایـن قـدر ایـن عـادتِ نـکـو او را
اگـرچـه یـکسـر مـونیسـت مهـر مـن بـدلـش
دلـم زکف نـدهـد هیـچ تـا رمـو او را

رباعی پنجم

گـر سیر سلـوک وفـا خـواهـی مـردانـه بیا مردانه بیا
تـا جام، صبوح صفـا نـوشی مستـانـه بیا مستانه بیا
از کـنـز و قـدوری سـود تـونـه در نحو فقه مقصود تو نه
مـقـصـود تـو جـز نـابـود تو نـه فرزانـه بیـا فـرزانـه بیـا

رباعی ششم

در تاریخ وفات طالب صادق فقیر غلام محمد غفرالله له'

چو شد غلام محمد رحیل زین عالم
بماند بر دلِ محزون داغ درد بلا
سوال کردم تاریخ فوتش از هاتف
ندا رسید بناگه چراغ بزم بها

رباعی هفتم

هویدا گر کند حسنِ حقیقت آن لطافت را
بروز آئینه دل ایضاح او زنگِ کثافت را
خمار آلوده چشمِ نیم خوابش را همی نازم
که بر داز دید های عِشق باران خواب غفلت را

رباعی هشتم

تجلی شجره طور از سر و بالای تو شد پیدا
صباحت یوسفی از چهره زیبای تو شد پیدا
یدِ بیضا نموده خلق را سر جلوۂ حسنت
زلالِ خضر از لعل دلفزای تو شد پیدا

رباعی نهم

عــذر تــقــصیـر اسـت عــادت زاهـدِ مسـتـور را
جـز انـا الـحق نیسـت حـرفـی بـر زبان منصور را
آنـچــه طبعِ تــنــدرسـتــان تــا بـه بخشد قـوتـی
مــی فــزایــد در تــکسـر عــنــصـر رنـجـور را

قطعه اول

بــدرد عشـــق تـــو عشـــاق شـــادمـــان گشتـنـد
مــرا زبــی غــمـــی عشـق تســتِ صـد غـم هـــا
دلـم کـــه مـــی طپـد از بهـر منـسـبِ عشـقـت
جــراحتـــی طــلـبـد بــر امـیـد مــرهــم هـــا

قطعه دوم

مــنــوع ســت تـجـلــی حقیقـت وهــر کـــس
بــقـــدر عشــق بـــه بیـنـد جـمـــال خـوبــان را
بسینـــه صـــاف چـو آئینـــه عشـق بنـمـــایـد
بـــرنگ مـــردم چشـم عــکـــس خـال خـوبـان را

قطعه سوم

بنده عشق باش کو بخشد
بالیقین پایهٔ رفیع ترا
اُمت حسن باش گو گردد
از عذابِ خودی شفیع ترا

فرد اول

بهر لباس که آن یار روی بنماید
کنیم سرمهٔ چشمان خاکپایش را

فرد دوم

این موهبتِ خاص که با عشق مسمی اُست
انعام شود مرد سعیدِ ازلی را

فرد سوم

حبی قتلتی فافتی العشق لی ان لا
لك دیةٌ الا وصالِ المعشوقِ ابدا

فرد چهارم

محو مطلق را کجا لرزد ز ملک الموت دل
کار با حلاج نبود پنبهٔ محلوج را

باب الباء

﴿1﴾

هر جا است جلوهٔ شاهد تحقیق بی نقاب
شب پر صفت مباش تو پنهان ز آفتاب

با چشم عشق جلوهٔ عین الیقین به بین
وا نگاه شرف رتبهٔ حق الیقین بیاب

چیزی که درنگاه تو یا در خیال تست
میدانکه عین ذات حق است و وجود ناب

بی چون بی چگون مقید بشکل نیست
لیکن تعین تو شد از مطلقت حجاب

بیدل تو روز چند خیال همه به بند
تا جلوهٔ شهود کند رفع ارتیاب

﴿2﴾

کحل چشمم [۲] ساز خاکِ کوئ خود را ای حبیب
هم مپوش از دیدهٔ ما روئ خود را ای حبیب

بهر عید روزه دارانِ فراق و انتظار
آشکارا کن هلال ابروئ خود را ای حبیب

هر که پرسد ترجمان والضحیٰ واللیل را
وا نمایش چهرهٔ گیسوئ خود را ای حبیب

در دلی کز مدتی مشتاق یك دیدار تست
پر تو افگن کن رخ نیکوئ خود را ای حبیب

تا معطر گردد از وی اهل معنی را مشام
باری افشان زلف عنبر بوئ خود را ای حبیب

گر بدعوی کردن افرازد خرد در گردنش
زود تر افگن کمندی موئ خود را ای حبیب

چون نیم فائیز ز وصلت شاکی از فضل توام
مسکین بیدل رانما مشکوئ خود را ای حبیب

﴿3﴾

دلا ز ایزد جز عشق احمدی مطلب
بجز تلذذ قرب محمدی مطلب

اگر چراغ دل انور چو مهر میخواهی
به جز تلالؤ انوار سرمدی مطلب

گرت هواست که از ترک خود رسی بخدا
زجود ساقی جز جام بیخودی مطلب

به بارگاه تقدس اگر دهندت بار
ازان جناب بجز قرب ایزدی مطلب

نشین بقاف قناعت ز خلق چون عنقا
تلذّذ ذات جهان در مجردی مطلب

محققانه بزن چاك در قبای وجود
لباس عارف با این مقلدی مطلب

مجوی بیدل ناموس در طریق طلب
دماغ شیخی در ره موحدی مطلب

﴿4﴾

یا حبیب البطحی ماهِ عرب مدنی لقب
پی به پی بر تو سلامی روز و شب از پاك رب

رحمة العلمین وصفِ تو من جان پر لبم
تا بکی باشد ز هجرت جان بلب این مضطرب

تابکی مانم چنان مایوس از دولت وصال
در فراقِ روئ تو جان بر کرب دل بر تعب

هر که بر شمع جمالِ تو نسوزد خویش را
باد جانش را به نار ذی لهب شورو شعب

درد هجرانِ تو دادم مژده از شادی وصل
کثرتش دارم طلب کین شد سبب بهر طرب

چون صحایف نور وحدت را بدرج آورد عشق
صفحهٔ تکمیل حسنت زان صحف شد منتخب

عشق تو باشد مقلب هر قلوب ای نور جان
حال بیدل بین و قلبِ منقلب زو کن سلب

﴿5﴾

ای مقتبس ز نورِ جمالِ تو آفتاب
و ز آفتاب حسن تو مهتاب کامیاب

از دیو هستیم دل دارد ملالتی
از بهر دفع وی برسان جلوهٔ شهاب

ما در فراق روئ تو امشب دهیم جان
شاید ترا که بر سرِ بالین من شتاب

ما بی قرار از غم و دردِ فراق تو
تو بر بساط یثرب خوش رفتهٔ به خواب

برخیز هان بیاب که عالم ز دوریت
دارد خیال مضطر مانده چنان خراب

از تشنگی مرا ست جگر تفته خشك لب
در کام جان لبریز تو ما را برحمت آب

شوقِ تو دین و مذهب و آئین بیدل ست
عشقِ تو باد شامل جان تا دم حساب

﴿6﴾

بس که گشته دلم از آتش هجرِ تو کباب
خانهٔ عافیت از عشق تو گردید خراب

گر بفردوس روَم بی تو بسوزد ما را
نعمتِ جنت بی دوست بود عین عذاب

مستی چشم تو ای جلوهٔ سر [خوش] حضور
بـرد از دیـدهٔ دل بـاده کشـان مستی خواب

غـمـزهٔ نـاز تـو کو در دلم آتـش افـروخـت
میـز نـد نـاوک بـر سینـه مـحـزون بیتاب

بیدل ازروئ تـو تـصـویـر انیـس جـان کـرد
مـونـس مـعـنـویـش بادرخت چون مهتاب

﴿7﴾

از حـبـوب بـاد عشـق افتـاد چـون جـنبـش در آب
بـحـر وحـدت راشـد عـالـم عـلـوی و سـفلی حباب

هـر چـه مـی بینـی کـه پیدا گشته در عـالم ظهور
ذات پـاكِ او سـت کـو بـنـمـود رو از هـر نـقـاب

گـاه مـجـنـون وار نـالان اسـت از شـوقِ حـضـور
گـاه چـون لیـلـیٰ اسـت حسـنِ او نهفتـه در حجاب

گـاه چـون فـرهـاد تیشـه میـزنـد در کـوهسـار
گـاه چـون شیـریـن بـود پـرده نشیـن عـفـت قبـاب

هـاهـو چـون یـحیـی بزیـر تیغ مـحنـت سـر نهـد
هـاهـو چـون عیسـی بیـارد مـرد گـان را در خطـاب

گـه کـنـد تسلیـم تـا دری ز درجـش بشکـننـد
گـه شـود خیبـر شـکـن و کـفـار را سـازد خراب

گـه بـرائ عبـرتِ عـالـم بـه خـونِ پـاك خـویـش
خـاك دشـتِ کـربلائ عشـق را بـخشد خضـاب

گـاه مـظهـر رحـمـتِ خـود گشتـه نـازد در جهـان
گـاه مـصـدر قهـر گـردیـده چشـد ذوقِ عـذاب

گـاه سبـحـانـی بـگـویـد گـاه لااحصـی ثنـا
گـاه گـویـد مـن خـدایـم گـه انـا الـحق بی حجـاب

اوسـت افـلاك و زمیـن هـم او بـود عـرش و ثـرا
اوسـتِ بـا دو اوسـتِ آب او بـود نـارو تـراب

اوســـتِ عبــدو اوســـتِ مـعبود و دل و دلبــر هـمو
گــر شـوی گم بیـدلِ ایــن و آن یـکی بینی شتاب



رباعی اول

صبـــا از مـــن بــدان درگـــاه والا عــرض دار امشـــب
کـه ای سـلـطـانِ خــوبان مانده ام بس بی قرار امشب
بـــا میدی کـــه خـورشیدِ جـمـالــت روئ به نمـاید
چــراغ صبــح دارم جـــان بــلــب از انـتـظــار امشـب

رباعی دوم

تـــولا عتـــرـــةِ خیـــرُ الـــمـــذاهـــب
یـــجـد الـــمـــرء عـــونـــاً فـــی الـنوایئـب
تبـــرا الـــصـحـــب نیشـــأ ؟ نـــقـــص دیـــن
فـــاذ یـــغـــلـــق بـــه بـــاب الـــمـواهـــب

فرد

ســرمــایــه عــمــر خـود هـملاهی ساز کم
تـــا در حســاب کــه نشوی مـعرض عتـاب



باب التاء

﴿1﴾

گفت لا احصی ثناءُ ذوق عبدیت گرفت
گفت انا احمد بلا میم اوج احدیت گرفت

در جلال آمد انا الحق بی حجاب آغاز کرد
ساغرِ سبحانی از میخانه محویت گرفت

رب ارنی گفت با خود لن ترا از خود شنود
در نیاز و ناز رنگِ عجز و حمدیت گرفت

گاه متجلی است برخود گاه از خود مستتر
گه بعین اضطراب و گاه جمعیت؟ گرفت

تا تماشائی جمالِ خود کن مشتاق وار
حسن بی کیفش بدست آئینه کیفیت گرفت

چون تجلی کر ذاتِ بی نشانش جا بجا
کثرتِ اعداد را در نور فردیت گرفت

از حلول آمد منزه نور بی چونش ولی
بیدل اطلاقش تعین را بعد میت گرفت

﴿2﴾

هر کهرا؟ از آتش عشقش جگر نقسیده است
سینهٔ او منبعُ آبِ بقا گر دیده است

قصهٔ منصور را افسانه انگارد کسی
کوز جامِ عشقبازی جرعه نچشیده است

از سماعِ صوفیان وجدِ طرب باید کسی
کوز لحناتِ الست آواز ها بشنیده است

آه آتش بار عاشق خار هستی را بسوخت
کز گلستانِ جمالِ قدس گلها چیده است

شب همه شب اشکبار دتا سحر مانند شمع
چشم مشتاقِ که آن رخسار روشن دیده است

عام دنیا را گزیده و خاص عقبیٰ را بخواست
لیک خاص الخاص دردِ عشق را ور زیده است

در تلذذ جنت الفردوس نارد التفات
هر کرا ؟بیدل غمش ذوقِ بقا بخشیده است

﴿3﴾

جمله اشیا به یقین مظهر آثار خداست
حسن تقویم بشر مخزن اسرار علا است

گرچه این صورت خاکی است مکدر هیکل
فرق تا پا همکی مطلع انوار صفا است

یار بیرنگ ز صد رنگ برخ بست نقاب
آنچه شد پرده همان باعث اظهار حق است

کافر و مومن از روی حقیقت چو یکی است
سر اگر فهم کنی سبحه و زنار کجا است

غـوطـه زن بیـدل در بـحـر عـمیـقِ تـوحیـد
تـا شـود بـر تـو عیـان لـولـو شهـوار چهـا است

﴿4﴾

میر مجلس ذوق تنهائی نمی د اند که چیست
شیخ عـاقـل قـدر شیداۓ نـمـی د اند کـه چیست

دل کـه در مـحـنـت سرائ تـن گرفتاری دوئ است
لـذتِ احـوال یـکتـائ نـمیـد انـد کـه چیسـت

آنـکـه زهـد و ورع بـا امیـد نسیـه میـکـنـد
نـقـد حـالِ بـاده پیمـائ نمید انـد کـه چیسـت

هـر کسـی کـو مُشبت این هستی مـوهـوم شد
رمـز نـفـی و هـم خـودرائ نـمید انـد کـه چیسـت

مـنـکـرِ حـالـت ز گـفتـارم نـخـواهـد بـرد بـو
کـور مـادر زاده بینـائ نـمید انـد کـه چیسـت

وسعتِ جولان گه جان ها ز اهلِ وجد پرس
کِرم چو بین شرحِ پنهائ نمید اند که چیست

عاشقِ دنیا نیابد بهره بیدل زین مقال
پند دانا مرد سودائ نمید اند که چیست

﴿5﴾

آنچه شاهانِ زمان از دولتِ بیدار یافت
خبر جزو؟ نبود ز انچه مشتاق از وصالِ یار یافت

هر که از ظلمات پندارو دوئ دارد گریز
مطلعِ شمس اندرونِ خود سکندر وار یافت

جلوهٔ حسنش چو در خرمن خودی زد برق وجد
طالبِ دیدار دلرا مطلع انوار یافت

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف چو گفت
مرد عارف سینه خود را مخزنِ اسرار یافت

جرعه جامِ حالتِ حلاج هر کو نوش کرد
عاقبت خود راز مستی بی سرو دستار یافت

چشم جان هر که روشن شد باستبصار عین
راز وحدت را برون از سبحه و زنار یافت

بیدل از مذهب بمشرب نیست مایل بی سبب
بلك از کسبِ فنا تحصیل استقرار یافت

﴿6﴾

زیر این گنبز خضرای؟ که خوش سامان است
شاه محمود شکر گنج معلی شان است

سر بستان نبی شمع شبستان ولی
نور چشمِ حسن و نسل شهِ جیلان است

قطب اقطاب زمان غوث الاغوات کریم
هادی اهلِ طریقت برهِ عرفان است

حضرتش مهبط آثار فیوض حالات
دعوتش روشنی بخش چراغ جان است

پیش تو آمده این ملتجی ای شاه شهان
زار و خجلت زده از بسکه کرد عصیان است

دارد اُمید بدان لطف که داری بخدم
ورنه محنت زده سوختهٔ حرمان است

بیدل از غایت پنداز به جان ست ولی
نظر لطف تو هر درد مرا درمان است

﴿7﴾

عشق بازی به جز عزامت نیست
جز باغم رتبه این کرامت نیست

خلعت ناز زیبدت که دگر
مثل تو هیچ سرو قامت نیست

رفتنت شور محشری انگیخت
قامتِ تو کم از قیامت نیستِ

چون نوازد حریف ساز طرب
عشرتِ وصل را اقامت نیستِ

بی وفائ شعار دوران است
اهلِ دوران را ملامت نیستِ

عشق بازی و سلامتی طلبی
رهروِ عشق را سلامت نیستِ

دیده گریان و سینهٔ بریان
عاشقان را جز این علامت نیستِ

مر ترا چون نبود قدر وصال
بیدل اکنون به جز ندامت نیستِ

﴿8﴾

گر توئ طالبِ مشاهدهٔ ذات
نفی شو نفی ای خجسته صفات

لا الٰه است ورودِ تو لیکن
تیغ لا ران به لشکرِ خطرات

تا نماید ز پرد گاهِ عدم
ناگهان روئ شاهدِ اثبات

تا ز هستی بری نخواهد شد
غره گم شو برفعتِ درجات

بیدل اسلام جلوه گر نشود
تا هوا وُ هوس نگردد مات

﴿9﴾

بی حجابانه جمالِ یار دیدن مشکل است
از ریاضِ جان گل بین خار چیدن مشکل است

تا نه مقراضِ ریاضت را بدست آرد کسی
پردهٔ حرص و هوا از هم دریدن مشکل است

تا نگردد پالهنگِ تن ز گردن جان جدا
روح را در عرصهٔ بی شون دویدن مشکل است

تا مشام دل نگیرد نفرت از فتنِ دوئ
نافهٔ تاتار وحدت را شمیدن مشکل است

تانباشی مدت سر گرم در کسب فنا
در مقام بی خودی بیدل رسیدن مشکل است

﴿10﴾

ای دل تو کجا و جلوهٔ ذات
تا نیست نشد وجود خطرات

از کلم؟ چه سود تا نباشی
فایز بفیوض نفی اثبات

میگوئ لا اله لیکن
این وهم وجود را بکن مات

در نفی وجود کوش چندان
کز هستی تو نماند آیات

آسوده به بسترِ عدم خسب
دوز از فتن و شرور و آفات

در خواب عدم برو چو رستی
از کیفیت فرور اوقات

بیدل تو به جمع بی خبر ماش
از تفرقه سیات حسنات

{11}

یہ درویش نہ شیعہ اور نہ سنی ہے

درویش شیعه و نه سنی است
پروانه شعشعه لدنی است

روشنی کرنے

یہ اور وہ خوشی

این و آن ز غنا طرب پزیرد
او بست ز دیدنِ مغنی است

آزاد، علاوہ

فارغ بشد از غرای صوری
کش جلوهٔ معنی مهنی است

دائرہ

چون رست ز درد عجب پندار
خود را بابوالفرح مکنی است

بیدل تو موحدی یکی گوی
دو گفتن سیرتِ مثنی است

﴿12﴾

دیوانه یار بودن فرزانگی همین است
ترکِ هوس نمودن مردانگی همین است

از قید عجب رستن طول امل گستن
بالِ هوا شکستن رندانگی همین است

از غیر دیده دوزی شمع فنا فروزی
خود را تو پاك سوزی پروانگی همین است

فارغ شدن ز کثرت واصل شدن بوحدت
باشاهدِ حقیقت هم خاخگی همین است

بیدل تو آشنائ از من چرا جدائ
بگذر ز خود نمائ بیگانگی همین است

﴿13﴾

محو جمالِ یار ز گفتار فارغ است
آئینه جان ز جوهر پندار فارغ است

اسلام و کفر برهم زده شورش جنون
مستی ز فکر سبحه و زنار فارغ است

صحرای لا مکان که سرِ سیر وحدت است
عارف دران سبیل ز رفتار فارغ است

شهباز جان باده کشانِ پیاله وجد
از شهپرِ تفکر اطوار فارغ است

بیدل که شد برون ز جهان سیر همتش
از دارو گیر گنبد دوّار فارغ است

﴿14﴾

کشتـــۀ نیـم بسـمـل کـار دلـم طپیـدن سـت
روی بپـای قـاتـلـم وقـت روان رمیـدن سـت

آخـــرای نـگـــار مـن دلبـر غـمـگســار مـن
تـا نشـوی تـو یـار مـن بـار بلا کشیدن سـت

بسـکــه در اشتیـاق تـو سوخـت دل افتـراق تـو
عـاقبـت از فـراق تـو روی ممـات دیدن اسـت

مـن کـه بـکـلبـۀ حـزن مـانـده هجر ممتحن
مـطـلب مـا ز پیـرهن بـوی کسی شمیدن اسـت

بیدل بـنـده کـم تـرین شد ز فـراق کـس حزین
الـمـدد ای بـه جـان قـرین وقـت مدد رسیدن اسـت

﴿15﴾

ای دل آن شمع تجلی به شبستانهٔ تست
دیده بکشا که عجب شور بکاشانهٔ تست

گر فروزی ز غمِ عشق به همت شمعی
روشنانِ فلك انجملهٔ پروانهٔ تست

ای که فریاد دلِ عاشق مسموع تو باد
دل سود از ده این بیکس دیوانهٔ تست

آن فریبی که از و مُلك مَلك سر نکشد
دانم ای دوست که در نرگس مستانهٔ تست

سحر آن مُلهم غیبم باشارت فرمود
کانچه می جوی بیرون بدرون خانهٔ تست

رونقِ هفت چمن نیست مگر گل رویت
زینتِ هفت صدف گوهر یك دانهٔ تست

چـه شـود گـر بدهـی بـار بـه بـزم خـاصـش
ز آنکـه بیدل بـه یـقیـن عـاشق رندانـهٔ تسـت

﴿16﴾

هـر کـه در سـایـهٔ الطاف تو آرام گـرفـت
بیشك از عشرت داریـن دلـش کام گرفت

علـتِ غـائ فـطـرت توئ ای جـان جهانِ
عـالـم از آمـد نـت نیك سر انجام گـرفـت

خسـروِ حسـن تـو بـا کـوکـبـهٔ عـزم ظهـور
رایـت افـراشتـه و کشور اجسام گـرفـت

نرگس مست توهم ساقی هم جام می است
فـرخ آن میـکـش کـو جـرعهٔ زین جام گرفت

شـد رقـم عـالـم بـر صـفـحهٔ هستی مـرقـوم
حـرف اثبات تـو چـون صـورت از فام گرفت

دل کـه از کـفـر سـراسیمـه بتاریکی بود
از فـروغِ رخِ تـو پـرتـو اسـلام گـرفـت

جـذبـۀ کـامـل بـخشـا بـکـرم بیدلِ را
کـو هـوائـی تـو بسـر چندین ایام گـرفـت

﴿17﴾

وصـل عـاشـق از کـدامـین دلـربائی دور نیسـت
لیـکـن انـدر مـلـك نـاز و حسـن ایـن دسـتـور نیسـت

نیك نـامـی میـد هـد بـربـاد استیلائـی عشق
رنـدی و مستـی شـعـارِ زاهـدِ مسـتـور نیسـت

جـوش عشـق از هـر بنِ مـو عـاشقـان سـر مـنیـرند؟
نـغـمهـای صـوفیـان جز نـعرۀ مـنصـور نیسـت

در صفِ رنـدان بـی سـر و پـا نـگـردد جـائیگیـر
هـر کـه از صهبـای احـدیـت سـرش مخمور نیسـت

در مجانینِ غم او راکی بود گنجایشی
هر که عقلش جذبهای عشق را مقهور نیست

زاهدان را دل نگردد راغبِ حسن و جمال
شب پری را جلوه خورشید جهان منظور نیست

عاشق مصنوع محروم از حضورِ سرمدی است
صنع بین بیدل ز قربِ معنوی مهجور نیست

﴿18﴾

میکنند ما را تصور چشم مستِ یار مست
باد جانم جاودان زین ساغر سرشار مست

می پرستان میکشند از دست ساقی جام عیش
عاشقانند از شرابِ دیدن دلدار مست

دست افشاند ز دارین و سپارد سربدار
هر که چون منصور گردد از میٔ اسرار مست

ره ز ظلمت نیست بیرون عاشقِ مصنوع را
صنع بین را می نماید جلوهٔ انوار مست

شد ز دور چشم میگون شاهدِ زاهد فریب
صحن محفل در تزلزل و آن در و دیوار مست

بادهٔ وحدت بنوش از ساغرِ علم الیقین
بو که باشی وقتی از عین الیقین یك بار مست

شو مرید شیخ صنعان در رهِ رندی و عشق
تا شوی بیدل ز جامِ نرگس خمار مست

﴿19﴾

یزید ملح اُجاج و امام عذب فرات
ازین است بیم هلاك و ازان امید حیات

اگرچه واحد باشد حقیقت آب ولی
رسد ز عذب ترا سود و از اُجاج آفات

بدین تغیر وحدت وجود را چه زیان
که آب واحد طعمش دو گونه زهر و نبات

چو ذات مطلق بی چون به ممکنات آمد
وجود او ست در اعیان عیان بهر دو صفات

صفات قهر و جلالست آن لعین شقی
صفات لطف و جمال این کریم با برکات

ترا چو حجت ساطع اعوذبك منك است
بزن تو دست بد امان آن امام ثقات

بیا و فکر همه را مدام برپا دار
اگر تو بیدل خواهی ز دست خویش برات

﴿20﴾

جانم از روز ازل مست شرابِ بی خودی است
دل بوجد از ذوق آوازِ ربابِ بی خودی است

دوش در بزم حریفان بود دورِ چشم مست
فکر بیدارم هنوز از وی بخوابِ بی خودی است

وجودت نیست چیزی مانع از ذوق وصال
ابر هستی برده روی آفتاب بی خودی است

پی باسرار حقیقت کی برد عقل معاش
رجم این دیو دنی نورِ شهابِ بی خودی است

رستی از خود گر حقیقت خویش را بشناختی
حال منصوری نشانِ فتح بابِ بی خودی است

بارگاهِ هر دو عالم را نیارد در نظر
هر که جانش آستان بوس جنابِ بی خودی است

بیدل از خاکستر حلاج بشنو نعره عشق
این همه آثار مستی باده نابِ بی خودی است

﴿21﴾

چه فتنه ایست که حسن تو در جهان انداخت
که دور چشم تو شوری عجب به جان انداخت

بیا مدی به چمن و ز خجالستی گل را
بهار چهره لطیفِ تو در خزان انداخت

چو آتش دل عشاق ملتهب گردید
به خرمن فلك این شعله ناگهان انداخت

نه من فریفته روئ بتان شدم تنها
که عشق ولوله در جان عارفان انداخت

شکار کرده دلِ پاکباز را معشوق
چو تیر غمزه ابروی چون کمان انداخت

تو خود سراپا نورِ خدائ و لیکن
خودی ترا ز یقین در شك و گمان انداخت

بدر حجاب دوئ تو یگانه در ره عشق
ترا که بیدل در فکر این و آن انداخت

﴿22﴾

چون جلوهٔ تو طلعتِ مه را جمال نیست
طوبی بهشت چون قدت ای نو نهال نیست

گویا که عکس مردمك ماست منعکس
از لطف عارضِ تو هما ناکه خال نیست

در معنی است جان بجمال تو چار چشم
هر چند تن بصورت ز اهل وصال نیست

دور است تن ز قرب حضورِ جمال تو
لیکن دلم بعید ز قرب این خیال نیستِ

علماء قشر رو بلم ولا نسلم اند
دربزم صوفیانه جواب و سوال نیستِ

ملا بود مخالف صاحبدلان ولی
در وحدت الوجود نزاع و جدال نیست

بیدل یقین بدان که همه اوستِ جلوه گر
ایمان و کفر جز به جلال و جمال نیستِ

﴿23﴾

روشن چراغ عشق ز نورِ محمد است
انوار حسن عکس ظهور محمد است.

برتر بود عروف معلاش از مکان
کرسی و عرش جائ عبورِ محمد است

دریائ وجد و حالت و امواج بی خودی
یك قطرهٔ ز جام طهورِ محمد است

فرمود هر که دید مرا ذات حق بدید
قربِ خدا یگانه حضور محمد است

منصور شاه معنی او نعمان شیخ دین
محوِ بطون و مست ظهور محمد است

مستغرق بحار انا و محو حال هو
هر یک غریق لجه به حورِ محمد است

بیدل کسی که نعره انا الحق زند ز حال
میدان یقین شجرهٔ طورِ محمد است

﴿24﴾

ای قبلهٔ دو عالم شد خاک آستانت
وای کعبه نوح و آدم این جلوهٔ عیانت

داغ غلامی تو مه راست بر جبینی
توسن فلک چکویم شد رام تازیانت

وصف تو بس معلا است از هر چه فکر سنجد
ای برترین ز درکِ افهام ما بیانت

هــــر اولیـــا ز بـــابـــت امیـد لــطف دارد
تــاجی اسـت ہـر سـریـرا تـوسیع امتنانت

بیدل کــه بـنـدهٔ تسـت ای شاه ملك ارشاد
بـــاری درار او را در حـــلـقـــهٔ سـکـــانـــت

﴿25﴾

گــر غــافـل از خود و آگــه شوی ز دوسـت
بینی که همه او است همه او ست همه اوست

بـا چشـم جهـان بیـن نتـوان دیـد حـقیـقـت
با دیدهٔ جان بین نگر آن دوست به جز پوست

از کثـــرت اوراق نیـــفتـــی بـگـــمـــانـــی
شیـرازه یـکـی دان بـه یقین فال تو نیکو است

ایـجـاد کـواکـب چو عدم مانده به خورشید
چسپـان شـود این نکته بدل مرده که ره اوست

شه بی چون زد خیمه بهر صورت بیدل
غوغا حسن و غلغلم عشق از سبب اوست

﴿26﴾

رفتم ز کوئ تو ذوقِ صحبت از یادم نه رفت
نقش شیرینت ز لوحِ سینه فرهادم نه رفت

قُمریِ جان از رہِ معنی صلائ باز داد
کز گلستانِ نظر آن سرو آزادم نه رفت

گرچه در خلوت سرائ وصل باری یافتم
از کمالِ شوق کاری جز [بخر؟] یادم نه رفت

دل شکست از یاس وصلش مومیا کردم طلب
شوخیش گفتا سرِ سامان بیدادم نه رفت

بیدل از آهِ عشاق شکرِ حق هنوز
آب و رنگ آئینه حسنِ خدا دادم نه رفت

﴾27﴿

خمـــار بـــادهٔ دوشیـنـه در سـرم بـگـرفـت
کـه دوش سـاقـی مسـتانـه در برم بـه گرفت

گـرفـت تـنـگ در آغـوشـم و ببوسه نواخت
زهـی طـرب کـه دل از وصـل دلبرم به گرفت

دو مـصـرعه ایست مگر ابروی دوتا معشوق
شـكـسـتـي ز خـم رشتـه مسـطـرم بـه گرفت

مـن ار چـه مـرگ خـرد [بـودی؟] ولی دلدار
بـه پیـچ و تـاب خـمِ زلف عـنبرم بـه گرفت

چـو ذره در سـفـلی مانده بودی [می؟] بیدل
چـنـان عـارض خـورشـیـد مـنظرم بـه گرفت

﴿28﴾

رخ معشوق قبلهٔ دلها ست
جلوهٔ حسن او ضیای خدا ست

ابروی یار چون کمان آمد
مژه آن شوخ نوک تیر بلا ست

ای نسیم صبا بیار بگو
گرچه دل فارغ از غمِ دل ما ست

کآخر ای شنك و شوخ و شهر آشوب
مگر این شیو هائ شرط وفا ست

بیدل از شوق تست جان بر لب
بر سرش آب بین که تاش چها ست

﴿29﴾

آشفتـه جمـال تـو بـودن غـنیـمـت اسـت
متقـاضـی وصـال تـو بـود غنیمـت اسـت

از جـام حـال گـرچـه نـداریـم نشـه وجد
مشـغـول بـا مـقـال تـو بودن غنیمت است

از وصـل تـو اگـرچـه دلـم نیسـت بهـره ور
مستغـرقِ خیـال تـو بـودن غنیمـت اسـت

هـر چـنـد مسـکنِ مـن ظلمات کثرت است
مستسـقی زلال تـو بـودن غـنیـمـت اسـت

بیدل چـو مـور گـرچـه فتـاده بپـای پیـل
حقـا کـه پـائـمـال تو بودن غنیمت است

30

سـر و بـالا یـش ز طـوبی بـاغ رضـوان خوشتر است
زهـره سیمـایـش ز مشتری درخشان خوشتر است

زلف مشکینش ز مشك و عنبری صد بار به
و آن لبِ نوشینش از لعل بدخشان خوشتر است

از هلالِ عید شکل ابروی او مطبوع تر
و آن دور خارش ز مهر و ماه تابان خوشتر است

دیدن چشمِ خمارین آن بتِ بادام چشم
از تماشائ هزاران نرگسستان خوشتر است

غنچهٔ دهنش ز صد گلدستهٔ بهتر بود
و از فوا که خلد آن سیبِ زنخدان خوشتر است

تشنهٔ جامِ فنا سیر است از بحر و محیط
نکتهٔ عارف ز صد تاویل نعمان خوشتر است

بیدل از جامِ طلب می در کش و دم برمکش
صبر با فکرت زهر تشریح تبیان خوشتر است

﴿31﴾

ساقیا جام جذب و حال کجا است
باده مستی دهِ خیال کجا است

عزم پرواز لا مکان داری
آخر ای مرغ پر و بال کجا است

گشتهٔ مستعد سیر عروج
راه ممکن سوئ محال کجا است

سفرِ آسمان نباشد سهل
شهپرِ وجد لایزال کجا است

موسی آسا در ایمن عشقم
جلوهٔ نور آن جمال کجا است

خـــال از خـــد او نـــمــــايـــان شـــد
مــظـهــر خــد جــز بــخــال كــجــا اســت

بيــدل از زهـــد عـــجـــب مــــى زايــد
رنـــد را فـــخـــر و احتيـــال كـــجـــا اســت

﴿32﴾

مستـم ز جـام عشـق شـرابـم بـه كـار نيست
هـجـرم جـگـر بسوخـت كـبابم بـه كـار نيست

هـر رگ ز جـوش وجـد سرايند وحدت است
بـا ايـن نـوائ نـغـمـهٔ بـابم بـه كـار نيسـت

چـون يـافـت آگـهـى دلـم از قـرب معنوى
اميـد عـفـو خـوف عـذابـم بـه كـار نيسـت

مـــنــــصــــور وار راز درونـــم بـــرون فتـــاد
زيـن پيشـتـر ز خـلـق حـجـابم بـه كـار نيست

حـرفـی ز درس وحـدت بـه گـرفتـه ایـم یـاد
بیدل دگـر سـوال و جـوابم بـه کـار نیسـت

﴿33﴾

داند کسی که او را منصف در اندرون است
دشـمـن درون بـد تـر ز دشـمـن بـرون اسـت

اگـویتـنـی و ظـلـمنـا داده نشـان بـعـالـم
کـآدم عشیـق والـه و ابـلیـس ذو فنون است

شیـخ و فـقیـه نـازد بـا خـرقـه و مـدارس
اصـحـاب عشق فاخر با منصبِ جنون است

گـرچـه اصـول فقـه است ورچـه عقاید دین
جز عشق هر چه باشد افسانه و فسون است

دارالامـان وحـدت خـوش ما من است بیدل
ارباب وجد حالت ز آفت دوئ مصون است

﴿34﴾

بی خمار است سرم ساقی مخمور کجا است
شجره طورم و آن نعره منصور کجا است

موسی آساره در وادیِ ایمن دار
منتظر مانده که سر جلوهٔ آن طور کجا است

پی به فردوس خرابات ببردیم ولی
می چو شیر و عسل و مغبچه چون حور کجا است

کله از فرقت در حضرت محبوب مکن
مهر بر چاشتگ رسید اکنون دیجور کجا است

دوش از خلوتیان قدس تفحص فرمود
کآخر آن بیدل مستانه و مهجور کجا است

﴿35﴾

روئ تو شمع شبستانه من است
قد تو سرو گلستان من است

سجده کردم بخم ابرویت
زانکه محراب گهِ جان من است

آنکه دل راز نظر بازان برد
جلوهٔ عارض جانان من است

زلف او گرچه شب تیره نمود
چهره اش مهر درخشان من است

لب و دندان چو پروین و شفق
در عدن و لعل بدخشان من است

عیش ما تلخ کجا خواهد ماند
پستهٔ او شکر افشان من است

کلمۀ درد کلامِ آشوب
ابجدِ لوح دبستان من است

شاه بیتِ که فزون سازد وجد
مطلع و مبدع دیوان من است

منتشق خاك تو با جان و دلم
عشق تو مشرب عرفان من است

با حریفان که جلسائ تواند
گو که بیدل ز غلامان من است

﴿36﴾

عشق شهبالِ همائ دیگر است
عاشقان را کبریائ دیگر است

حال منصوری معبر قال نیست
درک این مضمون برائ دیگر است

راه بینش جز به سالک کس نه رفت
قطع این هامون به پائ دیگر است

بر خطائ بیدلان خورده مگیر
کین خطانی چون خطائ دیگر است

ملک وحدت را که از غوغا است پاک
ماه و خور و ارض و سمائ دیگر است

حر و قرِّ عاشقان قبض است و بسط
عشق را صیف و شتائ دیگر است

طالبِ دنیا و دین عام است و خاص
عارفان را مقتضائ دیگر است

بیدل از دارالشفا وحدت وجود
فکر را هر دم شفائ دیگر است

﴿37﴾

قیوم قطب دائره عرفان قلندر است
ساقی جام وحدت و وجدان قلندر است

شهباز آشیانهٔ لاهوت لا مکان
عنقای کاف سر دل و جان قلندر است

ارشاد او ست بدرقهٔ سالکان راه
بخشنده حال وجد به مستان قلندر است

شیخی کمال رتبه بغوثِ کریم یافت
سرتاج زمره بی سر و پایان قلندر است

دیهیم سروری است به فرقِ مبارکش
چون سر گروه جمله رندان قلندر است

در شرع مقتدا به حقیقت خلیفه حق
نسل نجیب شاه شهیدان قلندر است

بیدل که خاکسار جناب شریف اوست
داند یقین که مهدی دوران قلندر است

38

پیش مشتاقِ تو لذت های دنیا هیچ نیست
چیست دنیا بلك نعمت های عقبی هیچ نیست

عاجل و اجل نیارد طالبِ تو در نظر
مطلبِ مجنون به جز دیدار لیلا هیچ نیست

وحدتِ صرفِ تو با کثرت بری از شرکت ست
پرتوِ صد شمع پیشِ نور بیضا هیچ نیست

اختلافِ موسی و فرعون از صورت فتاد
ور به معنی بنگرم فرعون و موسی هیچ نیست

بیدل از وحدت وجود از مطلعِ گردد دلت
جز وجودِ واحد و هستی یکتا هیچ نیست

﴿39﴾

سلطان بی بدل که شهِ تخت کبریا است
شرفِ مقربان جنابش غم و بلا است

آدم که بود محرم خلوت سرای انس
سرگشته تیه درد و گرفتار ابتلا است

از کرد باد صدمۀ اجلال عظمتش
کشتی نوح در کف طوفان مبتلا است

بر دو سلام بهر خلیل است آتشی
و از کاردی ذبیح زکی را چه مژدها است

یعقوب را به بیت [الاحزان؟] نشیمن است
یوسف به چاه محنت تن داده قضا است

جرجیس را است سینه کباب از شرار غم
یونس به بطن حوت باندوه آشنا است

کِرمان رسید هدیهٔ ایوب زان کریم
[ز کریه] راز ارهٔ سرمایه عنا است

یحییٰ به نوحه عمر بسر برد عاقبت
مقتول تیغ درد و غم و کشتهٔ جفا است

موسی به ناله ارنی دم زد هزار بار
آخر بلن تران دلش آرزده ابتلا است

تنگ آمده ز دست هموم آن مسیح پاک
زان رو مقام او بسرِ چار [مین؟] سما است

معیار امتحان است گواهِ خلوص زر
زان سنگ خورده گوهر دندان مصطفی است

از زخم تیغ درد بلا خیز ناگهان
مجروح و خسته حیدر کرار مرتضیٰ است

از ساقی سقهم جامِ غم و محن
حضرت حسن کشد که شهنشاه مجتبیٰ است

چون نوبتی به شاه امام الهدیٰ رسید
لب تشنه و شهید به میدان کربلا است

افسوس صد افسوس که سلطان دین حسین
صابر درین معامله حامل چنین بلا است

آن فتح باب کشورِ عرفان وجد محض
و آن مقتدائ کوکبه اصحاب اصطفا است

آن سرو روضه وحدت مطلق شهود عین
و آن ماه آسمان کرامات و کبریا است

آن شهسوار راکب دوشِ پیمبر است
و آن گلبن ریاض علی شاه اولیا است

گفت الحسین منی و انا من الحسین
در شان او شبی که کلامش به جز هوا است

آن قرعهٔ عیون بتولی که از حبیب
بستودهٔ به بضعته منی به جز ریا است

آن گوهرِ یگانهٔ دریائ معرفت
و آن اخترِ منور از برج ارتضا است

آن سرورِ که روح امین بهر قدر خویش
شبهای مهد جنان آن صاحبِ صفا است

آن آفتاب مشرق فیض و کمال نور
نور مجسم و نیرِ روش پر ضیا است

آن نازنین که حلقش بوسید دوست حق
دردست ظالمان گرفتار صد جفا است

صابر بماند بهر رضائ خدائ فرد
مستغرقِ به حار بقا غیر منتها است

جان داد بهر جانان شرف علو یافت
آن سید اهلِ جنت گو نور مصطفی است

هر کس که در طریق ولائ ست پیشتر
بر خاطرش ز بار محن بیشتر بلا است

فـــرد ابـــروز حشـــر بـــه جـــدش زد آوری
اذن شـفـاعـت عـالـمیـان بدل [خوب نهـا؟] اسـت

ای مـــومـــنـــان وقـــوع چـنـیـن واقـعـــه عـظـیـم
شـــایستـــه خـــون گـــریستن ولایق [غـرا؟] اسـت

فـــرمـــود شـــاه صـــاحـــب لـــولاك ختـم رسـل
کـــو بـــر گـــزیـــده زمـرهٔ بـگـزیـده انبیـا اسـت

هـــر مـــومـــنـــی کـــه چشم ترستِ ز غـمِ حسین
بـی شك بـــه صـد روضـهٔ رضـوانـش متّکـا اسـت

گـــردر دلـــت مـــحبـــت قـــربـــائ احـــمـــد ســت
میدان یقین کـــه جـائ تـو در جـنـت الـعلا اسـت

فـــرض اســـت حـــب آل پـیـمـبـر بـقـول نـص
الا لـــمـــودـــة انـــدر قـــرآن بـــرو گـــوا اســـت

اعـــداء خـــانـــدان کـــه ســـزاوار لـعـنـت انـد
بـــر رغـــم شـــان یُـؤ ذُون الـلـــه در اکـتـفـا اسـت

بر اهل بیت و جمله احبائ او درود
هر دم چو بارش قطر از حضرتِ خدا است

یارب بحق خمسهٔ اطهار و خلف پاك
از رجس کن تهی دل بیدل که پُر خطا است

﴿40﴾

سایهٔ شهپر هما عشق است
رو اقبال با بقا عشق است

از الی الله سیر سالك را
تا بفی الله رهنما عشق است

عقدهٔ قبض را که ممکن نیست
انحلالش گره گشا عشق است

از غش غیرت و کدورت غیر
صاف کن جرعه جانفزا عشق است

دانش از خود رود بآمدنش
انتها عقل ابتدا عشق است

از پیِ قتل دیو نفسانی
آب شمشیر تیز لا عشق است

آدم و نوح و لوط و ابراهیم
هر یکی حامل بلا عشق است

چه ذبیح وچه یوسف و یعقوب
یکبیك دان که مبتلا عشق است

گرچه یحیٰ ست و گرچه زکریا
شاهدِ عز و کبریا عشق است

با کلیمی کلام سنج شود
رافع روح تا سما عشق است

مصطفی را بخلوتِ معراج
محرم راز آشنا عشق است

از پئ قلع خیبرِ هستی
لائق وصف لا فتا عشق است

عترتی را پئ ترفع قدر
صبر فرما به کربلا عشق است

انبیا را به پایه شرف رساند
مایهٔ حال اولیا عشق است

بایزید و جنید و شبلی را
موصلِ عالمِ بقا عشق است

شیخ منصور و شمس تبریزی
سرخوش از بادهٔ صفا عشق است

گرچه صنعان است ورچه شریف الدین
مقتبس پرتو ضیا عشق است

از زبان شهنشهِ عطار
قائل کلمه من خدا عشق است

جهد فرهاد و جوشش مجنون
همه تاثیر اقتفار عشق است

سر زد از یك نمود دیگر را
این چنین شعبده نما عشق است

بیدل از عشق التفات طلب
چون ترا محض مدعا عشق است



تواریخ

چون غلام محمد از عالم
به نهان خانه بی نشان به نه هفت
غنچه تنكِ صفات كرده قبا
گل جانش به باغ ذات شگفت
سال خونش از و به پرسیدم
نوگل روضۀ جنانم گفت سنه ۱۲۶۰

رباعی اول

دلبر ما که حریص است در اعمال ثواب
مگر آزردنِ ما اجر عظیم دانست
شیوه اش مهر و وفائ است مگر مصلحتی
در خراشِ دل مجروح دو نیمی دانست

رباعی دوم

طریق تو همه لطف و وفا و احسان است
ولی نصیب دلم رنج و درد هجران است
خدا کند که وصالت مدام دست دهد
چرا که یکدم هجرِ تو آفتِ جان است

رباعی سوم

بر رای دلی که مست و شیدا است
این رمز بلطفِ حق هویدا است
کان جلوهٔ نور ذات بی چون
در کسوت حسن عین پیدا است

رباعی چهارم

سالکی کو بره عشقش تاخت

در ره او قدم از فرق بساخت

بلك از شوق وصولِ منزل

پا ز سر سر ز قدم هم نشناخت

رباعی پنجم

مدح صدیق از کنی خقلی به گوید خارجی است

رافضی گویند مردم گر ترا حبِ علی است

منکرِ خلفا ثلاثه و معتقد شه اولیا

نزد شیعه خارجی و نزد سنی رافضی است

قطعه

انا الشیعة و لکن لا ابرئ

من الخلفاء هم سرج الهدایة

انا السنی و لکن قائیل الفضل

لقامع خیبرِ والی الولایة

فرد اول

نورِ خدا که خفیه در استار صورت است
نهند آب چشمهٔ حیوان بظلمت است

فرد دوم

شهرهٔ شهر شدم از سبب عشق بتان
ورنه بس جان بلب آمد که برو کس نگریست

فرد سوم

غرض دمی است که در ذکر حق شود مصروف
ورنه عمر بجز یاد دوست بر ما داست

فرد چهارم

بس که حالِ درمندان دید شب چندان نزار
دانهٔ شبنم به جائ اشک باریدن گرفت

فرد پنجم

من و تو یک وجودم در حقیقت
ولی این اختلاف اندر مجاز است

فرد ششم

دور بین است دل صوفی صافی مشرب
آنچه دور است ز ما و تو بوی نزدیک است

فرد هفتم

ز عشق کیفیتِ نقش حسن پرسیدم
جواب داد که این نقش عین نقاش است

فرد هشتم

گفتم دوام وصل ترا طالبیم گفت
دین و دلت به هایٔ یکی دیدن من است

فرد نهم

فرقهٔ ناجیه نزد اهلِ طریقت آن است
که خودی باخت خدا رابحقیقت بشناخت

فرد دهم

مرا چکار بمذهب که ذوق مشرب عشق
ز هستیم سرموئ درون من نگذاشت



باب الثاء

﴿1﴾

بـی تـمـاشـای جـمـالـش دیدۀ بینا عبث
جـز وقـوفِ سـرّ احـدیـت دلِ دانـا عبث

نـور وحـدت جـلـوه گـر شـد جابجاء سوبسو
مبتلا مـانـدن بـقیدِ کثرت است اینجا عبث

نشـۀ مـنـصـوری انـدر سر گرفت عشاق را
واعـظِ پـنـدِ تو پیش مست بی سر و پا عبث

ذره ذره آفتـابـش را شـده آئیـنـه دار[وار؟]
تـو بـظـلماتِ خودی سر گشته و شیدا عبث

ذات بی چـونش بشکل چون تجلی می کند
دیـدۀ تـاویـل عـقـلی مـانده زواعمی عبث

درمیان لیلیٰ و مجنون سرِ مو فرق نیست
در سرِ مجنون هوای دیدنِ لیلا عبث

بیدل ار خود را شناسی حق شناسی این بود
من عرف نه شنیده دل افتاده در سودا عبث

(2)

الغیاث ای شاه مردان الغیاث
الغیاث ای شیر یزدان الغیاث

الغیاث ای بو الحسن و بابِ علوم
یا مغیث مستغیثان الغیاث

الغیاث ای شمع بزمِ مصطفی
ساقی پیمانه عرفان الغیاث

الغیاث ای دُرِ درجِ لافتا
گوهر افروز دل وجان الغیاث

الـغـيـاث ای صـفـدر و عـالـی جـنـاب
درد مـارا بـخـش درمـان الـغـیـاث

دل ز زخـم نـا امیـدی خستـه مـانـد
ای مسیـح خستـه حـالان الـغیـاث

شیـوهٔ خـوبـان دل ازاری اسـت بـس
از جـفـائـی ایـن حـریـفـان الغیـاث

غـمـزهٔ آن چشـمِ خـونـم ریـخـت و رفـت
مـانـد زخـم از تیـر مـژگـان الغیـاث

هـنـدوی خـال سیـاهـش بـی گـنـاه
زد بـخیـل اهـل ایـمـان الـغیـاث

خـاطـرِ مـجـمـوع رنـدان مبتـلاسـت
در خـمِ زلفِ پـریـشـان الـغیـاث

جـان ز زلـفـش نـکـهـت یـوسف شـمـیـد
مـانـده در چـاه زنـخـدان الـغیـاث

عمر شد فرهاد دارم[وارم] تلخ کام
زان لبِ شیرین و خندان الغیاث

لیلیم محمل نشین گردد مگر
می نهم رو در بیابان الغیاث

روزگار فرقت احباب را
نیست پایان نیست پایان الغیاث

مدّعای دل وصال دلبرست
ای معین عشقبازان الغیاث

قامتش کوچون قیامت قائم است
زان قدِ آفت خرامان الغیاث

کیست بیدل عارف شیراز گفت
الغیاث از جور خوبان الغیاث

﴿3﴾

عاشق و مستانه ماندم الغیاث
پی رخِ جانانه ماندم الغیاث

گل رخان شمع جفا افروختند
سوخته چون پروانه ماندم الغیاث

شمع از فانوس بیرون برده اند
مادرین کاشانه ماندم الغیاث

دور دور از نو بهار حسن دوست
با دل دیوانه ماندم الغیاث

ز آشنائی بزم میثاقِ الست
[ای چنن؟] بیگانه ماندم الغیاث

با غمِ حسرت به بادِ عهد وصل
همدم و هم خانه ماندم الغیاث

تشنـــــهٔ یك جــرعـــه آبِ آتشیــن
بـــر درِ میـــخـــانـــه مـــانـدم الـغیـاث

مـــوسـمِ فـــصـــلِ بهـــاراں در رسیـــد
بـــی مـــی و پیـمـــانـــه مـــاندم الـغیـــاث

در صفِ مستـــان جـــامِ مـــعـــنـوی
عـــاقـــل و فـــرزانـــه مـــانـدم الـغیـــاث

چـون صـدف بـکشاده لـب سوئی فلك
بهـــر آن در دانـــه مـــانـدم الـغیـــاث

بیـدل از بـــارانِ رحـمـت خشك لـــب
در زمیـــن چـــون دانـــه مـــانـدم الـغیـــاث

﴿4﴾

خستـــه چشـمِ پُـر خـمـارم الـغیـــاث
بستـــه زلفِ مشـــكبـــارم الـــغیـــاث

ســلسبیـــل و كـــوثـــرم در كـــار نیســـت
تشـنـــه لـــعـــلِ آبـدارم الـــغیـــاث

العطش با ساقیان دارم خطاب
خواستگارِ می زیارم الغیاث

خار خار از سینه بیرون کرده ام
بلبلِ آن نو بهارم الغیاث

شوخیِ چشمِ پری رویان دهر
برد سامانِ قرارم الغیاث

بهر تصویرِ جمالِ ساده رو
فارغ از نقش و نگارم الغیاث

تا ز رخسار افگند یارم نقاب
روز و شب در انتظارم الغیاث

بی گناه از نوک تیرِ آن مژه
مدتی شد دل فگارم الغیاث

عاشق و آشوفته روی نگار
خسته و زار و نزارم الغیاث

بسمل آسامی طپم در خاك و خون
زخمي آن شهسوارم الغیاث

تا مگر شیرین هم آغوشم شود
تیشه زن در کوهسارم الغیاث

از جنابِ حضرت صاحبدلان
لطف را امیدوارم الغیاث

ظاهر و باطن چو بیدل از [اله؟]
رحمتش را خواستگارم الغیاث

﴿5﴾

چو حسنِ خفیه او را عشق بر اظهار شد باعث
ظهورِ حسنِ او دل را بر استبصار شد باعث

لب از هم وا نمودن شیوهٔ عشاق بی خود نیست
و لیکن جوشِ دل بر کشفِ این اسرار شد باعث

چو دست افشاند از دارین همتِ عالی حلاج
هجومِ حالتِ او را بر حصولِ دار شد باعث

حجابِ هستیٔ موهوم زان کس مرتفع گردد
که شوقِ او را بر استیصال این دیوار شد باعث

بهارِ زندگانی را خزانِ مرگ در پیش است
خوش آن دلکش طلب بر کاهشِ پندار شد باعث

نیارد نکتهٔ صاحبدلان را منکر اندر گوش
دلِ بو جهل را فرقان بر انکار شد باعث

بهر شکلی تجلی می کند بیدل مگر او را
دمِ أَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفُ برین آثار شد باعث



رباعی

و هو معکم گفت تو سر در بیابانی عبث
نخن[سخن؟] اقرب گوش کن دور از چه میرانی عبث
مژده فی انفسکم آمد چاره سازِ سالکان
جانبِ آفاق منتظرانه حیرانی عبث

فرد

فقها و قاریان را باشد بهم مقالات
گم گشتگانِ حیرت رستند از مباحث



باب الجیم

﴿1﴾

بحرِ ذات از اهتزاز باد عشق آمد به موج
گه نمایان شد ز پستی گه نمایان شد ز اوج

سوی مضمار شهادت هر دم از غیبی رسد
عالمِ جان با وساطت تن پیا پی فوج فوج

نیست جز آن ذات یکتا لیك چشمت زا حولی
فیل و اسب دمیش بیند اشتر و نر گائو فوج

حسن مطلق شد پدیدار از مظاهر مختلف
بنده و سلطان و عام و خاص و مستغنی و حوج

در مثالِ عارف و سالك بجز پامیدور
در تمثل زاهد و حاجی نماید مشی و سوج

در ترقی در تنزل پاك زین هر دو صفت
در سکون و رحلت و باشد بری از رحل و غوج

گر نقاب از چهره احدیت بر انداز و[د؟] نگار
بیدل آثاری نماند از شهودِ فرد و زوج

﴿2﴾

ای رفیق شفیق تند مزاج
شوخیت را زوال بودی کاج

العطش گفته جان رسیده بلب
بر درِ ساقیان چو تشنۀ حاج

شوخیت بر دلم شکیب آورد
هم چو سنگی که اوفتد بزجاج

گفتگویت درِ سماع به بست
لبت از قند مصر برد رواج

ترک چشمت زحّد ترکستان
گر تقاضا کند دهند خراج

زلف مشکین ترا رواست اگر
ز آهوانِ ختن ستاند خراج

گلرخا در لبانِ شکر داری
گل شکر مرضعیف راستِ علاج

ای بخاکِ در تو روح امین
نظر لطف را بجان محتاج

بیدل امید عاطفت دارد
از جنابِ تو ای سلیمان تاج

﴿3﴾

جمال مهوش بی پرده ام نمودی کاج
صفاش زنگ ز آئینه ام زدودی کاج

نهان بجلوهٔ معشوق گفتگو دارم
که وصل تو گره از کار ما کشودی کاج

نگاه نرگس فتّان آن پری جولان
قرار از همه آزادگان ربودی کاج

بخواب رفتم تا بینمش پیاله بدست
شراب بیغش او نشّه ام فزودی کاج

نمود عشرت بیدل چه سود بعد از مرگ
وفاش ساقی بزمِ حیات بودی کاج

﴿4﴾

سرم فتادۀ خاكِ در تو بودی کاج
نظر بران رك مه منتظر تو بودی کاج

دل از فراقِ تو بیمار ماند دستکهش
به بوسه لعل شفا پرور تو بودی کاج

به تخت خسروی خوش نشستی ای جمشید
حضورم آئینه اسکندر تو بودی کاج

برای دفع غمِ زهد خشکت ای واعظ
مقام شیشه می منبر تو بودی کاج

بگلشنی که صبا را ز دور میرانند
دلِ رمیده هم ساغر تو بودی کاج

ظلام غیرت در تجلوه گاه حسن بقا
فنا ز عکس رخِ انور تو بودی کاج

بر آستان تو بیدل نهاد روی نیاز
علی الدوام مقیم در تو بودی کاج

﴿5﴾

الف قدرت چون دبیرانِ قضا کردند درج
بهر جانِ قمریان سروِ بلا کردند درج

کاتبانِ صنع جبرستان با قلامِ ستم
شاه بیت ابروز دیوانِ جفا کردند درج

نبض شناسانِ عالم بهر بیمارانِ عشق
از لبِ تو نسخه قانونِ شفا کردند درج

مـــانیـــانِ احســـن التـــقـــویـــم زیـــن خـــالِ سیـــاه
نقـــش مشك افشـــان در اژ رنگ صـفـا کـردند درج

کـــی تـــوان شستـــن بــه تـدبیرش کــه بـر لـوح فـواد
مـــصـــرع زلـــفـــش ز بـحـر اشـکـستــه وا کـردنـد درج

مهتـم گـــردد ستـــمـگـــر گـــر چـــه نقـــا شـــان قـدر
مـــقـتـــل شهـــدا بـــدشـــتِ کـــربـــلا کـــردنـــد درج

دل طـلـــب کـن بیـدل از شـــاهـــی کــه بـر ورقِ ظهور
صـــدمـــتِ ذاتـــــش بـــکـــلکِ لا فـتـــا کـــردنـد درج

﴿6﴾

زهّـــــاد را بـــلّـــذت دنیـــــا چـــــه احتیـــــاج
عشّـــاق را بـــنـــعـــمـــتِ عـــقبـــی چــه احتیـــاج

هـــر کـــس کـــه غـرق گشت به دریای بی خودی
او را بـــه فیـــض صـحبـتِ عـقـلا چـــه احتیـــاج

منصور دار هر که بلندی ز داریافت
او را به فخر منصبِ ملّا چه احتیاج

هر کو به سرِ وحدت ماهر شد از الست
او را به فرق مجنون و لیلا چه احتیاج

اسلام و کفر هر دو غشاوه حقیقت اند
ما را به فرق صورت و معنی چه احتیاج

باشد سیاه و سفید نمودار ذات عین
حق را به قید [قبح؟] و زیبا چه احتیاج

بیدل کسی که واقف وحدت وجود شد
او را به فهم خفیه و پیدا چه احتیاج



قطعه

زهـر نـمـود کــه در دیـدنِ تـو مـی آیـد
ظهـور کـرد جـمـالـش چو محـورِ وهّاج
مـحیـط وحـدت او چـون بیـخشـی آمـد
پـدیـد گشتـه شهـودش بـه صـورتِ امـواج

رباعی اول

بشیب و بالا است آن یگانه اگرچه نازل اگرچه عارج
همون عیان و همون نهانه اگرچه داخل اگرچه خارج
همو است خاکی همو است ناری همون خزان همون بهاری
چرا تو جن و بشر شماری بهانه آمد تراب و مارج

رباعی دوم

عـاشـق زار تـوام از مـن ز نهـار مـرنـج
قـدر دلـداده خـود ایدوسـت نـگهـدار مرنج
گـرچـه جـورسـت و جفـا رونقِ بـازار بتان
تـاتـوانـی تـو ازیـن خستـه دل و زار مـرنـج

رباعی سوم

نیست تشبیه سهی با قدر رعنائی تو هیچ
نسبتِ گل نه بود با رخ زیبائی تو هیچ
گر قدم رنجه کنی سوئی من ای مایه ناز
کم نخواهد شدن از قدر معلائی تو هیچ

رباعی چهارم

از بحث مذاهب دل روشن نشود هیچ
حاصل بجز از تفرقه خاطر نبود هیچ
از خار تعصب ره مذهب چو تهی نیست
جز شاه رهِ وحدت سالك نرود هیچ

فرد اول

گر ز بال و پر خود افشانی تو گردِ شرك را
گرددت آسان بسوئی عالمِ بالا عروج

فرد دوم

صور اگرچه هزار است معنی ست یکی
بود بروز کواکب بظلمت شب واج



باب الحا

﴿1﴾

خنجرِ ناز ترا قتل غریبان است مباح
سرخی لعل ترا خون یتیمان است مباح

گرچه دربار گهِ وصل سخن بی ادبی است
نالهٔ بلبل در صحن گلستان است مباح

عاشقانِ سر نکشنداز حظ فرمان حبیب
در رهِ صدق وفا رابطه صنعان است مباح

نقش پای سگ لیلی سَر مجنون ارزد
سجدهٔ عشاق به تصویر رقیبان است مباح

تا بیادِ لب نوشین تو شکم جامی چند
بادهٔ بیغش در مشرب اندان است مباح

گفتمش دوست نشاید که زند بر سر دوست
گفت در مذهب ما ضرب حبیبان است مباح

شیر مادر بودش خون محبان بیدل
کو همیریز که با فتوی نعمان است مباح

﴿2﴾

خالق الاصباح کز عکسِ تو پیدا کرد صبح
از بُنِ هر موت پندارم هویدا کرد صبح

در شبیخون غمت هر شب گریبان میدرد
کز بیاضِ عارضت قطعِ سویدا کرد صبح

با نسیم مقدم خورشید حسنِ نوبهار
غنچهای خاطرِ دیوانگان وا کرد صبح

بلبل از تدریس گلبن ذره آسامیطپد
گوئیا والشمس بر ورقِ گل انشا کرد صبح

بسکه ذرّاتِ هوا در عشق وی رقصان شدند
جلوهٔ مهرِ رخش را عالم آرا کرد صبح

در صفِ مستان غم ساغر برنگِ آفتاب
خون دلرا از تلالو عشق صهبا کرد صبح

از تپکشدهٔ بلا جامِ برندان میدهند
بادهٔ محنت [کشانراتشنه؟] افزا کرد صبح

با هزاران نزهت از لمعات فیض آیات خود
سرو قدش را به باغِ سینه رعنا کرد صبح

خستگانِ حسرت از تیغ جفا بی سر شدند
بر سر ایشان آفتابِ حشر برپا کرد صبح

جوهرِ حسنِ رخش به نمود ز آفاقِ شهود
از ظلام آئینه دل را مصفا کرد صبح

بر سرِ طورِ صفا بیدل در ارنی زدم
موسی جانرا بجلوه دست بیضا کرد صبح

﴿3﴾

گزشت عمر عزیزم در انتظار قدح
کجا است ساقی کوثر[کوپر؟] دهد بیار قدح

چه می که صد فولاد بشکند جوشش
نه آن شراب که باشد در اختیار قدح

من ارچه قصۀ تحریر باده میخوانم
چو یار ساقی گردد کشم هزار قدح

کسی که میکدۂ عشق را مجاور شد
ندارد الّا در سینه خار خار قدح

ز رخ نقاب بر افگند ساقی بزمم
عطا نمود پر از باده بی خمار قدح

چگویمت کز برقِ نگاهِ نرگس مست
زدی بخز من زار ورع شرار قدح

بیا به محفلم و جام می به بیدلؔ ده
که زهد خشک نمی داند اقتدار قدح

﴿4﴾

ذات است و صفات است همو جسم همو روح
هم لیلی رعنا است همو مجنون مجروح

گه آدم نا مید بگوید که ظلمنا
گه لا تذر آرد بزبان در صفتِ نوح

دیوار هوا تا نکنی منهدم ای دوست
بر روی تو هرگز نشود این در مفتوح

آسان نبود جرعه چشیدن زمی عشق
الّا بشکست قدحِ هستی مقدوح

هان تا نکنی شکوه ز فاسق که قلم صنع
هر گونه رقم کرده چه محمود چه مقبوح

هرچند که در شرح نیامد کلیم [نیا مکلم؟] وجد
جوش غم نـا گـاه کـنـد شـمـح مشروح

بیدل ز جنـابِ شـه شهدا مـددی خـواه
تـا غـور تـوسـازد کـرم آن سـرور مـمـدوح



رباعی

دلـی کـه وارسـدش بـوی عـالـمِ ارواح
بشـوق عـزم کـنـد سـوی عـالـمِ ارواح
ز الـفـت عـالـم اجـسام کـی بیـا بد ذوق
کسـی کـه دیده دمـی روی عـالـمِ ارواح

فرد

دامنِ مـرد خـدا سـخـت [بگیـرار؟] مـردی
[همتر؟] قـطـب شـود رونـق ده کـار نصوح

فرد

تـا تـو از دعـوی پـنـدار نیـای بیـرون
بـا حریـفـی کـه غیور است نمی گردد صلح



باب الخا

﴿1﴾

بدشت هایل درد و بلا مرو گستاخ
براه عشق سراپا عنا مرو گستاخ

ز خویش دور بران تا بمنزلی برسی
بپای عقل سبیل فنا مرو گستاخ

مقال فقر کلیدِ درِ معاش مساز
طریق دین بپای دغا مرو گستاخ

بپای عترت سر باز سرفرازی یاب
وگرنه هان بسوی کربلا مرو گستاخ

گرت فریب دهد نفس دون چو ابنِ زیاد
چو سعد براهِ خطا مرو گستاخ

میان موسی و فرعون فرق بسیار نیست
چو بلعم از پی حرص و هوا مرو گستاخ

معاونت بطلب بیدل از رفیق طریق
به بحر وحدت بی آشنا مرو گستاخ



رباعی

میکوش کیه دیوار هوا را بکنی بیخ
میجوش که آثار هوا را بکنی بیخ
با اذن و معونت بکف آورده تبرلا
برزن که تو اشجار هوا را بکنی بیخ

فرد

کوه کن آسا بزن تیشهٔ فکرت بدل
بو که ز جهدِ بلیغ موم شود سنگ لاخ



باب الدال

﴿1﴾

هستی بخت تو در هر چه وجودی دارد
گرچه غایت ز نظر ما است شهودی دارد

ذاتَ بیرنگ تو از وصف نمایش پاك است
جلوه حسنِ تو بصد رنگ نمودی دارد

مرغ فرهنگ کجا پر به هوای تو زند
پشه تا سدره کجا زهره صعودی دارد

جان سر مست تا که شنیده است الست
به بلی معترف و سر بسجودی دارد

هر که پیش رخ تو سجدهٔ شکرانه نمود
نه قیام و نه رکوع قعودی دارد

سر توحید نشد برهمه عالم مکشوف
دار معذور کسی را که جحودی دارد

همه چیزش است بهر چیز وجودش واحد
قل هو الله احد بیدل سودی دارد

﴿2﴾

فکر عیش از سر شوریده بدر باید کرد
فتنه چون در وطن افتاد سفر باید کرد

بکمان ابرو معشوق زه چین شد راست
پیش تیر مژه اش سینه سپر باید کرد

یار گر یکدل باشد ز رقیبان چه خطر
چون دو دل گشته ز بازیش حذر باید کرد

درد دل ما که ز اطبان پذیرد درمان
مکرش حیله بدعوات سحر باید کرد

مهوشانِ لهری مهر و وفا کم دارند
سر دیدار مه فلک دگر باید کرد

بادهٔ نفی بـه پیمای کـه در معرکـه عشق
بـا شکسـتِ تـن خـود زود ظفر باید کـرد

خـاک بـوسی کـهان آب رخ بیدل ریـخت
خـاک درگـاهِ مـهـان کـحـل بصر باید کرد

﴿3﴾

پـرتـو مـعـنـی مـطلق چو بصورت افتاد
نـور وحـدت بسـرایـردهٔ کثـرت افتـاد

خـاک بـا شرف قـدم بـوسی محبوب رسید
آتـش از نـخـوت بـر خـاک مـذلـت افتاد

قـرعـهٔ رحـمـت بـا نـام بشر بـار زدند
قسمتِ ابلیـس هـمـه قرعهٔ لعنت افتاد

عـاشق عـارف نـوشیـد مـی از ساغر عیش
عـاشـق هـالك در میـكـده حسرت افتاد

طرفه تر بازی انگیخت ظهور حسنش
خاک واصل شده و نار بفرقت افتاد

آن یکی آئینه سا پیش رخش حیران شد
و آن دگر زلف دو تا دیده بغیرت افتاد

بیدل از رفتهٔ تقدیر مکن شکوهٔ چند
باش راضی به قضای که بقسمت افتاد

﴿4﴾

صوفی از وحدت وجود ار مسئله گویان شوْد
مرد متکلم بشوخی زو علل جویان شود

گفت متکلم که من بیزارم از حقی که او
در تصور گربه و سگ جلوه پردازان شود

صوفیش گفتا که من بیزارم از حقی که او
از لباس گربه و سگ پر تو کم اندازان شود

علم را حلمی بباید ورنه عالم تند خو
بهر پنداری که دارد رانده چون شیطان شود

فکر را صبری بباید ورنه درویشی ضجور
در گزاف کاملیت موردِ نقصان شود

سالکِ منکر شریعت تیشه زد برپای خود
عالمِ منکر طریقت غرقهٔ طغیان شود

بیدل از شرع و حقیقت با تن و جان بهره گیر
فرخ آن سالك که جامع طاعت و وجدان شود

(5)

نه شورشِ دلم افسانه خاك خواهد شد
که ناله ام ز سمك تا سماك خواهد شد

غمم نه عالم اجسام را است دامن گیر
که حبیب عالم ارواح چاك خواهد شد

بعزّ عشق که از انتقام حق نرهد
کسی که کرد هلاکم هلاک خواهد شد

اگرچه نخوت و انکار و کبر در سر او است
به مهلت اندک سر در مغاک خواهد شد

بتا اگرچه ملولی ز صحبتِ بیدل
یقین شناس که روحی فدا خواهد شد

﴿6﴾

اذا لقت المحبته بالفوادِ
فلا یبقی هواءٌ للمرادِ

فهی کالنار اذ توقع فتحرق
سوی المعبودِ فی صدر العبادِ

بها هامت عقولٌ ضلّ فهمٌ
وهی فی ذاتها عینُ الرّشادِ

اذا عـرضـت ابـاهـا كـل شـیء
سـوی الانسـان یـحـمـلـهـا کـزادِ

حـمـلـهـا و انتسـب بـالـجهـل والـظـلـم
لـمـحـویهٍ و اتـلاف الـعـنـادِ

فهـی کـالـبـرق اذ لـمـعـت فـصـارت
زراعتـه حـادثـاتٍ کـالـرمـادِ

وجـدـة الـعشـق فـی الـوحـده معینـا
هـو الـقـادر عـلـی امـر اتـحـادِ

﴿7﴾

یـار را پـنداشتم یـاری ولـی یـاری نشد
گفتمش غمخوار ما ی باش غمخواری نشد

آشـنـای بـادلِ یـکتـای بـا مـا داشتـی
لیك بهـرِ آشـنـا بیـگانـه زاغیاری نشد

در رهِ مهر و وفایش دل فدا کردیم و جان
او بعهدِ خویشتن با ما وفاداری نشد

شکوه از محبوب کردن شیوهٔ اخلاص نیست
لیکن افسوسی که عجزم را خریداری نشد

بیدل از حسرت چو بلبل آه جانکاهی مکش
کاندرین بستان سرای گل بجز خاری نشد

﴿8﴾

آن کسان کز دل ظهور حسن یکتا یافتند
گوهرِ نایاب را از قعر دریا یافتند

سر درون بردند در جیبِ فنا از جذبِ شوق
آنچه پنهان است از ما و تو پیدا یافتند

ماهرانند از ازل با نکتهٔ علمِ معنوی
صد علوم از نکتهٔ نادانیِ خود وا یافتند

از کوسِ معرفت نوشیده صهبای وصال
سرخوشی زان نرگس سرمست شهلا یافتند

چون برون رفتند از بند تعلق شش جهت
لامکان را عرصهٔ جولان جانها یافتند

شمع اثبات از فروغِ نفی تن افروز ختند
هر دو عالم را بلا بسپرده الا یافتند

از شهودِ حسن محبوبِ ازل کشتند نور
فوق ملکوت السما درجات اعلا یافتند

طی مراحل کرده در مهدِ فنا خوابیده اند
روشنی عشق از کمالِ دیده بینا یافتند

دست شستند از هوا داری خوانِ کفر و دین
برگ بی برگی برای جان مهیا یافتند

در مقاماتِ وجوب آگه شدند از سرّ جان
خویش را فارغ ز امکان و تقاضا یافتند

از مئی منصور مستی عشق در سر شان گرفت
نسیه صورت داده از کف نقد معنی یافتند

ثمرۀ هستی ندارد بید اوقات جنون
کفر و دین برهم زدند از عشق اجلا یافتند

بیدل از کف دامنِ آن پاکباز ایزا مهل
کاندرین کدرت دل و پاك و مصفّا یافتند

﴿9﴾

کشتی دل چو درین بحر خطر می گزرد
موج آن قلزم زخّار ز سر می گزرد

بادبان عقل کجا صورت تسکین بندد
که تموّج ستم از لنگر بر می گزرد

اندرین ورطه که همه آب روانش خون است
بر سفینه امل اطوار دگر میگزرد

کامیابی نه حصول است بدین سنگدلی
رشته از نرمی در سینه گهر میگزرد

جگرِ شیر نداری سفرِ عشق مکن
سبزهٔ تیغ درین ره ز کمر می گزرد

عاشق بی سر و پا بال طلب بکشاده
از رو عرش سبك رو چو نظر میگزرد

لا مکان سیر گهِ صوفی بی سر گردید
خون فرهاد ازین جو بضرر میگزرد

گاه هستی تو چه و صرصر آشوب فنا
که چنین تیر ز افلاك بدر میگزرد

شاه منصور ز دارین طمع ببریده
بس دلیرانه سوی دار دگر میگزرد

این قدر مت شد از ساغر معنی سرمد
کز غمِ حادثه هر فتنه و شر میگزرد

تو که بیدردی هرگز نتوانی دانست
که بعرصات دل ما چه حشر میگزرد

هوشیاران ز طلسمات عجائب ترسند
عاشقِ مست ز آشوب حزر میگزرد

سینه را کرده سپر بیدل استاده بقلب
که خدكِ تو ز آماج جگر میگزرد

﴿10﴾

عاشق و معشوق از مصدر حقیقت واحداند
هر دو بی شبه و گمان مظهر حقیقت واحداند

عاشق و معشوق بی ذات اند در اصل وجود
در نمودارند دو و اندر حقیقت واحداند

ناز آئینه نیاز است و نیاز آئینه ناز
در دو حرف آرایش دفتر حقیقت واحداند

بیدل از آئینه صورت عکس و معنی دیده گیر
فی الحقیقة باطن و ظاهر حقیقت واحداند

﴿11﴾

کدام دیده که از دیدنت پر آب نشد
کدام سینه کز آتش غمت کباب نشد

کدام سر که نه سودا گرفت از زلفت
کدام خانه که از چشم تو خراب نشد

کدام زاهد مستور و عابدِ محجوب
که جرعه جام تو نوشیده بی حجاب نشد

کدام مردم بیدار کارد هشیاری
که دور نرگس تو دیده و بخواب نشد

کدام خاطر مجموع کز سر زلفت
خبر رسید بگوشش در اضطراب نشد

کدام مرد سخندان بصد ادا فهمی
سخن شنید ز لعلت که لاجواب نشد

کدام عاشق امیدوار چون بیدل
در وصال ترازد که فتح باب نشد

﴿12﴾

هر کو بدان جناب بعجز و نیاز شد
بر روی او دری فیوضات باز شد

در دیدهای عارف از تن گسته
مظهر حقیقت آئینه حسنِ مجاز شد

یعقوب را ز پیرهن نکهتی رسید
محمود مست شیفته روی ایاز شد

ظاهر پرست زاهد از حال عاشقان
واقف نشد بطعنه زبانش دراز شد

بیدل سر متاب ز سوز و گداز عشق
سوز و گداز منصب هر عشق باز شد

﴿13﴾

ای دل از دردِ فراقش ناله آهی تابچند
مشت خس ما دور زان برق نگاهی تابچند

شد کفِ پایم پُر آبله و تنم فرسوده لیک
نیستم آگه که باشم رو براهی تابچند

ای که بافرو تجمل خسرو خوبان شدی
بر درت فریاد ساز و داد خواهی تابچند

آفتابِ شیر گر آمد جمالِ روشنت
زلف چون عقرب بگردِ رخ چو ماهی تابچند

جهد کن بیدل بُشو مستغرقِ بحر عدم
ناله و فریاد شام و صبحگاهی تابچند

۲

﴿14﴾

جمال حسن تو در دیده ام مبصور باد
ز شمع روئی تو کاشانه دل منور باد

اگرچه وصل تو بیرون ز حدِ امکان است
خدا کند که به غمدیدگان میسر باد

شبِ لحد که ببالین خاك سر بنهم
هوای عشق تو تا صبح حشر در سر باد

به محفلی که کشای گره ز زلف دوتا
دماغ مجلسیان مو به مو معطر باد

بوادی که درو مشکل است گام زدن
امید وصل تو دل را رفیق رهبر باد

درِ تو محبط ارواح عالمِ علوی است
مدام شوقِ دلم خاك بوس این در باد

اگرچه بیدل شایسته قدر صحبت نیست
به داغ بندگی حضرتت نشان ورباد

﴿15﴾

روزگار ایست که دل خسته و حیران به ماند
ره به معمار نبرده است بویران به ماند

بر درِ اهلِ دلان بهر مدد آمده ام
کین دل از مایهٔ امید به حرمان به ماند

مژدهٔ ارجعی الهام کان فرماید
وصل با اصل دهدش که به هجران بماند

سوی نزهت گه ارواح به تاید نظر
رهنمائید دلی را که به طغیان بماند

لطف شاهانه نماید بیارید برون
یوسفی را که درین مصر به زندان بماند

بسرا پردۀ خاصان که جمع الجمع است
هان در آرید دلی را که پریشان بماند

بر درت آمده ام هین به ترقب وافی
لطف فرما که دلم دور ز عرفان بماند

رحم کن بهر خدا برمن مسکین بفور
زانکه جان مضطرب از فرقت جانان بماند

لطف کن لطف به بخشا بدلِ مرده حیات
زانکه چون تو بجهان مهدی دوران بماند

نالۀ بیدل بشنو بکرم دستش گیر
که بسا مدت رفته که در افغان بماند

﴾16﴿

در تاریخ وصال قلندر لعل شهباز قدس سره

سرورِ سند قلندر که زهی سلطان بود
مخزنِ سرّ لدن مطلعِ نورِ جان بود

شاهبازی است که در عالم تمکین عروج
وصف طیرانش بیرون ز حدِ امکان بود

دُرّ دریای معارف چمن باغ بقا
مرقدِ روشن او شهره به سیوستان بود

جامعِ شرع و توحید شهِ قطب الدین
میر مخدوم حسینی و ولی عثمان بود

دل چو تاریخ وصالش بجسته ز سروش
هاتفم گفته که او لعل یمن عرفان بود ۶۵۰ھ

﴿17﴾

در تاریخ وصال مخدوم نوح قدس سره

مکملی کزخم وصل باده نوش آمد
زغلّ و غش دوی آزاد چون سروش آمد

محیط وحدت کو همچو گنج مخفی بود
به حُبِّ معرفتِ ذات خود بجوش آمد

برای آنکه نهان ماند آن ظهور کمال
لباس صورت آورده پرده پوش آمد

چو سوی اصل دگر کرد عزم با صد شوق
زبان مظهر خود بسته و خموش آمد

چو دل نمود طلب سال وصلش از هاتف
ز هاتفم هو شیخ الولی (۹۹۸ھ) بگوش آمد

(18)

عشقِ گر این است چندین خانها ویران شوند
اهل دانش دین همه سر گشته وحیران شوند

آن کسان کز ورع تقوی معتکف ماندند عمر
این زمان از شورشِ دلهای سر گردان شوند

مانعانِ وجد [و] مستی گر چشند این شربتی
جبه و دستار را به گذاشته عریان شوند

زاهدانِ با صلاح و عابدانِ متقی
در پئی خوبان ز دردِ عاشقی گریان شوند

بیدل ار بدنام شد در عاشقی پروای نیست
عشق گر این است چندین بی سر و سامان شوند

﴿19﴾

آنکه از حسن چو خورشید رخ انور دارد
بلك مهر از رخ او چهره منور دارد

واله حیران شدم آندم که به دیدم رویش
الله الله چه جمالی است که دلبر دارد

لطف گفتار مسیحا نفسش را نازم
خورم آنکس که ازو بهرهٔ وافر دارد

یار من بر فگند چونکه نقاب از رخ خویش
روشنی چهرهٔ او پرده ز دل بر دارد

بیدل از عشق بهره عرفان بیاب
حسن را نیك نظر کن که چه گوهر دارد

﴿20﴾

نوشیده ام به جام محبت شراب وجد
شد نفچهٔ دلم ز حرارت کباب وجد

گردد منیر شمع صفت جان آن کسی
کز حسن تافته بسرش آفتاب وجد

گردد دلت ملول ز اوراق فقه و نحو
چون بشنوی ز پیر طریقت خطاب وجد

دفتر معاملات و عبادات طی کند
هر کو مطالعه به نماید کتاب وجد

بیدلؔ مده تو دامن پیرِ مغان ز دست
روزی کشی ز دستش صهبای ناب وجد

﴿21﴾

صبر از دلم رمید خدا را مدد مدد
جانم بلب رسید خدا را مدد مدد

این قفل را چو نیست در اکناف عالمی
جز لطف تو کلید خدا را مدد مدد

ای باعث سرور وجود شریف تو
غم بر سرم دوید خدا را مدد مدد

دستم بده ز چاه ضلالم برون بکش
ای خلق را رشید خدا را مدد مدد

با آنکسی که رحم ندارد بحال من
شد کار من شدید خدا را مدد مدد

آن آتشی نهفته که می سوخت سینه ام
شد شعله اش پدید خدا را مدد مدد

بیدل جز آستان تو ملجا دگر ندید
گشت از تو مستفید خدا را مدد مدد

﴿22﴾

خود را به جهان جلوه گری خواهم کرد
آخر به پیت ترک سری خواهم کرد

شمشیر به کف قتل العشاق خوش است
من سینهٔ خود را سپری خواهم کرد

در آتش نمرود ترا خواهم سوخت
زو همچو خلیلی گزری خواهم کرد

تلخی فراقی بچشانیم ترا
زهری که فشانی شکری خواهم کرد

امروز ترا زین وطن آواره کنم
بر بوئی تو از خود سفری خواهم کرد

در عالم اجسام فرستیم ترا
حاشا که بغیرت نظری خواهم کرد

بیدل رسد از ما بتو الهام وصال
حقا که قدم راز سری خواهم کرد

﴿23﴾

شبی معائنه حسنِ تو محفل آرا بود
میان مجمع عشاق از تو غوغا بود

فگند غلغل حسنِ تو شور در بزمم
ز دور چشم تو از بس که باده پیما بود

توان خرید شهِ مصر صد چنان لیکن
بهای یوسف نقدِ دل زلیخا بود

خرید وصل ترا شوق خاطرِ عشّاق
ولی کرشمهٔ چشمِ تو فتنهٔ جانها بود

تلطفی کن یاد آر کاندرین مجلس
نگاه مست تو سر جوش ساغرِ ما بود

نه این زمان دل بیدل فریفته روی و شد
که جان به بزم ازل مست چشم شهلا بود

(24)

وا حسرتا که دل ز فراق تو خسته شد
ابواب وصل برزخِ عشاق بسته شد

بر پای بود می ز نشاطه وصال تو
بارِ غم تو آمد پشتم شکسته شد

تا آب تاب دادهٔ شمشیر ناز را
حقا طناب طول امیدم گسسته شد

عین الیقین معائینهٔ جرأتش شود
جانی که از علایق جسمانه رسته شد

بیدل ز دوری رخت ای آفتاب حسن
در خون دل چو لعل سراپا نشسته شد

﴿25﴾

سرمهٔ چشمِ تو جز بختِ سیاهِ ما مباد
جوهرِ تیغِ تغافل تو جز آهِ ما مباد

گر ز تو یك مو کشد سر خاطرِ دیوانه من
جلوهٔ حسنِ تو منظورِ نگاهِ ما مباد

فارغم از قصهٔ مدحِ امیرانِ جهان
جز گدای کوی جانان بادشاهِ ما مباد

هر که باشد وحشی از تن واصل جانان شود
جزن حریمِ لا مکان زین سیر راهِ ما مباد

تاج شاهی را نخواهم بیدل از فخر افتقاد
جز بخاك عتبهٔ خوبان کلاهِ ما مباد

{26}

جمالش تاره دلهای صاحب انتظاران زد
جلالش قرعهٔ حسرت بنام بی قراران زد

نه تنها ما ضعیفان را دل از دستِ جفایش حسنت
که تیغِ سطوتش اول بفرق تاجداران زد

ز جبرش گریبان شازم ز سنگِ خون روان گردد
که نوکِ غمزهٔ چشمش بر اهلِ ذی الفقاران زد

به جولان گاه جبروتش چه ازرد عجز مظلومان
که دستِ صدمتش تنها بخیل شهواران زد

بصحرائ که شهبازان به پروازند از مستی
خدنگِ طائر اندازش به شهبال هزاران زد

قضایش مبتلائ درد گردایند عاشق را
جنودِ غیرتش بر جلوه حسنِ مه عذاران زد

شکایت کم کن ای بیدل که ساقی محفلِ عشاق
بجامِ عشرتِ مطلق درِ محنت گزاران زد

﴿27﴾

جمالِ برق جولانش بخرمن دوستداران زد
چه یار ست اینکه زخمِ یاس بر دلهای یاران زد

خیالش پرسشی میکرد حالِ مستمندان را
که دورِ چشم قتالش بریش دلفگاران زد

سکندر ز آب حیوان داغ حسرت بر جگر دارد
ز ناکامان چه می پرسی که برسر کامگاران زد

نه تنها آفتِ مستان است دورِ چشم مخمورش
شرابِ شورش انگیزش بخیل هوشیاران زد

زهی عیار سنگین دل اسد گیر و غزال آئین
که چشمِ خوابناکِ او رهِ شب زنداران زد

بجنگ افتاد کان ناید کسی کش زور در بازو است
نبازم شهسواری را که بر سر خاکساران زد

بشارت داد حافظ جان بیدل را که دی فرمود
بدستِ مرحمت یارم درِ امیدواران زد

﴿28﴾

گر غمِ عشق درِ صحبت فرهاد زند
نعره از ولولهٔ محنت فرهاد زند

جوئ خون از بن هر سنگ کند تیشه روان
کردم از داغ غمِ حسرت فرهاد زند

ناوک عشق زده بر دل شیرین زخمی
خسروی کیستِ که بر غیرت فرهاد زند

نیست بی جا قدرِ کوه کنی ورنه چرا
لب شیرین سخن از همت فرهاد زند

بیدل امروز بیادِ لب شیرین دهنان
ساغر از میکدۀ عشرت فرهاد زند

﴿29﴾

مه خور ندارد صفای محمد
کنند اقتباس از ضیای محمد

ز شرفش چه پرسی که نزهتگه عرش
معطر شد از خاکپای محمد

به شبخانۀ خاك شمع حقیقت
شده منجلی از جلای محمد

سکندر چه گویم که مهتر سلیمان
شهنشاه بود و گدای محمد

چو هر خاص خواهد رضای خداوند
خداوند خواهد رضای محمد

بود در دهر انبیائ مکرم
به هر دم درودو ثنائ محمد

ز هر مظهر او رخ نموده بعشاق
بود جابجا جلوهائ محمد

خدایا به الطاف خود کن نصیبم
غدواعشیا لقائ محمد

کند بنده بیدل به شوق تمامی
دل و جان و تن را فدائ محمد

﴿30﴾

بنائ ظلمت وسوسه خراب خواهد شد
دلت چو مطلع آن آفتاب خواهد شد

اگر تو می شمری خویش را ز مشتاقان
مشو ملول که جان کامیاب خواهد شد

بر آستانۀ جانان رسیده ای از عشق
دری بزن که کنون فتح باب خواهد شد

ز شام تا به سحر شمع وار باید سوخت
که سوز باعث رفع حجاب خواهد شد

چو عندلیب بهر صبحگاه نالان باش
که گل زنالۀ تو بی نقاب خواهد شد

توئ که برفگنی پرده از تجلی حسن
تمام ذرۀ رشک آفتاب خواهد شد

مرو مرو به چنین چهره آتشین به چمن
که گل ز تاب عذار تو آب خواهد شد

مکن روا که ز تو بلبلان به جان رنجن
چو گل ز گرمی نکهت گلاب خواهد شد

مکش تو بیدل سر از متابعت پیران
که مطلبِ دل تو زان جناب خواهد شد

﴿31﴾

غم عشق تو ز هر عشرت خوشتر باشد
طالعِ ماست گر این عیش میسر باشد

شمع حسنِ تو که سر جلوهٔ عالم نور است
در شبستان دلِ کو که منور باشد

دل فریبش نشود جلوهٔ رخ حور العین
هر کرا صورت زیبات مصور باشد

گره از گیسو مشکین بکشا ای مه رو
تا مشامِ دل عشاق معطر باشد

جان نثارِ قدمِ یار نشاید بیدل
که بمنزله قدرش نقد محقر باشد

(32)

اگــر آن مهــر تــابــانــم نقــاب از چهره بکشــاید
بــه پیـــش او مـــه کـنـعـان مثـالِ ابر بـه نـمـاید

وصــالِ یك دمـــش بـا مـردهٔ صد سال جان بـخشد
اگـــر آن روح اعـظـم سـوی گـورسـتـان بـکـر آیـد

آلـــی مـــنـطـقـش رنگ آب احیـاء الـجـنـان دارد
خـوش آن گـوشـی کـه گـوهـر راز زان گـنجش بدست آید

یـکـا یك صبر و هـوشـم بـرد بـایك حملهٔ حسنش
رخــش مــاهـی است آری مـه کـتـان رازو دلبر بـاید

بـه بیـن سـر جلوهٔ حسـن خـدا دادش بـچشـمِ جـان
کـه بیدل نـور قـدسـی بـا بـصـارت جسم نـنـمـاید

﴿33﴾

گلستانی که مهدش مسندِ حسنِ صفا گردد
سزد گر نکهتش زنجیر ها پای صبا گردد

نفوسِ نزهتش پروانه سا سوزد عنادل را
چمن رازی که شاخِ گلبنش شمع بقا گردد

به طیبِ عنبری خاکِ درش معدول که گردد
نسیمِ صبح دم گر خود ز صحرائی خطا گردد

چنان افراشته جودش رایت اقبال مندی را
که جمشید از برای فیض انعامش گدا گردد

قلندر قطب مروندی که سرخیل رشیدان است
براهِ عشق بیدل را دلیل و رهنما گردد

﴾34﴿

شب قدر است وصال تو میسر گردید
خانه از شمع جمالِ تو منور گردید

شکر لله که طپیدن دل ما سوختگان
در دلِ سنگ مثال تو مؤثر گردید

مگرش عهد وفا صحبت یاد آمد باز
کز رهِ جور و جفا مهوش ما بر گردید

گره از زلف مسلسل بکشوده یارم
که مشامِ دل عشاق معطر گردید

یا مغیث الفقرا غور غمِ بیدل کن
روزگاریستِ که آن یار مسافر گردید

﴿35﴾

ای رخ زیبائ تو فتنه بعالم فگند
دانۂ خالت بخلد دام بآدم فگند

تجربه رمزِ شفا بهر دلِ ریش من
برلب نوشین تو قرعۂ مرهم فگند

سلسلۂ زلف یار خم بخم انداز زده
خاطر آشفته را در شکنِ غم فگند

گر به بیان آورم راحت گیرد کنار
محنت عشق تو آنچه در دل خورم فگند

زهرۂ بیدل کجا و زهر عتاب نگار
تلخی با دام او شور بقلزم فگند

{36}

ساقیم روز ازل چونکه به میخانه فگند
دفتر دانشِ ما در می مستانه فگند

بود پیمان که ننوشم می زنهار ولی
غیرتِ آن بت مخمور به پیمانه فگند

مرگ لاهوت ازان خال به ناسوت آمد
بی خبر زین که خود و دام برین دانه فگند

شیوهٔ ناز که تزیئن رخِ زیبا بود
شورشِ غم بدلِ عاشق دیوانه فگند

شمع سر تا بقدم سوخت به مجلس هم شب
ز آتش مهر که در سینهٔ پروانه فگند

شمع طوفان بلا بود که پروانه درو
کشتی صبر بآن همت مردانه فگند

بیدل از ساقی تحقیق شنوده رمزی
طرحِ مسکنتِ خویش به میخانه فگند

﴿37﴾

عاشقان وقتِ طرب چون ساغر می میکشند
خط استغنا بحرفِ دولتِ کی میکشند

حکمتِ روشندلان مفهوم عقلِ عام نیستِ
بو علی طبعان درین قانون ز خود پی میکشند

در سوادِ دشتِ ما هر بید مجنون میشود
ساربانان ناقهٔ لیلیٰ چو از حی میکشند

منعمانِ حسن چون چین میکشایند از جبین
صد کسادت در رواجِ خاتمِ قلی میکشند

بهر سیرابی بهار حسن چون بیدل مدام
عندلیبان در چمن گلباند یا حی میکشند

﴿38﴾

عشق چون ساقی شود پیمانه باید نوش کرد
بهر ذوق بیهشی بایست ترک هوش کرد

مسئلهٔ وحدت وجود اندر اصول فقه نیست
بو حنیفه و شافعی نا چار زو خاموش کرد

از حقیقت نیست فائز فکرتِ معقولیان
جلوهٔ جان را خدا از فلسفی رو پوش کرد

صرفی اندر ذکر ماضی و مضارع جان به باخت
نحوی از مبحث کلام و کلمه جهد و جوش کرد

عالم ربانی آمد جامع شرع و سلوک
مدعی خود را بحرمانِ ابد همدوش کرد

عاشق از معشوق دع نفسك شنیدو شد نفی
خانهٔ دلرا باثباتِ حقیقت روش کرد

بیدل از پیرِ طریقت رمز مشرب اتحاد
گوش کرد و آن سخن را حلقه سان در گوش کرد

﴿39﴾

مشتاق را که عشق بخود دیده دل کشود
وجه الله از حقایق اشیاء رخ نمود

در هر زمان ظهور حقیقت برنگ نوست
آدم خلیل نوح شده و صالح ثمود

ادریس شیث یونس نامید خویش را
یعقوب لوط یوسف الیاس خضر هود

خود را بوصف موسیٰ عیسیٰ و مصطفی
خلفا ایمه عشره مبشر همی ستود

نعمان نهاده نام بدانش علم شده
منصور کشته رفته رو بینش و شهود

ما کان و ما یکون هم ذات مطلق شد
پاک از حلول و کیف و تعین بلا قیود

بیدل باتفاق فقیهان معنوی
مفتی به است مسئله وحدت الوجود

﴿40﴾

آنکه او انی انا الله از درخت آغاز کرد
از لبِ عارف انا الحق را بلند آواز کرد

از شجر چون ملتهب آتشِ وجدان چه شد
گر عشیق سوخت دل زین شعله کشفِ راز کرد

حسن بی چون چون تجلی کرد در شکلِ بتان
همچو صنعان عارف را رند شاهد باز کرد

در رو عشقش فروماندند از تک قدسیان
مرغ خاکی[را به] بین که بر اوج بلا پرواز کرد

آسمان چون سر زد از برداشتن بار محن
باب دردِ عاشقی بر روی آدم باز کرد

عین اشیا شد وجودِ مطلقش بهر ظهور
غیرتِ عشقش بچندین شرک بی انباز کرد

بیدل از میخانهٔ منصور جام عشق نوش
کش میان جمعِ رندان همتش ممتاز کرد

﴿41﴾

عشق چندین حمله بر عشاق بی سرو پا نمود
بر رخِ صاحبدلان صد ره درِ محنت کشود

اصفیا و اتقیا را آتش اندر جان فروخت
انبیا و اولیا را دست بردِ خود نمود

لیک بعد از رحلتِ ختم الرسل احمد سه بار
سطوت آن سلطان عالم هوش عالم را ربود

اولیـن کبـریٰ قیـامـت قتـل اولادِ رسـول
در سـن شصت و یکم مثلش نیامد در وجود

دویـمیـن وسـطی قیاست واقعه بس هولناک
در نهـم سـال و سـه صـد قتلِ شـهِ حلاج بود

سیویمین صغریٰ قیامت در هزار و سی و صد
سـر بـریـدن صـوفی بی خود کمالش را فزود

بـاد بـا هـر درد نـوشـی جام درد عـاشـقی
قسـمتِ بیدل تـجـرع فیض زان پیـمانـه بود

﴿42﴾

نیسـت همدرد که یك لحظه غمِ ما به خورد
مـژدهٔ شـادی دهـد و درد و غـم مـا بـه بـرد

کـو میـانـجی کـه فـرستم سوی آن مایهٔ ناز
تـا بیـایـد بـه چـنین حـال پـریشـان نـکـرد

سبب ای صاحب اسباب که آن سر و قدی
بر سرِ قمری بسمل شدهٔ خود گزرد

ناز نینا نشود قدر معلای تو کم
کز لك وصل تو گر حرف غم ما سترد

زود دریاب دلِ خستهٔ ما را به وصال
ورنه بیدل بغمِ هجر تو جان می سپرد

﴿43﴾

دل من بشد ز دست به بینم چه می شود
کمرم ز غم شکست به بینم چه می شود

عشقِ الست دامن گیرِ دلم شده
طولِ امل گسست به بینم چه می شود

مرغ ریاض قدس ازین دام کفر و دین
ناگه برون بجست به بینم چه می شود

عاشق شنیده قصهٔ شبخون چشم مست
دست از حیات شست به بینم چه می شود

دردِ فراق بر رخ امید عاشقان
دیگر دری به بست به بینم چه می شود

ملا که دوش مدرسهٔ فقه جاش بود
در میکده نشست به بینم چه می شود

بیدل چو دید جلوهٔ بی چون در بتان
گشته صنم پرست به بینم چه می شود

44

ای قلان جان من خسته فدا نام تو باد
بلبل روضه برین بستهٔ در دام تو باد

می رباید دل سکنات ت و حرکات تو دین
جان عشق فدا جنبش و آرام تو باد

گامهائ که سوی بنده برداشتهٔ
اجر اعتاق دو صد بنده بهر گام تو باد

ساقیا دور قدح راست تسلسل هر دم
جامم بر کف و لب ما به لب جام تو باد

جان من بلبل بستان شبهت است ولی
تا ابد نغمه سرا بر رخِ گلفام تو باد

تا که یکران زمان را است تگ و تاز درست
توسنِ تیز روِ چرخ برین رام تو باد

بنده بیدل که به فتراك تو زد دست اُمید
منتظر یك نظر و چشم بانعام تو باد

﴿45﴾

عشقش نه منصبی است که هر خس بدو رسد
بلك از هزار خاص یکی کس بدو رسد

سر رموز من لدن و علم واردات
دور است زین که فکر مدرس بدو رسد

این خرمنِ وجود نسوزد به قیل قال
برقی مگر ز عشق مقدس بدو رسد

مـخـمـور و افتـاد دل از يـاد چشم مست
فـرخ دمـی کـه سـاقـی مجلـس بدو رسد

تـنهـا بمـانـد عـاشق دلـداده مـدتـی
سبب ای خـدا کـه آن مـه مونـس بدو رسد

آن گنج بی نشان که کنایته ز وصل او است
لـطفـی که دست کوشش مفلس بدو رسد

مـقـصـود دور و راه دراز و مـجـال تـنگ
یـارب کـرم کـه بیدل بیـکـس بدو رسد

﴿46﴾

رخ آتـش گـون دل بـريـان تـرا زيبد مرا زيبد
صـفـت هـای مـه و کتـان تـرا زيبد مرا زيبد

مـرا در عشق مشهوری ترا از حسن مغروری
چـنـان بـرگ و چنين سامان ترا زيبد مرا زيبد

کـلامِ دلـربـائ تـو مـرا در گـريـه مـی آرد
لـب و چشـمـی گهر افشان ترا زيبد مرا زيبد

من از هجرِ تو جان بر لب تو با اغیار خوش همه شب
نشاط و درد بی پایان ترا زیبد مرا زیبد

منم سر گشته و بیدل تو از دردِ دلم غافل
چنان یاد و چنین نسیان ترا زیبد مرا زیبد

﴿47﴾

پرده ز رخ فگند یار صل علی محمدٍ
بود نهان شد آشکار صل علی محمدٍ

بلبل دل فسرده را باز دهید مژدها
کآمد موسم بهار صل علی محمدٍ

گل بشگفت رنگ رنگ زاینه دل زدود زنگ
جلوۀ ماه گلعذار صل علی محمدٍ

گل به چمن نشیمنی کرده بشاخ گلبنی
ابر شده گهر نثار صل علی محمدٍ

حسن نهان ظهور کرد نور یکان نشور کرد
تا که گذشت از شمار صل علی محمدٍ

خانه بخانه کو بکو رخ بنمود سو بسو
با صد نقش آن نگار صل علی محمدٍ

بیدل جا بجا ببین جلوه یار مه جبین
چشم زحسن وا مدار صل علی محمدٍ

«48»

نگار من چو دم از طرز دلربای زد
بنام دلشدگان فال جان فدای زد

سرود شاهد نمکین که بود شور انگیز
بنغمه هائ فلك طعنۀ کج ادای زد

سماع مجلس رندان کسی که گوش نمود
اگرچه بود گدا لاف بادشاهی زد

کسی که یوسف جانش ز قید جسم برست
به ملک عزو علا طبل کبریای زد

امام اعظم عشق است هر که مذهب او
گزید رفت ز خویش و دم از خدای زد

برو فقیه که در بحر بی کرانه عشق
نه هر کسی بتواند دم از شنای زد

مساز هرزه سرائی به بیدل ای ناصح
که عشق سنگ برین شیشه پارسای زد

﴿49﴾

شیفتگان بسکه نیازی کنند
شمع صفت سوز و گدازی کنند

نازک طبعان به عیاری تمام
هر نفسی از نو نازی کنند

مه چو شود جلوه گر از جوی آب
وحدتیان رو به مجازی کنند

صمّ بکمّ چو شوی بی گمان
روح ترا محرم رازی کنند

گر تو زبان خود کوته کنی
دست کرم با تو درازی کنند

گر تو شوی کشتهٔ شمشیر عشق
اهل دلان بر تو نمازی کنند

بیدل شو هند و ترکان عشق
چین ترا زود حجازی کنند

﴿50﴾

دی درمیان محفل ما گفتگوت بود
هر میکشی که بود ورا جستجوت بود

آشفتهٔ شگفته جنیان بزم باغ
هر کس که بود شیفتهٔ رنگ و بوت بود

شیخی که بود هر دم سجاده اش بدوش
جمال باده نوش بزیر سبوت بود

هر عارفی که خوی بحسنِ بتان گرفت
مشتاق روئ خوب جمالِ نکوت بود

بیدل که و هو معکم از عشق گوش کرد
چشمش همیشه آیئنه سان پیش روت بود

﴿51﴾

رخ نما گر دید حسنی کو زدل آرام برد
چار چشمم شد رخی کز عالمم ناکام برد

زلف را پر کنده ساخته پهلوی خالِ سیاه
مرغ جان کو میل دانه گردش اندر دام برد

نرگس مستش مگر تصویر جامِ بی خودی است
رفت از خود هر که یك دو جرعۀ زین جام برد

می چراند رمۀ خوکان صنعان پاکباز
عشق بایك حمله از نیکان نکوئ نام برد

قبلۀ مظهر پرستان نیست جز نورِ خدا
کوز صورت سر زده از عارفان دل وام برد

هر که در نوشید جامی از خُمِ وحدت وجود
عاقبت او راز قیدِ عالم اجسام برد

بیدل ار شد مائل حسن بتان عیبش مکن
کو است خام و پختگان این هوائ خام برد



رباعی اول

دل بدنیا مده و غره مشو کآخر کار
عشق [منشیره؟] چو بی [ژنت] بچاه اندازد
شیفتهٔ حسن قطامه مشو ای طالب دین
کابن صفت زود ز راه اندازد

رباعی دوم

ای برید راز دان فرخ سرشت و ره نورد
گر به پیش آید ترا آن مهوش آفاق گرد
صد هزاران بندگی زین بنده پیشش عرضه دار
ور بپرسد حال ما گو خواهد از هجرِ تو مرد

رباعی سوم

آن پری آثار چون در رقص جولان میکند
خاطرِ مجموع عالم را پریشان میکند
مرغ جان کُشتگانِ عشق را خلخال او
با صدائ قم باذنی تیز پران میکند

رباعی چهارم

تحصیل علم گرچه نمودی چه شد چه شد
پندار و عجب خویش فزودی چه شد چه شد
شد مور هستی تو بدین فخر اژدها
بر دل درِ فنا نکشودی چه شد چه شد

رباعی پنجم

همی روم به سفر گر بهم رسیم دگر
حقوق دوستی تو ادای خواهم کرد
و گر ز دور هلاکم نداد چرخ امان
بیاد روئ تو جان را فدای خواهم کرد

رباعی ششم

من هوا دار لقایم به صفایش سوگند
یکدل و محض فدایم به هوایش سوگند
گرچه از مهر و وفا یار ندیدم اثری
یار با مهر و وفایم به جفایش سوگند

رباعی ہفتم

چون چراغِ عالم از شمعِ رخت افروختند
جامهٔ لولاك بر سروِ قدت زان دوختند
در تصرف دولتِ معنی توئ صاحب نصاب
دیگران از دست جودت مایها اندوختند

رباعی ہشتم

تا شراب حسن در پیمانه صورت ریختند
در دلِ میخوارگان صد شور و حشر انگیختند
زلف مشکین یار بر رخسار آتشناك او
طرفه تر کاری که شمس و شب بهم آمیختند

رباعی نہم

فگند هجر تو ما را بورطهٔ اندوه
مگر وصال تو باعث نجات ما گردد
شبِ لحد نکنم خواب خوش به بستر خاك
اگر فراق تو باعث ممات ما گردد

رباعی دهم

در عـرب مـجـنون ز جامِ عشـق مـی نـوشیده بـود
در عـجـم فـرهـاد را خـون جـگـر جوشیده بود
هیـر در پـنـجـاب خـون نـاب غـم را خـورد و مرُد
زیـن بـلا در سـنـد سسّـي سـخـت بـخرو شیده بود

رباعی یازدهم

حق انا الحق گفت لیکن در نظر منصور بود
در شریعت شرك و اندر معرفت منظور بود
این همه آثار استیلای عشق است ای فلان
ورنـه سـرِّ بـی نشـان در پـردهـا مستور بود

رباعی دوازدهم

تـرا خـود بیـنـی انـدر چشـم مـن بیقـدر مـی سـازد
وگـرنـه عـاشق بی خـویـش را مـعشـوق بـنوازد
ز شـمـع حسـن مـا پـروانـه سـان در خـود بـزن آتـش
کـه جسـم بـرف را خـورشـیـد در یك لـحـظـه بگدازد

قطعه

وهابی رافضی این دو فرقه
عدو اولیاء الله هستند
یقین دان گر تو سنی صاف هستی
که از راهِ هدا گمراه هستند

فرد اول

نور چشمِ آدمی و کور از معنی مگر
اختلافِ دار محجوبت ازان میراث کرد

فرد دوم

ز جان بجان کششی میرسد تو باور کن
ولی وصل مقدر بوقت می باشد

فرد سوم

دلبر ما خانگی خانهٔ ما زو خراب
تخم کجا کاشتند شاخ کجا می دمد

فرد چهارم

از کلمه و کلام ندارم خبر که برد
شیرینی کلامِ بتران کلمه ام زیاد

فرد پنمجم

ستم در عقب رحمت شیوهٔ ارباب مروت نیست
که بعد از بستنِ مرهم نمك ریزی نمی زیبد

فرد ششم

خطش دمید رسومِ جفا فزون فرمود
مگر که دعوی حسنش بدان مسلّم شد

فرد هفتم

هیچ میدانی که خلخال از چه غوغا می کند
بر سرِ کشته صدائ قُم باِذنی میزند

فرد هشتم

مباحث علما نیستِ در محافل فقر
که میکشانِ غمش نشه بیخودی دارند

فرد نهم

بقتل عاشق جان بر لب این درنگ چرا است
که ذبح صید که زخمی است زود تر باید

فرد دهم

غنیمت است ملاقات مرد روشن دل
که صیقلِ سخنش زنگ دل زدوده کند

فرد یازدهم

من درین عالم بیگانه صفت می گردم
آشنایان رهِ عشق رفیقان من اند

فرد دوازدهم

در مشرب رندان نه رواج است دوئ را
چون هستی یکتا است سوی الله ننماید



باب الذال

﴿1﴾

عشق بازان را بود کوئ تو ای جانان ملاذ
بلبلان را نیستِ الّا گوشۂ بستان ملاذ

می گریز اندر پناهِ صحبتِ روشن دلان
خضر را از فتنها شد چشمۂ حیوان ملاذ

موسی آسا خضر وقتِ خویش را دریاب زود
کاختلاطش گرددت از فتنۂ دوران ملاذ

چون ترا تفهیم سازد نکتۂ وحدت وجود
یابی اندر اتحاد از وهم این و آن ملاذ

از مصایب فرقت و آفات حرمان وصال
جز به کوئ دوست بنود بهر مشتاقان ملاذ

قال گر عاری بود از حال خواهد شد وبال
زود یاب از آفتِ افسانه با عرفان ملاذ

بیدل اندر خذمتِ مردانِ حق مردانه باش
زانکه نبود در دو عالم جز درِ ایشان ملاذ



رباعی

چو حکمِ عشق در تعیین ماهیات شد نافذ
ارادت دوست در تکوین کیفیات شد نافذ
نقاب حسن لاهوتی شد این تصویر ناسوتی
ظهورِ اسما صفات آمد چو امرِ ذات شد نافذ

فرد

کسی که واقف رمزِ اعُوذبك منك است
شود مکاشفه او را که کیستِ آن عایذ



باب الراء

﴿1﴾

ای هوس بار مکن دعوی عشقش به هدر
لاتقل مفترماً مالاتفعل فاحذر

سر وحدت نه کلامی است که گوی به زبان
از محی العاشق فی الحال فانی یقدر

ازدرون مایل بیرون بچه گشتی هشدار
تبتغی حباً فی نفسك افلا تبصر

نحر کن بدلهٔ هستی بمنای وجدان
فسرالرمزالمکنون به منعی وانحر

کبریا عشق دست زپندار بشو
فاهجرالرجز من العجب وربك کبر

قانع از نهر بیك غرفه شو ای مرد جهاد
کل من المیتته فی الجوع کا کل المضطر

رحمتش عذر خطیات پذیرد بیدل
لا تکن تیاس بالذنب فقل رب اغفر

﴿2﴾

یا رب بسوز سینهٔ عشاق دلفگار
یا رب به آب دیدهٔ مردان اشکبار

یا رب به وجد حالت رندان بی سکون
یا رب به جوش باطنِ مستان بیقرار

یا رب به شوق منتظرانی که جان بلب
یا رب به ذوق مقترنانی که در نظار

یا رب به چهره سرخ قتیلان تیغ عشق
یا رب به روئ زرد علیلان خاکسار

یارب به سکر و مستی اصحاب بی خودی
یارب به صحو و هستی ارباب اختیار

یارب به نالهٔ بلبل در موسمِ خزان
یارب به خندهٔ گل در وقت نو بهار

بیدل که طالبِ غم عشق و ولائ تست
لطفی نما و زود تر امید وی برار

﴿3﴾

وجودٌ واحدٌ سرّ السرائیر
تنوع بالتجلی فی المظاهر

سدل من صورةٍ سِترٌ علی الوجه
فخُلِطَتْ جوهرٌ بین الجواهر

کالف البسم بین الباء والسین
معانی البطنِ فی لفظ الظواهر

دع التکلیف فی التوحید و اشهد
بانّ الله علی ماشاء یقدر

تجلی ذاتهٗ وهی التماثیل
فهذا صورةٌ عین المصوِّرِ

قلیس القیس واللیلیٰ بشیءٍ
یسمی هو باسماء التناکِرُ

﴿4﴾

یا رب از من فتنۂ سوء القضا را باز دار
یعنی از شرِّ خباثت نفس ما را باز دار

دل علیل افتاد از مرض ارتکاب افعال بد
دفع کن سقمش در دار الشفا را باز دار

شکوها دارم ز دست مکر دیو نفس دون
از متاعم دست برد اهل دغا را باز دار

صرف شد در خاکبازی عمر ما مشتِ هوس
مرغ جان را بال ده باب السما را باز دار

وهم خود بینی ز دیدار تو ام محروم داشت
بر دل نادیده ابوابِ لقا را باز دار

جان جانانم کز این عالم بد آن عالم رسید
بروی از رحمت درِ عفو و عطا را باز دار

بندۂ بیدل ز مشتاقان حضرت تست بس
از دل او خطر های ما سوا را باز دار

﴿5﴾

اهلِ بدعت گمرهی را راهِ انکارد مگر
دیده و دانسته در ره خارمی کارد مگر

نقص ایمان است ترک مدح خلفا نزد ما
خارجی حبِّ علی را رفض پندارد مگر

یـا تـولا سـر خـوشیم و از تبـرائیم دور
رافضی نقصان دین را دین گمان دارد مگر

ز آیتِ الا المودۃ خارجی را شرم باد
کو بقرآن خدا ایمان نمی آرد مگر

نصّ لیغیظ است کافی در وعید ارباب رفض
بیدل آن منکر بوقتِ نزع خون بارد مگر

﴿6﴾

علی المرتضیٰ سرّ السرائر
وصی المصطفیٰ نور المظاهر

اذا هو مرّ بالنخل المدینه
مُصاحب سید الرسل الاکابر

و معه للمفاجلة جابرٌ یمشون جمعاً
فصاحت نخلةٌ بین النظائر

بـــأن هـــذا الــــمـجــمــد خيـــر رســلٍ
و سيـــد انبيــــاءِ الــلــــه انـــور

و هــــذا بـــو ائـــمــــه اهـــل بيـــتٍ
و سيـــد اوليــــاءِ الــلــــه حيـــدر

فهـــم بـــالـــنـخــلة الاخـــرى مـــرور
فـــنــطـــقـــت مـــنـطـقـــا غيـر التـعـذر

بـــان هـــذا رســول الـــلــــه حــقـــا
و صـــاحبــــه لسيف الـــلــــه اكبـــر

بـــحـــق الـــمـصــطـفـــىٰ و اخيــه ارنـــى
شهـــودك ربِّ فـــى الاعـــلان والســـرّ

و ثبتـــنـــى عـــلـــى وحـــدت وجـــود
وســـلــم فـــكـــرتـــى فـــى الـــخيـر والشـرِّ

﴿7﴾

ای وجود تو مخزن اسرار
صورت تست مطلع انوار

کیست کو شاهد کمال تو نیست
گرچه اشجار و ربود احجار

معجزاتِ تو کی شمارد کس
کیف تحصی تکاثر الاقطار

اول فطرت از تو یافت ظهور
آخرش هم به تست استمرار

اولش هم توی و آخر تو
ورنه اصلاً نبودمی اظهار

آن عزرائیل یافت داغ جگر
چون نشد ساجدت ز استکبار

نور پاکی و صورتِ کامل
معنی ذات احمدِ مختار

عارفان خورده جرعه از جامت
گشته از نشه بی سر و دستار

شاه بسطام آشکار نمود
سر سبحانی از ره اقرار

گرچه عطار من خدایم گفت
آن تو بودی نبد شهِ عطار

هر چه از موج وحدت از لب غیر
گشته ظاهر نبود از اغیار

بلك از بحر ذات تو موجی
شد پدیدار ای شهِ ابرار

عاشقان را گذشت موج از سر
غرق گشتند چون درِ شهوار

طالبان آب خورده زان جامی
اوفتاده به لجهٔ انکار

هر کس از نور تو هدایت یافت
گشت از وصل اصل برخوردار

گر نبودی وجود اشرف تو
کس نیابد به کنه قدسی بار

خاک کوی تو شد ز روز ازل
سرمهٔ دیدهٔ اولی الابصار

از خدا بر تو صد درودی باد
یا شفیع الوریٰ کریم آثار

هم بر اصحاب پاک صاحب دل
هر یکی رهبران دل بیدار

هم چو صدیق و حضرت فاروق
هم چو عثمان و حیدر کرّار

احمدا بار ده به بزم خودم
حرمت اقتدار این هر چار

بیدل از صدق گو ثنا و درود
بر نبی و آل و صحب آن سردار

﴿8﴾

قصهٔ عقل بر زبان میار
دامن عشق را ز کف مگذار

عشق امام حق است باغی عقل
بیعتش کن ز بغی شو بیزار

قلع کن قلعه خیبر هستی
زود با اذن حیدر کرّار

تا شوی یار غار چون صدیق
به حقیقت محمدِ مختار

در ظهور و بطون مفهم دگر
هیچ موجود جز خدا زنهار

خواندهٔ ذوالجلال والاکرام
کفر و دین هر دو وصف ذات شمار

متجلی بهر دو اوصاف است
در ظهورات دلبر عیار

گاه گوید انا الحق و یابد
سرفرازی و شرف بر سر دار

گاه سجاده عقل گسترده
باشد از اتحاد در انکار

گاه پوشد قبای معشوقی
جلوه گر گردد آن بت دلدار

گاه بیدل صفت شود مشهور
به نظر بازی آن مه غمخوار

﴿9﴾

من انا الحق نمی زنم ای یار
بلك ظاهر شد از لبِ دلدار

یار منصور را بهانه بساخت
ورنه خود سفته گوهر اسرار

قم باذنی کلام شمس نبود
شد ز معشوق این سخن اظهار

من خدایم ز جوش مستی گفت
خلق پنداشت از لبِ عطار

شاه بسطام گفت سبحانی
چونکه رست از تقیّد پندار

گفت انا احمدٌ بلا میم
خواجه لولاك سید الابرار

شاه لا خیر فی عبیدٍ گفت
خود خدا باش بندگی بگذار

تا نسوزی ظلام هستی را
شمع مستی نه بخشدت انوار

بندۂ نیستی به بین خود را
فرش بگذار پا بعرش بدار

لا مکانست مسکن پاکت
از مکان بگذر و مکین بگذار

بی نشانیست وصف مطلق تو
بیدل از خود برآ و جان بسپار

﴿10﴾

همه اوست غیر نیست دگر گفتگو گذار
خود گفت من خدایم خود رفت سوی دار

آدم و بلیس نام تجلیش کرده اند
خار و گل است شاهد بر مقدم بهار

خواهی که بر تو سرّ حقیقت عیان شود
در وحدت الوجود بهر حال شك میار

پوشد قبای ناز بگوید که لیلیم
در کسوتِ نیاز به مجنون ست نامدار

گر در دلت شکی فتد ز رنگ کفر و دین
بِلكَ مِنْكَ در حدیث ببین و ساز اعتبار

علم الیقین ترا سوی عین الیقین برد
حق الیقین شود بتو زان بعد آشکار

بیدل موحدانه سخن گو و مدام باش
بر راه مستقیم همه اوست پائدار

﴿11﴾

روی بنما قرار این دل شیدای ببر
یوسفانه خرد و صبر زلیخای ببر

زهد من با تو چه سنجد به چنین عشوه گری
دیده و دل بیکی غمزه بیغمای ببر

آخر ای پر تو خورشید حقیقت یکبار
ذره را تا افق آن روشن سیمای ببر

دلبری که زمن دل برد بصد آسانی
مشکلم تا سمع آن دوست دلفزای ببر

گرچه خارِ غم او در دل بیتاب خلید
یا رب آسیب خزان از گل رعنای ببر

پاك بین را بسرِ منزل مقصود رسان
دیدهٔ بد نظران زان رخ زیبای ببر

بیدل از فتنهٔ دوران شد سر گشته چنان
تلخیش با شرب آن لعل شکر خای ببر



رباعی اول

گفتن نتوانیم ثنا بیعدد فقر
معلوم بود سالك ره را مدد فقر
ارباب شریعت همه سرتاج منستند
نامعتقدانیم ز نامعتقدِ فقر

رباعی دوم

مرضت الجسم والسرّ المنزّهُ
بِنَ الآلام من حرٍّ و قرٍّ
لِانّ السرّ کان ولم تك الجسم
وهی تفنی ولیس له بضرٍّ

رباعی سوم

کسی کہ نیست ورا حب آل پیغمبر
بہ تابعان یزید لعین رود بسقر
دلی کہ پر بہ تولای اهلِ بیت بود
شود بزیر لوا پنج تن ورا محشر

رباعی چهارم

از جام عشق بادہ فنا نوش کردہ گیر
و از گفتگوی مذهب خاموش کردہ گیر
مدح و قدح معاویہ و صدیق کم شنو
رفض و خروج خلق فراموش کردہ گیر

فرد

آن چنان در فکرت وحدت وجودی یا فشار
کت نیندازد برو اطوار دورِ روزگار

اس طرح سے وحدت وجود کی فکر کو دبوچ لے
کہ تجھ سے گردش زمانہ کے چال چلن دور ہو جائے

باب الزاء

﴿1﴾

دل ندانست که گردد بغم افسانه باز
شوخی شمع شود آفت پروانه باز

تلخ شد عشرت شیرین محبت کیشان
چونکه آمیخته محبوب به بیگانه باز

آخر از من مکن اعراض طبیب بی رحم
که کند بی تو علاج دل دیوانه باز

من که پرواز بصحرای تقدس دارم
بسته ام در خم زلفین تو آلانه باز

مسکنِ معنوی ما ست بهشت لاهوت
کشت مطمح نظرم خال تو چون دانه باز

صومعه عالم قدس است ز من پر غوغا
گرچه یکتا است سرم با در میخانه باز

سهل انگاشت دل آزردگی ما یارم
زان سبب گشته باغیار هم افسانه باز

بیدل از شکوهٔ باز آکه گذشت آنچه گذشت
بادهٔ وجد کش از ساغر رندانهٔ باز

﴿2﴾

هوش ما بردی و هشیاری هنوز
رفتم از کاری تو در کاری هنوز

خواب ما بستی و بیغم خفته ای
ابلهم کردی و عیاری هنوز

تیر مژگانت دلم را دوخته
از خمِ ابرو کمانداری هنوز

برق نازت خرمنِ صبرم بسوخت
تخم غم در سینه می کاری هنوز

دل چو مرغ نیم بسمل می طپد
خستن ما را هوا داری هنوز

تلخ شد کامم ز زهرابِ فراق
تو ز لعل خود شکر باری هنوز

ترک چشمت ملک دل تاراج کرد
غمزهٔ خود را مددگاری هنوز

شد سرم پامال افواج غمت
بهر قتلم حمله میه آری هنوز

در وفایت باخت جان بیدل ولی
با وفا داران جفا کاری هنوز

﴿3﴾

دل حزین به غم هجر مبتلا است هنوز
کمند زلف تو اشکنجۀ بلا است هنوز

تلطفی کن بیگانگی مور ز زمن
که جان بجلوۀ حسنِ تو آشناست هنوز

بباد رفته دل و دین تعجبی دارم
که تیغ غمزۀ او تشنه خون ماست هنوز

شهید تیر وفای توام ولی بنگر
که سینه ام هدف ناوك جفا است هنوز

اگرچه بیدل ترك لباس تقوی کرد
رخ تو از تتقِ ناز در خفا است هنوز

﴿4﴾

دل به هجر تو مبتلا است هنوز
جان به جان تو آشناست هنوز

ترک ناموس و ننگ گفته دلم
با جفای تو در وفاست هنوز

شکر ایزد که گردشِ ایام
شوق را شعلهٔ فزاست هنوز

چشمم اسفید شد چو اسرائیل
یوسفم بیخبر ز ماست هنوز

آه کز محنت فراق رخت
عرصهٔ سینه تنگناست هنوز

دل مشتاق در کشاکش غم
خستهٔ ناوک جفاست هنوز

بر کمال ستمگریت گواه
سبزهٔ دشت کربلاست هنوز

محفلِ شور درد منداِنت
نمکِ ریش ابتلاست هنوز

مرغِ جانم ز خال مشکینت
طامع دانهٔ بلاست هنوز

جلوهٔ حسن طلعت خوبت
محور آسا در استواست هنوز

بیدل از لاف عشق دم در کش
کارِ تو خامی و خطاست هنوز

﴿5﴾

مدتی نامدم پریشان نیست تسکینم هنوز
میکند عشقش جنون و جذبه تلقینم هنوز

مستحق بودم درِ صاحبِ نصابی لبرز دم
باوجودِ جود عامِ حسن مسکینم هنوز

بــاهــزاران زخــم كـــارخـــاهـــاى فـرقتـت
يك گل از بستان وصلِ تو نمى چسينم هنوز

باچنين احوال مضطربى كه جان بر لب رسيد
بـو الـعجب بختى كه روئ تو نمى بينم هنوز

ديـن ودل بـردنـد پـارا مـسـال دارند عزم جان
مـا مـگر بيدل عبـث در پى دل و ديـنم هنوز

﴿6﴾

عشقت نه سرسريست بلاى است جان گداز
خــواه از حــقيـقـت آيـد خــواه از رهِ مــجــاز

در بـار گـاه عشق شهى را چه منصب است
مــحــمــود راســت قبـلـهٔ خـم ابـروى ايــاز

تـــا خـــاك آستـــانـــهٔ رنـدان نــمــى شـوى
بـــارت كـجـــا دهـــنـد بـخـلـوت سـراى راز

محبوب بی نشان که بهر جانشان ازوست
شد جلوه گر عیان به قبای نیاز و ناز

گه در لباس ناز مسمی به یوسف است
بر تخت حسن و خوبی به نشبست سرفراز

گه در جهان بنام زلیخا شده عیان
با درد کرم ساخته هنگامهٔ نیاز

بیدل نظر مبند ز دیدار حسن یار
عشاق را نظر بمظاهر بود جواز



رباعی

دیدن حسن و شنیدن آواز
مرغ جان راست دو بال پرواز
مدعی گر نه کند فهم سخن
کور باطن نبود محرم راز

قطعه

قدر ایام وصال تو ندانست دلم
زان سبب شد به فراق تو گرفتار امروز
دوش بودیم چمان در چمن خلد بناز
ریش کرده است به دل نیش سرِ خار امروز

قطعه

چون نیست متحد دل و جانت به یك خیال
از وحدت الوجود ندیدی اثر هنوز
شد هستی تو پردهٔ عین الیقین زان
وجه اللهت نگشته مقابل نظر هنوز

فرد

از وحدت الوجود بدل فکرتی به بند
تا محرمت کنند به خلوت سرای راز



باب السین

﴿1﴾

ای روی جانفزای تو رشک بهار بس
گیسوی عطرسای تو مشک تتار بس

چشمی که گل نچید ز باغ جمال تو
باشد همیشه در نظرش خار خار بس

دم جز رضای تو نزنم تا که زنده ام
سازم مدام در قدمت جان نثار بس

دارم امید این که به یمن محبتت
زین تفرقه رسیم به جمع و قرار بس

یادِ تو محض صیقل آئینه دل است
جانراست جلوه حسن تو آئینه دار بس

بینندهٔ جمال تو ای نور ذو الجلال
گردد غنی زدیدن نقش و نگار بس

بیدل که مهر روی تو با جان و دل گزید
افتاده شد بخاک رهت ذره وار بس

﴿2﴾

حرف عشق از مدرسان مپرس
رمز عرفان ز مفتیان مپرس

مسئله محویت خودی بخدا
از سرِ حلقه نحویان مپرس

معنی سرّ نشئهٔ توحید
از جماعات زاهدان مپرس

راز عشق از جهان خفیه بدار
خبرِ دل ز بیدلان مپرس

صحبت عابدان مکن بیدل
قصهٔ خور ز شب پران مپرس

﴿3﴾

چشم فتان دیده ام که مپرس
بو ز زلفش شمیده ام که مپرس

قصهٔ بی نیازی معشوق
از رقیبان شنیده ام که مپرس

همچو مجنون ز شورش عشقش
به بیابان رسیده ام که مپرس

نقد جان داده و زلیخا وار
یوسفی را خریده ام که مپرس

غنچه سا از نسیم جلوهٔ حسن
جامه بر تن دریده ام که مپرس

گرد باغِ رخش هنراران بار
سبزه واری دمیده ام که مپرس

رنج دوری ز گردشِ ایام
روز کاری کشیده ام که مپرس

لذتِ شربتِ شهادت عشق
از نگاهش چشیده ام که مپرس

چون هلال ابروِ کماندارش
بخیالی خمیده ام که مپرس

بیدل آسا ز عالم صورت
خلوتی برگزیده ام که مپرس

﴿4﴾

عاشقی را لازم افتاده است سوز و ساز بس
درمیان آتش آمد جای شاهد باز بس

زاهدان طرح اساس نیکنامی می نهند
عاشقِ سرمست باشد خانمان انداز بس

کـی رسـد بـا رتبـهٔ عشـاق ملّا مـرده دل
تـا قـدر بـاشـد مـگـس را جرات پرواز بـس

بـا عـقـائـد عـام چندان نیست مـا را اعتقاد
پیر پیغـمبر مـن آمد حسن خوش آواز بـس

قتـل ما موقوف بر تیغِ سیاست شرع نیست
بهر بسمل ماست خنجر چشم آن پر ناز بس

نـو نهـال مـا درختِ عیـش را بـر کند بیخ
انتهـا بنمـود مـا را جلـوه ایـن آغـاز بـس

پیـش هـر مـرغـی نریزم دانـه بیدل بـعد زین
کبك جـانـم شـد طـراز چـنگل شهباز بـس

﴿5﴾

دل کـشیـد از غـم هـجـر تـو جفای کـه مپرس
جـان فتـاد از خـم زلـفـت بـه بلای کـه مپرس

عـاشـقـان مـنـت لـقـمـان و فلاطون نکشند
میکـنـد لـعـل لـبِ یـار شفـای کـه مپرس

دوش در گوشهٔ محراب خمِ ابرویش
بهر وصلش دلِ من کرد دعای که مپرس

بی نیازی ست سجیه همه نازک بدنان
لیک چشمِ تو بما کرد دغای که مپرس

بیدل از ناله مخاموش که آهِ غم تو
جوهرِ حسن مرا داد صفای که مپرس

(6)

ز سوز سینهٔ ارباب انتظار بترس
ز آه نالهٔ اصحاب اضطرار بترس

سلوک رابطهٔ صدق این نبود ولی
ز جوش درد دلِ خسته و نزار بترس

مگو که آتش دردِ دلم زبانه کشد
هلا ز شدت گرمی چنین شرار بترس

قسم بصدمه جلال قلندر است ترا
که از تلاطم غیرت دلِ فگار بترس

اگرچه بیدل در چشم تو حقیر آمد
ز جوشش غم این جان بیقرار بترس



رباعی

یکی است در ره توحید آدم و ابلیس
که هر دو یافت ظهور از تجلی تقدیس
دو گونه کسوت پوشیده شاهد بیرنگ
یکی به تصفیه معلم دگر بصد تدنیس

قطعه

صحبتِ روشندلان آئینه دل را صیقل است
گر میسر نیستت روشن ز جان را شو جلیس
دست گر ندهد ترا هم صحبتِ روشن ز جان
کنج خلوت را گزین و خویش را خود شو انیس

فرد

هوای این ری من سعد را کند منحوس
کزین امید شد از دولت ابد مایوس

فرد

بنازم آن بت زیبای را که رعنا کرد
صنوبر قد خود را بصد هزار لباس



باب الشین

﴿1﴾

نحن اقرب شنو از قرب خدا دور مباش
همچو خفاش ازان جلوهٔ مهجور مباش

ثَمّ وجه الله هر جاست تجلی حسنش
چونکه او عین عیان گشت تو مستور مباش

و هو معکم بتو محبوب هم آغوش شده است
چو مسیحا بتو همدم شد رنجور مباش

افلا تبصر ای بلبل گلزار شهود
چشم دل باز کن و غفلت دستور مباش

وادخلی جنتی از باغ وصالش گل چین
طالبِ روضهٔ جان شیفتهٔ حور مباش

ساغرِ فیض سقا هم چو به دور ست مدام
جام عشرت طلب ای بیدل مخمور مباش

﴿2﴾

قضیهٔ که جهان را بسوخت اجرایش
چه قصه است که پر غصه است فحوایش

وقوع واقعهٔ کربلا چه کرب و بلا است
که زهرهٔ سنگدلان آب شد باصفایش

حدوث حادثهٔ قتل اهل بیت رسول
مصیبتی است که با خون سزا است املایش

هزار لعنت بر ملحدی که از طغیان
به قتل عترت عالی نسب فتد رایش

هزار لعنت بر مرتدی که تیغ کشند
بروی آل پیمبر به حکم و فتوایش

شهِ زمان و زمین و مطاع روح امین
که میوه خلد بخاك آورد تقاضایش

شود به عرصه گهِ بعث و نشه روز جزا
به روسیاهی رسوای خیل اعدایش

بوجه مسفره مستبشره روان گردد
به غرفهای جنان زمرهٔ احبایش

محبت شه شهدا است رهبرت بیدل
براه عشق قدم نه تو با تولایش

﴿3﴾

چنانم می برد از خود خیال رنگ رخسارش
که چون اختر شدم پنهان به پیش اشراق انوارش

مرا در بند غم بودن ز فرحت بهترین باشد
که آزادی نمی خواهد دلی کو شد گرفتارش

کسان را دل شده راغب بسوی جنت الفردوس
مرا در چشم می آید گلی هر خار دیوارش

بدورِ چشم عالم را بدور آورد چون گردون
نیارم گفت تشریحا سخن از چشم عیارش

شبی خون میکند هر شب به اقلیم دل و دینم
به چابکدستی آن شحنهٔ نازِ ستمگارش

اگر یك لحظه دربستان خرامیدان کند آغاز
نگون افتد سهی سروی ز رشكِ حسن و رفتارش

اگر نوشد ز جامِ حالتم یك جرعهٔ زاهد
بمیکدها گرو بینند مستان خرقه دستارش

شکنجِ زلف مشکینش که دام عشق بازان است
اسیری دیده ام صد جان مشتاقان بهر تارش

چو بیدل شد فنا از منطقِ حق در مقال آمد
که سیف حال می بینم سراپا رنگ گفتارش

﴿4﴾

آن مخلص یگانه که خوش بود صحبتش
رفت از جهان بماند بدل داغ حسرتش

مقبول حق غلام محمد که دور زو
خون شد دلم ز سوز غم و درد فرقتش

یا رب دوام باد بحق حبیب تو
فیضان ابرِ رحمت بر خاک تربتش

جانش مدام غرق به بحرِ وصال دار
شادان نما به محویتِ نور وحدتش

شب چار شنبه نوز دهم آخرین جماد
رسته ز قید هستی ۱۲۶۱ھ تاریخ رحلتش

﴿5﴾

یا رب از میخانه عشقم ساغرِ سرشار بخش
سینه لبریز محبت و خاطر بیدار بخش

تا شود آسان سلوك این ره روشن مرا
جذبهٔ کامل و فکر سالم استبصار بخش

سرمهٔ عین الیقین در دیدهٔ حالم بکش
بی حجاب جسم جان را لذتِ دیدار بخش

برزدا باصیقل آمرزشی زنگِ ذنوب
همچو آئینه به لطفِ خود صفا بسیار بخش

سوی خورشید حقیقت جان چو جریا میدود
پرتو فیضم ازان سر جلوهٔ انوار بخش

چست در سیرِ الی الله کن دل فرموده را
در مقامی سیر فی الله قوت استقرار بخش

از انقلاع قلعهٔ اوهام بیدل شد ملول
همتِ تامش بحق حیدر کرار بخش

﴾6﴿

چه چهره است این که دلها میشود روشن ز دیدارش
چه چشم است این که با جان می ستیزد غمزه خونخوارش

دلی کو مطلع نورِ شهادت شد ز ظلمت رست
بجز گفتن تِجلی در ظهور آید ز آثارش

هر آن کو رخت هستی خود به بازارِ فنا برده
شود تجار بیرنگی بصد رغبت خریدارش

تو نیز از منفعت جوی به دکان محبت شین
که تا روز قیامت گرم خواهد ماند بازارش

نظر بازان که از خاکش به مژگان خار و خس چیدند
چمن پیرای باغ دیده شان شد هر خس و خارش

امید و خوف دنیا را به مستی عشق برهم زن
که هر دو سر بود تاوان چه اقبالش چه ادبارش

نخستت باید افشاندن بهمت دست از دارین
چو حلاج از طلب داری دلا معراج بردارش

نسازد سایه شب پنهان فروغ شعله آتش را
نشد فانوس زلفش پرده دار شمع رخسارش

تلالو عشق ربانی چه برق انداخت در دلها
که شد هر ذره چون خورشید نور آگین ز انوارش

چه پرسی قصهٔ صنعان که در رو عشق جانبازی
به بسته کفر زلفِ یار کردن جان به زنارش

طلب در راه وصل او عجب تر جذبهٔ دارد
که سر از پای نشناسد دران مستی طلبگارش

لبِ شیرین نمی دانم چه خواهد کرد با فرهاد
که سیلِ خون شده جاری ز ابر دیده خونبارش

رموزِ نفی و اثبات از فنا گردیده عشقش پرس
که در هر نفی صد اثبات میدارد هوا دارش

به فکرِ آن خیال آخر به محویت رسی بیدل
که جیفه چون بملح افتد نماند هیچ ز آثارش

(7)

یار می گوید که از یادم دمی غافل مباش
در سلوك راه عشقم ساعتی کاهل مباش

گر تو خواهی گوهرِ مقصود در دستم فتد
غوطه زن در بحرِ وحدت مانده بر ساحل مباش

جلوه گر گردد اگر دنیا و عقبیٰ پیش تو
طرفة العین از خیال من بدان مائل مباش

دردِ عشقِ ماست واقع علتِ پندارِ تو
جز بدردِ عاشقی از درگهم سائل مباش

حسن ما چون جلوه آغازد به شکل مه وشان
عین معنی دان تو صورت را هلا جاهل مباش

صورتِ زیبای کت بیخود کند دیدار او
با خود از ذوقِ تصور جلوه اش شاغل مباش

نیک نامی را چه سازی عاشقِ رندانه شو
تن نۀ بیدل عبث در وهم بی حاصل مباش

﴿8﴾

گل اندامی که رضوانِ تجلی بود بستانش
صبا با صد جفا طی می کند راهِ گلستانش

بریدِ صبحدم مکتوب ما گر وا برد سویش
ز خونِ دیدۀ عشاق سازم مهر عنوانش

گر افتد سایۀ شمشیر جبرش بر زمین باری
ز خون صد جو روان گردد ز خاکِ فرش میدانش

بجولان آید ار چابك سوارِ من گزر گاهش
بساطِ کربلا گردد ز دورِ چشم فتانش

چه ،ی پرسی ز پر کارش کز استقبال حمله او
سر از تن خود جدا گردد ز بیم زخم جولانش

از آن وقتی که سینهٔ ما سزای فتح بابش شد
به دل به نشست تا سوفار تیرِ پلك مژگانش

سر از جیبِ وفا بیدل مکش گر خود زند [بیغت؟]
که خونِ عاشقان گیرد بوقتِ نشر دامانش

﴿9﴾

بسکه خونریزیست کارِ غمزهٔ نائوك زنش
خون عشاق از ازل کردند طوق گردنش

بر مزارم گر کند ار آرد بآن شوخی و ناز
وا زند خاكِ خمیرم دست دل در دامنش

یا رب این مجنون که شد مقتول آن چشمِ سیاه
جز بخاکِ کوچهٔ لیلی مبادا مدفنش

گر بدست آرد کمان ابرو بقصدِ صیدِ دل
کی توان ماندن ز زخم تیر مژگان ایمنش

آهوی وحشی که هم از سایه خود دارد فرار
میتوان تسخیر کرده با کمندِ باطنش

بیت ابرویش نتابد گفتهٔ تشریح ما
این معما نیست مکشوفی مگر بر ما تنش

عنصرِ پاکش بعالم پرتوِ رحمت فگند
گوئیا خود سورتِ نور است آیاتِ نقش

بیدل از شوقِ وصال تست سر بر آستان
ای حریمِ خلوتِ خاص تو بادا منکنش



رباعی اول

غم نهانم که گشت پیدا ز جوش عشق است اشتهارش
عشیق مسکین چه حیله سازد که دل گذشته ز اختیارش
بیاض عارض سمن عذاران سواد چشمم بشست چندان
چو زار گریم شوند خندان که هین به بیند این شعارش

رباعی دوم

بهـر کـجـا کـه بیـامد بتـاخـت شبدیـزش
دلـی نـمـانـد سلامـت ز غـمـزه خونـریـزش
بـطـرزِ دیـگـر امـروز میـکـنـد جـولان
بـخیـر بـاد شبیـخـون فتـنـه انـگیـزش

رباعی سوم

هـر کـس کـه کـنـد ثنـای صدیق
نسبـتِ بـه خـروج میـکـنـندش
و آن کـو اسـت مـدیـح شـاه مـردان
بـا تهـمـت رفـض میـزنـندش

رباعی چهارم

یـا رب بـکـبـریـای ظـهـورِ جـمـال خـویـش
بـا آن حبیـب مـظـهـر نـورِ کـمـال خـویـش
مـارا و دوسـتـدار مـرا بـهـرور بـسـاز
از عشـق لا یـزال لـقـا و وصـال خـویـش

رباعی پنجم

یـا رب مـرا ز قـیـد انیـت نـجـات بـخـش
جـان را بـه اتـحـاد هـویـت حیات بـخـش
تـا کـی حـبـاب وار ز پـنـدار دم زنـم
مـحـوّیـتـم بـه قـلـزم زخّـار ذات بـخـش

رباعی ششم

بیـا و دامـن دل گیـر رو بـره میبـاش
بـصـدق پیـر و آن خـمـسـه طـاهـره میباش
مـدیـح خـلـفـا اربـعـه مـحـب آل رسـول
فـدای نـام آئـمـه دوازده میبـاش

رباعی هفتم

ای فلان کش پنبهٔ غفلت ز گوش بخت خویش
زود تر زین و رطهٔ هایل برون بُر رخت خویش
تو چه شاهِ خفتهٔ کو خویش را بیند بخواب
در بدر دریوزه گر غمگین ز هجرِ تخت خویش

فرد

تجلی میکند از هر طرف حسنِ جهانگیرش
بچشمِ پاکبازان شدیکی معنی و تصویرش



باب الصاد

﴿1﴾

ای جمال نبوی را رخت آئینه خاص
دل دریا صفتت مخزن سرّ اخلاص

قلزم وحدت تا موج وجودی بر زد
چون تو نا دیده دگر عالی همت غوّاص

نور اجلال تو گر رو به ظهوری بنهد
گردد از مهر تو ذرّات دو عالم رقّاص

دارم امید که اکسیر نگاهِ کرمت
زر کند خاك مرا گرچه نگشت است رصاص

خبث اوهام مرا ره زد زان فیض ظهور
جز مدد خاص ازین سوء قضا نیست خلاص

آن قدر مست کن از بادۂ توحید مرا
کز نظر فکر شود رفع تعیّن اشخاص

حضرتِ شاہ شکر گنج شہِ قطب مدار
غوث اغواث زمان سرور دین خاص الخاص

وہم پندار دوی کرد مقید جان را
بیدل از درگہ تو دارد امید مناص

﴿2﴾

سالکی کز ہر کدورت شد دل صافش خلاص
ثم وجہ اللہ کن از قید اطرافش خلاص

کُل شیءٍ ھُو چو گردد رہ نشینِ خاطرش
ذات واحد سازد از تعداد اوصافش خلاص

حال عارف آئینہ ماضی و مستقبل بود
کرد رویت از گمان اسلاف و اخلافش خلاص

عکس لطف و قهر حق داند همه طرح و فرح
میکند عرفان ز وهمِ جور و انصافش خلاص

گفتن انی انا الله از دوی نرهاندت
کی نماید مرد را از بند تن لافش خلاص

حُفَّتِ الجَنَّة بما یُکره یقین دان ای ظریف
کز جهنم نفس را میسازد اعفافش خلاص

نیست در خلوت سرای بیخودی بیدل مقال
اهل دل را کی کند از هستی الجافش خلاص



رباعی

کسی که گوش نموده ترانهٔ اخلاص
کشد صبوح ز ساغر شبانهٔ اخلاص
به بارگاه حقیقت بیافت بار آخر
کسی که کشته عُکوف آستانهٔ اخلاص

فرد

بدریای حقیقت گر شوی مستغرق ای زاهد
بدستِ همتِ تو آید آن گوهر یگانهٔ خاص
[این مصرعه بر حاشیه نوشته شده است]
کمالِ نخوت و ناموس تو یکره شود ناقص



باب الضاد

﴿1﴾

هر که از پیمانهٔ وحدت کشد صهبای فیض
زود تر گردد دلش مستغرق دریای فیض

تنگنای مذهب آمد محبس صاحبدلان
وسعتِ مشرب بود در عرصهٔ پنهای فیض

نکهتِ وحدت وجود آید ز گفتارِ ولی
نافهٔ توحید دارد آهوی صحرای فیض

هر که از خود شد تهی داند که می باشد یقین
نشهٔ منصوری اندر بادهٔ مینای فیض

در تفکر کوش کآخر افتدت وقتی بکف
از تهِ دریای فکرت لولو لالای فیض

گرچه سبحانی ز بسطامی بحالت سر زده
زین قدر بس بیش باشد عز و استغنای فیض

بیدل از شاهِ نجف سرمایهٔ عرفان طلب
کآستانِ حضرتش تا محشر آمد جای فیض

﴿2﴾

اهلِ دل را هیچ با تاویل و برهان نیست غرض
غرق دریا راه بره جستن بیابان نیست غرض

ماهرانِ مَنْ عَرَفَ از عشق صورت فارغند
عاشقِ خود را به حسنِ ماه کنعان نیست غرض

هر که نه بناشند به نورِ وجد نارِ وهم را
روح پاکش را به عیش روضه رضوان نیست غرض

دل چو محوِ فکر شد حاجت به دلق کهنه نیست
چون جنون بگرفت پس چاك گریبان نیست غرض

عشق مستغنی است ز استمداد عقلِ نکته دان
طالبِ حلّاج را با پند نعمان نیست غرض

هر که بیند حسن یکتا را ز هرِ آئینه
پس و را با فرق بی دین و مسلمان نیست غرض

کشورِ دل چون بعشقِ لم یزل معمور شد
با علّو اسکندر و ملك سلیمان نیست غرض

بیدل اندر مستی حالت بپرداز از خرد
محو هو را با حفاظت کفر و ایمان نیست غرض



رباعی

رنگهای مختلف سر زد ز بیرنگی ذات
در حقیقت نیست فرق اندر میانِ سود و بیض
نسخهٔ وحدت وجود آمد مجرّب در شفا
حکم حکمای حقیقت این است به پذیرای مریض

فرد

چو صبغة الله منظور چشم جان گردد
نیاید اندر چشمِ سرت سواد و بیاض



باب الطاء

﴿1﴾

عیش پاینده چه جوی تو درین کهنه رباط
کس ازین میکده دانم نکشد جام نشاط

کس نخفته است برین بستر آسوده دمی
که نه بیهوش خراشیده شد از خار میاط

خواب راحت ندهد دست درین مهد ترا
زانکه خار است بجا حشو درین بزم بساط

عامه اش گلشن خوانند خواهش گلخن
جانش مقراض بنامید جهانش مخیاط

متکای طربِ روح تو مسند عرش است
سر بر آور تو ازین بالش اندوه مناط

گـــر عـــروسِ دنـوی بـفـــریـــب افـــروزد
عـــارف از جـادهٔ تـقــوی نـنـمـایـد افـــراط

استـــوارا نـــه قـدم نـــه بـطـریـقـت بیـدل
خـاصـه راهـی کـه بود بر سر دوزخ چو صراط

﴿2﴾

خـاکسارانه غمِ عشقش طلب می کن فقط
کشتـی دل را میـانِ بـحـر فـکـر افگن فقط

مـنـعـمـان در مـلـك دنیـا کـامرانی میکنند
تـو بهـمـت آرزوی خـویـش را بشـکن فقط

عـابدان و زاهدان صد گون ریاضت میکنند
تـو درخـتِ هستی خـود را ز بن بر کن فقط

نـوبـتِ سـلـطـانی و طبـلِ شهانی گو مباش
نـوبـتِ درویشـی و طبـلِ فـنـا مـی زن فقط

گر تو خواهی محو آثارِ حدوث اندر قدم
از رخ واجب بر افگن پردهٔ ممکن فقط

تا مشاهدهٔ کنی انوار عزت کبریا
موسی آسا پا بنه در وادی ایمن فقط

تا ز قول و فعلت آثار هویّت سرزند
بیدل اندر عشق هو کن ترک ما و من فقط



رباعی

عاشقانه با رخِ چون ماه می دار اختلاط
میوه دیدار از درختِ حسن می ساز التقاط
تابعِ پیرِ طریقت شو بجان و دل مدام
پا منه اندر طریقِ معرفت بی احتیاط

فرد

در کدورتهای کثرت شو به وحدت آشنا
تا نگردد فکرتِ پاکت به دنیا مختلط



باب الظاء

﴿1﴾

بزیرِ خاک جا کردی بهر جایت خدا حافظ
غلامِ احمدی بادت محمد مصطفی حافظ

رهِ نادیده سر کردی به تنهای متاعت را
ز شرِّ رهزنان بادا علی المرتضیٰ حافظ

مذاقِ روح تو شیرین ز شربت جام عرفان باد
ز تلخی های غم بادات حسن المجتبیٰ حافظ

به سوی عالمِ ارواح زینجا کردهٔ رحلت
ز هر کرب و بلات ای جان شهیدِ کربلا حافظ

بدرویشی بسر بردی حیات مستعارِ خود
بهر سختیت بادا همت آلِ عبا حافظ

ز پـا افـگـنـد مـارا مـحـنـت دوری و مهـجوری
تـرا ای جـان شـهِ بـغـداد تـاج الاولیـا حـافـظ

نیـارد بیـدل مسـکیـن بجـز فـاتحـه فـرستـادن
دعـای دوسـتـان بـادت ز هـر رنـج و عـنـا حـافـظ

﴿2﴾

ز زخـمِ چشـم بـد بیـنـان جمـالـت را خـدا حـافـظ
کـمـالـت را ز نـقـصـان هـا نبی خیـر الـورا حـافـظ

بـه میـدانِ سـرافـرازی دلیـر و عـاشق اندازی
عـلـوِّ اقـتـدارات را عـلـیّ الـمـرتـضیٰ حـافـظ

ز جـامِ حسـرتِ دوری هـلاهـل میـکشم لیـکن
ز تـلـخـی هـا زمـانـت بـاد حسن المجتبیٰ حافظ

سـر از تـن شـد جـدا عشّـاق را از خـنجـرِ نـازت
خـدنگ خـونـفشـانـت را شـهیـد کـربلا حـافـظ

باب العین

﴿1﴾

طالبِ افسرده را در جوش می آرد سماع
دل سراپا درد را مدهوش میدارد سماع

از نسیمِ صبح در جنبش نیاید چوب خشك
تخم عشق اندر دلِ منکر نمی کارد سماع

متحد سازد خیالِ منشعب را لحن عشق
پای لغزش خورده را در ره بیفشارد سماع

مار را زهریست حاصل زو صدف را گوهری
قطرهای فیض چون نیسان همی بارد سماع

زاهدِ خود بین سماع صوفیان را خواند لهو
آدمِ بی درد را حیوان انگارد سماع

رباعی

سـالکی کـو شـده از فتـنـهٔ هستی محفوظ
در شهـود سـت بـه بـالای و پستی محفوظ
اول از هستـی بـگستـه بـه مستی پیوسـت
عـاقبـت شد دلش ز هستی و مستی محفوظ

فرد

از بهـارِ ثـمّ وجـه اللـه گـلِ نـظـاره چیـن
ورنـه از تـرتیـل آیـاتِ کـلام اللـه چـه حظ



چو بیدل گرچه مظلوم از جفای شوخی آن چشمم
دلِ نا مهربانت را ز غم زین العبا حافظ

﴿3﴾

به قد چون الفی راستی خدا حافظ
بروی چون مه ناکاستی خدا حافظ

عروس حسن و صفا را که رشك خورشید است
به حلیه نا زیبا راستی خدا حافظ

به بزم سوختگانت به عزم رقص امشب
به آتشین رخ برخاستی خدا حافظ

به نیم غمزه ربودی ز عاشقان دل و دین
چه قسم شاهد رعنا ستی خدا حافظ

مرو تو بیدل از خاك آستانهٔ عشق
براه نیکی برپا ستی خدا حافظ



زان سبب معراج خاصان شد که وقتِ های هوی
هستی موهوم را معدوم بشمارد سماع

هر که دارد یاد لحناتِ فرح بخش بهشت
بیدل او را بر کنار از وجد نگذارد سماع

﴿2﴾

هلا بکوش و بدست آر خاطرِ مجموع
که تا مناطق لا یسمعت شود مسموع

شکن به قوتِ روحانی این طلسم خیال
باذن حیدر این قلعه را بکن مقلوع

هر آنچه گردد مکشوف بر دلِ عارف
ز جان منکر محجوب می بود ممنوع

هر آنکه جلوهٔ صنعش ز صانع آگه کرد
ز صانعی نشود ملتفت سوی مصنوع

به طوق لعنت موسوم شد به مردودی
بتاج رحمت با مقبلی شد مرفوع

وگرنه هر دو جلال و جمال عشق بود
که گشته شهره به توصیف ماشی و مصروع

تو جزو را به کُل آمیز و خوش نشین بیدل
یقین بدان که یگانه است راجع و مرجوع



رباعی
خطرهٔ هستی موهوم ز خلوتگهِ دل
تا توانی تو به اثبات عدم میکن دفع
فکر همه اوست شب و روز همی بند مدام
تا حجابِ دوی از عین یقین گردد رفع

فرد
چون دلِ عاشق و معشوق یکی بود در اصل
جمع شد طینت پروانه به خاکستر شمع



باب الغین

﴿1﴾

نحن اقرب گوش کردی همچنان دوری دریغ
و هو معکم گفت محبوب و تو مهجوری دریغ

شد حجاب از جلوهٔ احدیت عقل دو بین
بی نصیب از ذوق وجد و حال منصوری دریغ

همچو اسد الله بر آور خیبرِ خطرات را
عسکرِ اوهام را هر لحظ مقهوری دریغ

نیستی و اشکستگی مرغوب طبعِ تو نشد
از شرابِ هستی و پندار مخموری دریغ

جلوه حسنِ ثم وجه الله زهر سو رخ نمود
شش جهت آئینه شد اما تو بی نوری دریغ

عشق مولی را گزین بر شوق نعمت های خلد
جهد ساز از آرزوی جنت و حوری دریغ

بیدل از خود دور شو تا قرب یابی در حضور
بین که در چندین حجاب از عشق مستوری دریغ

(2)

سوی عدم چو پیرِ طریقت دهد سراغ
از فکر بر فروز به دهلیز دل چراغ

چندان بنوش بادهٔ محویت و فنا
کز وهم صحو هست تهی گردد ت دماغ

چون جعل از چه جای بسر کین نموده ای
مانند عندلیب بکن میل سوی باغ

چون باز در هوای تنزّه کشای بال
چندان مساز میل به مردار همچو زاغ

از تنگنای کثرت بر نه قدم برون
سیرِ عروج سر بکن اندر کشاده راغ

در خم هو به جوشش آر این خیال را
تا فکر تو به صبغه فنا یابد انصباغ

بیدل تو باش مشتغل از تن به دل مدام
تا یابی از توّهم پندار انفراغ



رباعی

بگو ای سالکِ ره رو که تا گردی ز خود فارغ
چو از خود رسته گردی باشی از هر نیك و بد فارغ
چو خورشیدِ حقیقت جلوه گر گردد به چشمِ جان
به احدّیت رسی باشی ز ایهامِ عدد فارغ

فرد

وجود واحد بنمود رخ ز هر مظهر
بهانه است مسلمان و گبرو ترسا و نغ



باب الفاء

﴿1﴾

بسکه بشگفت است گلهای بهار از هر طرف
جلوه گر بنمود نقشِ خود نگار از هر طرف

ثم وجه الله بشارت میدهد عشاق را
چونکه بنموده جمال خویش یار از هر طرف

طوق دارِ شوق چون بلبل شدند اهلِ نظر
بسکه رعنا گشته سروِ گل عذار از هر طرف

بهر دیدارِ ظهورِ حسنِ هر جای بماند
عاشقِ جان بر لب اندر انتظار از هر طرف

مهوشان از ناز مستی با لبِ خندان چو گل
چشم مشتاقان چو نیسان اشکبار از هر طرف

چون نقاب از چهرهٔ شاهد حقیقت بر فتاد
میشود محجوب بیچون چشم چار از هر طرف

گفت هل فی الدار غیری شبلی صاحب کمال
بیدل از دی بگسل و بین نو بهار از هر طرف

﴿2﴾

چون تو اسیرِ خودی هیچ ز عرفان ملاف
بستهٔ نیك و بدی چند ز وجدان ملاف

رمز فنا کسب کن بیخ خودی را بکن
ورنه به پندار تن هرزه زن طغیان ملاف

چونکه ترا ساز نیست محرمی راز نیست
غنچه دلت باز نیست چون گل خندان ملاف

محرم اسرار باش طالب دیدار باش
از خود بیزار باش بیهوده چندان ملاف

عارف جانی نه ای محو معانی نه ای
تا که تو فانی نه ای از ره صنعان ملاف

عالم عابد شدی صالح زاهد شدی
از خودتا تو نه بیخود شدی زان رخ رخشان ملاف

عاشق شیدانه ای بیدل رسوانه ای
تا تو زلیخانه ای از مه کنعان ملاف

﴿3﴾

ای شیخ پارسا شده موی سرِ تو برف
معلوم نیستت ز سرائر شهود حرف

یکدم غریق بحر معانی نمیشوی
شد منطق و بیان تو آثار نحو و صرف

کن لوح سینه پاک ز ارقام وسوسه
خود را ز خود رهای تو باهمت شگرف

سر باز و سرفراز چو یابی کلاه عشق
مظروف را شناس چو سنگی زدی بظرف

گر بادۀ ز ساغر منصور میکشی
بینی جمال لم یزلِ هو ز چار طرف

گر پائمال سطوتِ معشوق شد سرم
کافی است بهر دل شده این قدر عزّ و شرف

بیدل حباب کثرت بشکن به همتی
وین قطره را تو مختلطی کن به بحر ژرف



رباعی

بشنو کلام پیر طریقت شهِ نجف
کارشاد میکند گم شده را به من عرف
نیسان فیض قطره کرامت عطیه کرد
تا گوهرش کند دل مشتاق چون صدف

فرد

اگرچه تذکرۀ ابلیس و مشرکان است درو
بصدق بوسه زند مرد دین بسر مصحف



باب القاف

﴿1﴾

سنگ را گوهر بنماید عشق
ذره را محور بنماید عشق

آن دلی را که شود مطلع او
ز آفتاب انور بنماید عشق

قطره را باز به بحرِ وحدت
زود تر ماهر بنماید عشق

بی نوا را که ندارد زر و زور
صاحبِ افسر بنماید عشق

گمرهی را به یکی طرفه چشم
هادی و رهبر بنماید عشق

برسرِ لشکر خطرات
حمله چون حیدر بنماید عشق

گرچه روئین است حصار پندار
قلع این خیبر بنماید عشق

نامۀ حال اگرچه است سیاه
شستن این دفتر بنماید عشق

بیدل از مقدم او گشته دلیر
سست را صفدر بنماید عشق

﴿2﴾

دوش با من گفت یارم نوش کن یک جام عشق
تا به فهمی رمز نازم را تمام ای خام عشق

نیک نامی داردت محروم از دیدار من
ذوقِ وصل ما بیابی گر شوی بدنام عشق

سر بباز اندر رهِ ما هر چه باشد گو بباش
بگسل از ناموس و ننگ و گوش کن پیغام عشق

جلوۂ نورِ الٰهی صورتِ ما را شناس
وسوسه مشنو بجان و دل پذیر الهام عشق

همچو صنعان ساغرِ رندی و عشق از کف منه
از حضیض عقل بالا پر به اوج بام عشق

زلفِ ما دام است بهر مرغ جانِ عاشقان
گر خلاص از جسم خواهی شو اسیرِ دام عشق

پیش ما بیدل چو میّت در کفِ غسّال باش
ترک کن کام دو عالم تا بیابی کام عشق

﴿3﴾

چون سر کشد ز افق دلت آفتاب عشق
برفِ عقول را بکند آب تاب عشق

نار و خزاینِ دنیوی را در التفات
هر کو شد از الست نصیبش نصاب عشق

شـاهـان مـعـنوی و سلاطین ملك دل
سر خـود نهـاده اند بـه خـاكِ جناب عشق

سبحـانی و انـا الحق و انی انا الله است
لحنِ بدیع و نغمـه دلکـش رباب عشق

از عـالـمِ شهـود سـوی غیـب کـوچ کـرد
جانی کـه باریافت بـه بزمِ خطاب عشق

معمور شد بـه معـرفـتِ پـاك ذوالجلال
آن دل کـه شـد بلطف الٰهی خـراب عشق

بیدل فـروگـداز قیـاسِ دوی و بـگیـر
در سر خـمـار وحدت محض از شراب عشق

﴿4﴾

تجلی وحدتِ مطلق ولی الله علی برحق
کند حُجبِ دوی را شق ولی الله علی برحق

محیطِ ذات را گـوهـر سمـای فیض را اختر
رخش انـور ز ماه و خور ولی الله علی برحق

کلیدِ گنجِ لاهوتی فتوحِ بابِ باهوتی
علیمِ سرِّ هاهوتی ولی الله علی برحق

به خمسه طیبه شمرش به خلفا اربعه نگرش
ببین هم داخل عشرش ولی الله علی برحق

ائمه دین پیغمبر دوازده تن ز جان بهتر
نخستین شان بود حیدر ولی الله علی برحق

محبِ شاهِ مردان شو مریدِ شیرِ یزدان شو
چو بیدل بنده ایشان شو ولی الله علی برحق



رباعی اول

بخویش بین نرسد زینهار منصب عشق
که نفی ماست نخستین شرط مذهب عشق
لب از مباحثهٔ مذهب به بند تا آید
به گوش هوش تو غوغای بزم مشرب عشق

رباعی دوم

ز مطرب شنو نغمهای انا الحق
بزن بی زبان نعرهای انا الحق
چو حق الیقین گردد از هر بُنِ مُو
به گوشِ تو آید صدای انا الحق

فرد

چرا مطالعه سازی کتاب کنز و دقائق
به نوش از قدحِ هو شراب رمز حقائق



باب الكاف

﴿1﴾

مظهرِ نورِ تجلی شاهد پاك است خاك
لائق خلعت لعمرك و تاج لولاك است خاك

نكتهٔ خمرت شد طغرای منشور عزتش
زان سبب با تیرگی مسجود املاك است خاك

صورتِ او منكدر معناش نورِ سرمدی
مخزنِ سرِّ ازل او آئینه ادراك است خاك

در طریقِ سیر فی الله پای دِر گل ماند چرخ
در رهِ عشق و محبت چست و چالاك است خاك

جامع اوصاف عالم علوی و ملا العلا است
منتخب اوراق كرسی و عرش و افلاك است خاك

داد انا خیرٌ گواهی بر کمالِ عُجب نار
از علامت عشق ورزی پیرهن چاک است خاک

رمز علّم آدم الاسماءَ بیدل گوشدار
دان که نکاتِ حقائق را چه درّاک است خاک

﴿2﴾

خاطرِ عشاق را از گردشِ دوران چه باک
گنبذِ افلاک را از بارشِ باران چه باک

هر که چون منصور از دارین دست افشان شده
از سیاست شرعش و از سطوتِ نعمان چه باک

مرد وحدت کیش از کثرت نیفتد در حجاب
بط سبک پرواز را از جوشِ طوفان چه باک

هر که از خود رست شد ایمن ز خطراتِ دوی
محوِ واجب را دگر از فتنهٔ امکان چه باک

چون بعالم نیست موجودی بجز هستی حق
مرد عارف را ز فرطِ بغض نا معتقدان چه باك

هر که کُشت آتش هو ها را بسیلابِ فنا
پس وُرا از طیش تابِ درگهِ نیران چه باك

هر که محرابِ نمازِ او شده عین الیقین
بیدل او را از انحراف از قبلهٔ ایمان چه باك

﴿3﴾

ای دل از این و آن میفت بشك
اینما کنت دان که و هو معك

غیر حق هیچ نیست جلوه گری
او زمین او سما و مُلك و مَلك

اوست مُلا وا اوست منصوری
اوست مرهم همو است ریش و نمك

اوست نار و هوا و آب و تراب
اوست عرش و ثری و سماك و سمك

هستی اوست واجب و مطلق
حرف امکان و قید را کن حك

ذات واحد صفات متعدد
سوی اصل است مرجع هریك

گه بشکلِ رسل ظهور کند
گه بر آید بصورتِ مشرك

عارف این هر دو مختلف را دید
از تحیر بگفت سبحانك

ذاتش از آئینه جلال و جمال
رو نموده بشکل ورد و حسك

چون جمال و جلال حق بینی
محترز شو ز لغزش ای سالك

دیو دید اَعُوذُ بِنْكَ بگو
پیش احمد بگو اَعُوذُبِكَ

بحقیقت چو بنگری بیدل
محو گردد لکوك اندر یك



رباعی

نفی ز اثبات او مائیم لا شك
بکلّی مات او مائیم لا شك
چه می گویم که در وحدت وجودی
سراپا ذات او مائیم لا شك

فرد

موسیٰ و فرعون در معنی ندارند امتیاز
متّصف شد صورتش بادین و هیئت او به شرك



باب اللام

﴿1﴾

نوبهار آمد هویدا شد از و آثارِ گل
صحن بستان پرتو نو یافت از انوارِ گل

گل زغنچه سر بر آورد و فغان زد عندلیب
کشف شد مرغ چمن را گوئیا اسرارِ گل

عشق بازان را سرِ سیر گلستان هرزه نیست
غنچۂ دل را کشایش میدهد دیدارِ گل

بلبل مسکین که از شوق رخ گل میطپید
نعل در آتش بماند از گرمی بازارِ گل

مسکنِ معشوق را دلداده می سازد طواف
کامد اندر چشم شوقش خار آن دیوارِ گل

نرگس و سنبل و سمن شد سرو قدش را طراز
چشم مخمورش گل زلفش گل و رخسارِ گل

شکر ایزد را که بعد از فرط آسیبِ خزان
خاطر غمدیده را شد مونس و غمخوارِ گل

قلقل مینای ابر از دست ساقی بهار
بلبلان را مست کرد از ساغر سرشارِ گل

زاهدا میکش بیادِ نو عروسانِ چمن
خار در چشم تو بادا گر کنی انکارِ گل

همچو بو در برگ گل مخفی ست ذات اندر صفات
راز الانسان سری میکند اظهار گل

تا مشامِ جان رد بو از بهار بی خودی
زان سبب آورد بیدل در غزل تکرارِ گل

(2)

آمد بهار رفت غمِ انتظار گل
یارب همیشه باد زمان بهار گل

میگفت عندلیب به بزم چمن بلند
صبر از دلم ربود سکون و قرار گل

اسم و صفت ز ذات نشان می دهد به بین
کز جلوه آن بهار شگفت این هزار گل

جامِ جهان نماستِ ظهورِ مبارکش
با جم رسید دولتِ عزّ و وقار گل

موسیچه صوفیانه به وجد آمده ز شوق
تنها نه بلبل است عشیق عذار گل

دل مست بوی کشت چو از رنگ چشم ست
خار مجاز سوخت حقیقت شرار گل

در موسم بهار بنوشم شراب وجد
کین زهد خشک میکندم شرمسار گل

بر تخت ناز شست چو آن خسرِو چمن
نیسان کند خزینۀ گوهر نثار گل

بیرنگ شد ظهور کن از رنگ کفر و دین
بیدل بهار گشت نمایان ز خار گل

(3)

گر نه از تو تافتی بر خاک انوارِ جمال
کی بدیدی جان زین صورت آثارِ جمال

میل دل سوی تعیّن بهر حسنِ مطلق است
پیش عارف شد همه چیز آئینه دار جمال

گنج پنهان بود ذاتِ پاک تو بهر ظهور
مشت خاک تیره شد گنجینه اسرارِ جمال

گلبنِ عمر و جوانی سر و بالای مرا
تازه ساز ای نزهتی بخشای گلزارِ جمال

صرصرِ سقم از گل بدنش که جانِ بیدل است
دور داروده طراوت نو به گلنارِ جمال



رباعی اول

از دلت تا نشود حبِّ ریاست زایل
کی شود رفع ز پیش تو حجاب و حائل
نفس چون ابنِ زیادت به ضلالت فگند
گرچه عمرو است ترا دل به سوی ری مائل

رباعی دوم

فاضل شدن آسان است و سالك شدن است مشکل
بر مملکتِ دلها مالك شدن است مشکل
سهل آمد فهمیدن تشریح الٰهیات
در وحدت وجه الله هالك شدن است مشکل

رباعی سوم

سُنّی شدن آسان است صوفی شدن است مشکل
بر تن زدن است آسان بر جان زدن است مشکل
تحصیل علومِ دین سهل است اگر خواهی
فهمیدن یك نکتهٔ علم لدُن است مشکل

رباعی چهارم

رب ارنی میزند هر دم کلیمِ طورِ دل
جان حیاتِ طیّبه یابد ز نفخِ صور دل
گفت پیغمبر غَلَبَ نُوری به صدّیقِ عتیق
زان که نورِ عرش چون عکس است و اصلش نورِ دل

قطعه

بندهٔ عشق استِ حسنم
مذهبِ ماست اتحاد حلول
جبر خود سنتِ جماعت ماست
قدر را کرده ام به جان قبول

فرد اول

بـر بـود نـاز آن بـت طـنّـاز بـی مثـل
دنیـا ز اهـلِ دنیـا دلهـا ز اهـلِ دل

فرد دوم

صحبتِ شاهان چو شهد و نفس ما همچون مگس
هستش آسان اندر افتادن برون جستن محال

فرد سوم

هُوَ الُمَلاء المنصور فالآن
لقد رُفِعَ التنازعُ والجدال

فرد چهارم

خواست که چشم افگند برزخ زیبای خویش
جلوۀ حسنش بدید ز آئینۀ آب و گل



باب المیم

﴿1﴾

من نمی دانم که این جا از کجا افتاده ایم
این قدر دانم که در دامِ بلا افتاده ایم

پیش زین بودیم سر خوش از می بسط و فرح
این زمان در محفلِ قبض و عنا افتاده ایم

در هوای عالمِ تقدیس بودم بال زن
در قفس تلوین این جا مبتلا افتاده ایم

ذوق اُنس قدس کی گردد فراموش از دلم
گرچه زان راهِ صواب اندر خطا افتاده ایم

کشورِ توحید را جز ذات من سلطان نبود
بیدل اندر ملك کثرت بینوا افتاده ایم

﴿2﴾

من که با جان خاکسار توام
بندۀ لطف بی شمار توام

چون قرارم نمی رسد دانم
بستۀ زلف بیقرار توام

شکر یزدان بهر مسا و صباح
که بدین لاغری شکار توام

گرچه دورم ز محفلِ دیدار
حمد لله در انتظار توام

چون برستم ز اختیار وجود
با دل و جان در اختیار توام

چونکه پرداختم ز کار جهان
خاکسارانه جان نثار توام

جام عشق و محبتم نوشان
که چنین تشنه آشکار توام

شاید از تو رسد دلم به قرار
که بدین سان در اضطرار توام

هفت اقلیم نیست مطبوعم
سر ارادت سوی دیار توام

من ننازم بدی هنر که کنون
مادح عزّ و اقتدار توام

یکن از جذب لطف تو صد شکر
که بدین کاهلی بکار توام

دل بداغِ غمت نشان مند است
شایق سیر لاله زار توام

تا کنی به سلمم به عطش کثیر
تشنهٔ آب ذوالفقار توام

دستگیر ای مدد دهِ جانها
که چنان بیکس و نزار توام

دست بگشاده در دعا دایم
آخر ای باغبان چنار توام

بلبل آسا درین قفس شب و روز
گوش بر مژدهٔ بهار توام

لاله مانند در حدیقهٔ درد
ای گلِ حسن داغ دار توام

دل نه بندم بحسنِ هر خوش رنگ
عاشق درّ شاهوار توام

خلعتِ خسروی نمی خواهم
خاک آلوده از غبار توام

اندرین غار تن به صدق تمام
حلقه در گوش یار غار توام

طالبِ فیض حضرت فاروق
تا ابد منتِ گذار توام

بندهٔ خَلق و خُلق ذی النورین
صید فتراك شهسوار توام

قصه کم جان بلب رسید مرا
که همان نا بکار بار توام

بلبل آسا حزین بیدل مست
شیفتهٔ دیدار گلعذار توام

﴿3﴾

مظهرِ ذاتِ خدای به جلال تو قسم
مطلعِ نور صفای به جمالِ تو قسم

محو بودن به خیالِ رخ تو مقصد ماست
زانکه سر جلوه بقای به خیال تو قسم

به چنین نکته سرای به یقین دانستم
که حیاتِ دل مای به زلالِ تو قسم

خم ابروی تو مانند هلال عید است
ماه انگشت نمای به هلالِ تو قسم

زود دریاب خدا را که رسیده است بلب
جان بیدل ز جدای به وصال تو قسم

﴿4﴾

سرّ حق را خاک مخزن دیده ام
گنج در ویران مبرهن دیده ام

آفتاب و سایه باهم کس ندید
زلف مشکین و روی روشن دیده ام

بلبلان سوی گلستان میپرند
ما درونِ خویش گلشن دیده ام

تا زداید زنگ راز آئینه دل
ذکر را صیقل میقن دیده ام

عاکفِ خلوت سرای نیست را
ز آفتِ خطرات ایمن دیده ام

تابشِ خورشید در هر ذره ایست
حق به ملا و برهمن دیده ام

بیدل اندر مامنِ وحدت در ای
کین عجب ماوی و مسکن دیده ام

﴿5﴾

بی تو ای مونس جان بسکه پریشان شده ام
سر سودا زده و دیدۀ حیران شده ام

کرده بادِ صفتم بی سر بی پا غلطان
که سراسیمه مثل سر به بیابان شده ام

دامنِ وصل تو تا رفت برون از دستم
در غمِ فرقت تو چاك گریبان شده ام

تو شهٔ جان حزین بود حضور تو مدام
تا تو پنهان شدهٔ بی سر و سامان شده ام

تا در آتش غم هجران تو شد مسکن جان
دل تپان ناله کنان سینهٔ بریان شده ام

عاشقِ بیدل سر گشتهٔ وادی حسرت
هر نفس نعره زنان از غم حرمان شده ام

﴿6﴾

در تمدح خلفاء اربعه که تذکرهٔ آنها موجبِ نزولِ رحمت است رضی الله عنهم

بحر معنی از باد عشق اول به موج آمد تمام
کرد زان معنی ظهوری صورت خیر الانام

صورتش روشن چو قرص بدر و پیرا مون او
شد نجوم اصحاب کرّامش بعزّ و احترام

از همه بگزیده تر روشندلان صافی ضمیر
چار خلفا خاصگان بزم نورانی نظام

اولین بوبکر صدیق و عتیق و محو عشق
یار غار دوست حق پروانه شمع همام

حق چو صَدَّقَ گفت بالحسنی بشانش و مصطفیٰ
میّتٌ یمشی علی الارضش بخواند اندر کلام

پرتو صدیقیت بگرفت شمع جان او
چونکه بیرون رفته از پندار هستی چون ظلام

آن دگر فیاض عالم صاحب عدل و عطا
همچو دل فاروق حق و باطل و عالی مقام

با اشداء علی الکفار یزدانش ستود
احمد از حق خواسته تائید دین با وی مدام

کفر کثرت را چو منفی کرد با جهد کثیر
وحدت حالت به مقتبسان تجلی داد تام

وآن سیوم عثمان منبع رحمت و حلم و حیا
نور حق سلطان ذوالنورین والا احتشام

رمز و تواصوا است بالحق شاهد تکمیل او
دست خود را مصطفی دستش بگفت از لطف عام

رهنمای طالبان سوی حقیقت منطقش
عروة الوثقی وجودش جان دو کرد اعتصام

و آن چهارم قاتلِ کفار صاحب ذوالفقار
شاه تاجِ اولیا فاتح درِ دارلسلام

گفت من یشری بوصفش هم ولی خواندش خدا
خواند مولا و اخی پیغمبرش اژدحام

من عرف مسترشدان راز و بگوشِ دل رسید
رست از هستی کسی کو مست شد زین خفیه جام

حرمتِ این چار سرور جان بیدل را بلطف
غرقهٔ دریای وحدت دار یا رب تا قیام

﴿7﴾

در مدح اهل بیت طاهر أیمه اثنا عشر که تمدح آنها صیقل آئینه قلوب است علیهم السلام

بـــود در خـــلـــوتِ بـــطـــون و قـــدم
شــــاهــــدی پــــاك از وجــــود و عــــدم

کــــنــــتُ کــــنــــزا اشــــارت اســــت بــدو
راز خــــود را نبــــود خــــود مــــحــــرم

عشــق بــاعــث شــده بــه عــرفــانــش
دیــــد خــــود را بــــه صــــورتِ آدم

در کف آئیــنــه و تــمــاشــا کــرد
حســن خــود را بــه جــلــوهٔ اعــظــم

جــلــوه خــود را نهــاد احــمــد نــام
پــرتــو اکــمــل و شــعــاع اتــم

فلکِ وحدت و رسالت را
به دوازده بروج داد عظم

آن دوازده ائمه را بطون
موصلِ طالبان بحق دایم

اول آن مرشدِ طریق عروج
شیر حق شهره با علوّ همم

مرتضیٰ شاه ابن عم رسول
سر گروهِ جمیع اهل کرم

قامع خیبر و مرجعِ شمس
زوج بنت النبی سراج امم

دوم آن نور چشم نور خدا
حسن المجتبیٰ کریم اکرم

تازه ریحان بوستان نبی
سرورِ سروران فرشته خِدم

کرده تسلیم خویش را به تقاضا
بر نیاورد بی رضایش دم

سیوم آن هادی سبیل سلوک
حاملِ بار درد و محنت و غم

والی ملک جان امام حسین
بوالائمه نشانه تیر الم

در رهِ ابتلای مهر و ولا
سر بداد و نه وا کشید قدم

چارم آمد علی امام هدیٰ
در درج شرف و خزینه حِکَم

زین عباد هاتف او را خواند
چون ز زخم اژدها نشد درهم

هست بر رتبهٔ امامت او
حجر اسود گواه در عالم

پنجم آمد محمد بن علی
شمع کاشانه ملتِ قیّم

جابر انصار را سلام بداد
سوی او خسرو خجسته حشم

باقرِ نکتهای علم لدن
فاتح باب وجد بر مردم

ششم آمد امام ابن امام
جعفر الصادق و جمیل شیم

چون به تذکیر می کشود زبان
واله میماند افصح و اعجم

بمنا برد ابرهیم آورد
زود دستِ کرامتش به کرم

هفتم آمد امام اهل یقین
موسی طور وحدت و کاظم

داد فضلش شقیق بلخی را
فضلهٔ فیض از کوس قدم

آب چاه آورید ز کوه ورا
به دعایش فراز در یکدم

هشتم آمد علی بن موسی
سرورِ دین امام قدسِ خِدم

شهباز آشیانهٔ لاهوت
بهر اعلام این طریق عَلم

ریح چون خادم از درِ مامون
پرده گیرد چو آورد مقدم

فهم آمد امام ابن علی
زد به ورق زمان ز جود رقم

آن محمد جواد افصح خلق
بسته نطقش زبان بن اکثم

شد بآبِ وضوش بار آورد
شجرهٔ نبق بی بر و اکشم

دهم آمد امام دین پرور
هادی و بوالحسن علی اعلم

ساقی جامِ وحدت مطلق
شد بِخلوت گه احد محرم

لطفش از دین میکند آزاد
کردنِ اعرابی غریب و دژم

بعد زان نایب منابش شد
حسن عسکری امام یازدهم

کرد درپیش او یکی مفلس
شکوه از فقر و فاقه و شدت غم

یمن او داد پنج صد دینار
به همان دم بدان اسیر الم

بعد زان شد تولدِ مهدی
آن امام الوریٰ دوازدهم

گشت قائم مقام والد خویش
بود سرِ خدا بحق قائم

غائب از عالمِ شهادت شد
نور بود بنور یافته ضم

حرمتِ این دوازده سلطان
ای پدید آورنده لوح قلم

ساز حرفِ دوی ز دل بیدل
به سرِ کزلكِ شهود عدم

﴿8﴾

کسی کش خوش آید هوائ عدم
نهد رو به بستان سرائ عدم

تو نیز ار ملولی ز پندار خویش
بکن هستی خود فدائ عدم

برون رو ازین تنگنائ وجود
خرامان شو اندر فضائ عدم

گدا را کند بادشا ناگهان
بیک لحظه ظلِ همائ عدم

خوش آنمرد کو رست از فتنه ای
بزد تکیه بر متکائ عدم

ز وهمِ دوی صاف گردد دلت
چو بینی تو روئ صفائی عدم

بود رهروی را ز علم الیقین
بعین الیقین رهنمائی عدم

درون چشم چون سرامت جا دهند
چو بیدل شوی خاکپائ عدم

﴾9﴿

منم آن عاشقِ دیرین که پیش از کن فکان بودم
زمانی بی وساطت تن به جانان زنده جان بودم

نه آدم بود نه حوا که بودم محرمِ رازش
به خلوت احدیت همدم بدان جانِ جهان بودم

به محفل عشرتِ مطلق ز صهبائی فرح سر خوش
قرینِ عالمِ قدس و انیسِ عرشیان بودم

در آن وقتی که نورِ پاك آهنگِ ظهوری داشت
به کنج کنت کنزاً محض مستور و نهان بودم

به هنگامی که حسنِ دوست مسجودِ ملك گردید
در آن آئینهٔ ناظر جمالِ بی نشان بودم

هوای سیر تلوین کرد محبوس قفس مارا
وگرنه مدتی بلبل ریاض لا مکان بودم

چو فرهاد این زمان گه میکنم باتیشهٔ فکرت
وگرنه پیش زین هم بسترِ شیرین لبان بودم

صدائی العطش از هر بنِ مویم همی خیزد
که دی مستغرقِ دریائ رحمت بیکران بودم

درین صحرای ناکامی دلم فرسوده شد بیدل
خوش آن وقتی که در بزمِ وصالش شادمان بودم

﴿10﴾

سر مست بیخودانه عاشق منم منم
سر خوش ز جام وحدت مطلق منم منم

گشتم ز جام حالت منصور باده نوش
واقف رموز خفیه انا الحق منم منم

پیمانه معرفت چو کشیدم به جوش دل
ماهر به نشهائی حقائق منم منم

از من مدان هر آنچه به گوشت ز من رسد
بی من درین معائینه بر حق منم منم

بیدل نماند چون صنم آمد به جلوهٔ
گفتا که راز دان هوالحق منم منم

﴿11﴾

غبارِ کوچهٔ دلبر گلستانیست در چشمم
جمالِ او چو خورشیدِ درخشانیست در چشمم

غمِ عشقش معلم شد بدستم داد لوحِ دل
کتابِ حسن تقویمش دبستانیست در چشمم

نه بی جایستِ قطر افشانی از سوز غمِ معشوق
که سیل اشکبارِ درد طوفانیست در چشمم

نموءِ حسن بی پروا مسخر ساختن نتوان
که شورِ غیرت آن شوخی نه آسانیست در چشمم

شکر گفتار شیرین کار شهر آشوب سنگین دل
اگرچه بسته لب گردد سخندانیست چشمم

چرا منت پذیرِ اهل دولت جان من گردد
گدای کوی مه رویان سلیمانیست چشمم

دل از خالِ سیه پرداختن مرغوب طبعم نیست
که هندو خانه یغمائی مسلمانیست چشمم

نخواهد شربتِ شیرین خمار آلوده عشقش
که دورِ چشم زهرین شکر افشانیست چشمم

سوادِ طره مشکینش که فیضِ لیلة القدر است
معطر نفس مار تند و پیچانیست در چشمم

نباشد لازمت چندان ز بیدل دامن افشاندن
که از فیضِ ازل جانش به سامانیست در چشمم

﴿12﴾

خوش آن وقتی که در آئینه تماشائی کند یارم
وی از رخ پرده بردارد من از خود سر برون آرم

ز گرمی عشق سر تا پا بسانِ شمع می سوزم
ندارد در گهٔ اسفل تپشهای که من دارم

می اندر شیشهٔ خون در دل خمارِ بیخودی در سر
هجومِ غیرتم گفتا که جز وی هیچ نگذارم

قبای نازکی پوشیده قدِّ سرو رفتارش
سزاوار است کز جلوش چو قمری ناله بردارم

فضای لا مکان باشد حریمِ خلوتم بیدل
که از عشقش چو منصوری کشد دلدار بردارم

﴿13﴾

اگرچه بستهٔ تلوین جسم و جان منم
بوقتِ مستی فارغ ازین و آن منم

فرشته سا اگرم نیست بال پروازی
به سیر قدس سبک رو قدسیان منم

اسیر دام بلا گشته ایم از زلفت
وگرنه میوه گلستان بی نشان منم

زنیم نعرهٔ انا الحق بهر نفس از وجد
که مالکِ مُلکِ ارض و آسمان منم

نهاد بیدل امروز راز در صحرا
چو شد یقین که همه خفیه و عیان منم

﴿14﴾

دردا کــه در فــراق تــو بــس زار گشتــه ایـم
شـکری به کن که بهر تو غمخوار گشته ایم

جــان بــر لــب آمــده اسـت ز دردِ فـراق تـو
چـندان مـنـال چـونـکـه وفـادار گشتـه ایم

مـی نـالـم از جـدایی رحـمی بریـن اسیر
خـوش بـاش زانکـه بـا تـو یقین یار گشته ایم

چـون بـلبـلم بشوق تو ای دوست نغمه سنج
بهــرِ تــو رونـقِ گــلِ گــلـذار گشتـــه ایـم

بیـدل هـــوای دیــدن تــو دارد ای صــنــم
حـقـا کــه بـا تـو هـمـدم عیّار گشتـه ایـم

﴿15﴾

گفت ای عاشق دیرینه من آن یار توام
مونس و همدم و معشوق وفادار توام

مدّتی دور فلك طرح جدای انداخت
غم مخور زین پس بیشك بت غمخوار توام

روزگاری بزدی حلقهٔ در صحبت ما
هین درآ کامشب ما طالع بیدار توام

در چنین بزم که از جنت زیبنده تراست
خوش درون آی که ما ساقی عیّار توام

نه تو تنها بدل و جان خریدار منی
که به جان و دل ما نیز خریدار توام

گرچه کالای خیال تو کسای دارد
باش آسوده که ما رونق بازار توام

بیدل افسرده مشو در طلبِ ما زنهار
از جهان پرس که ما نیز طلبگار توام

﴿16﴾

ساقیا لبریز ده جام از شرابِ وحدتم
تا ز کثرت وا رهاند باده نابِ وحدتم

پاك کن لوحِ دلم را از حروفِ وهمیات
بهره ایقان بخش از درسِ کتابِ وحدتم

پردهٔ وهم دویی بردار از هر سو نما
جلوهٔ عین الیقین از فتح بابِ وحدتم

در تگاپو وادی کثرت سر آمد عمر من
دستگیرا ره نما سوی جنابِ وحدتم

ای که جودی تو گدایی را سلیمان میکند
لطف فرما و به کن مالك نصابِ وحدتم

همچو مرغِ نیم بسمل بخش دل را وجد عشق
مست و بیخود کن به نغماتِ ربابِ وحدتم

حالتِ حلّاج بیدل را عنایت ساز بس
یعنی از الطاف گردان بهره یابِ وحدتم

﴿17﴾

عاشق روی نگار مهوشم
از نگاهِ چشم مستش سرخوشم

بر امیدِ دولتِ وصل حبیب
زحمتِ رنج رقیبان میکشم

معرفت دارم بدین جهل ای فلان
عاقل وقتم اگرچه بیهشم

کافران از تاب دوزخ در تپند
ما ز شعلستان غم در تابشم

از تلالو حسن روی آتشین
ما چو ابراهیم اندر آتشم

گفتم ای سنگین دل آخر کیستی
گفت من معشوقهٔ عاشق کُشم

کاست مارا حسن روز افزون دوست
او ددر افزونی و ما در کاهشم

بیدل از چشمت طلب دارد خمار
زانکه من مستِ شرابِ بیغشم

﴿18﴾

من ارچه سر بلحد زیر خاك مدفونم
چنانکه دیدی ز آنسان هنوز مفتونم

چرا نه جوشد خونم که محملِ لیلی
فگند سایه بخاكِ مزار مجنونم

اگرچه مسکن ما چون صدف به دریای ست
کشاده لب به فلك بهر درّ مکنونم

غمِ فراق چو کوه و تنم ضعیف چو کاه
دل پر آتش زین غم جگر پر از خونم

خطاب موتوا عشاق را رسید ز دوست
سزا ست بیدل ترکِ وجود اکنونم

﴿19﴾

ما که ساجد طاق ابروی تو این جا آمدیم
تا ابد پا بند گیسوی تو این جا آمدیم

پیش زین بودم همراهِ صبا در سیر خلد
باغ را بگذاشته بر بوی تو این جا آمدیم

میکشیدم ساغرِ عشرت ز دستِ حور عین
مست جامِ چشم جادوی تو این جا آمدیم

رخ مپوش از عاشقان کز عالمِ لاهوت باز
از برای دیدنِ روی تو این جا آمدیم

صومعهٔ هاهوت خلوت گاه بیدل بود لیك
بهر طوفِ کعبهٔ کوئی تو این جا آمدیم

﴿20﴾

از عالم بیرنگ برنگ آمد ایم
ظاهر بشکل شیشه و سنگ آمد ایم

نوحیم فتادیم به طوفان وجود
هم کشتی هم کام نهنگ آمد ایم

هم مومن هم کافر هم بت و بت گر
هم زیرك هم مست ملنگ آمد ایم

موسیٰ منم و طور منم و نور منم
در صورتِ عیسیٰ و فرنگ آمد ایم

با غمزه و با ناز کنم خود را صید
بر چهرهٔ خود عاشق دنگ آمد ایم

پیریم مریدیم فقیریم امیر
هم آئینه هم صیقل و زنگ آمد ایم

بیدل ز رخ شیعه و سنی زده سر
خود با خود این جای به جنگ آمد ایم

(21)

بی تو احوال دل خسته بتر می بینم
مخلصان را همه در عین ضرر می بینم

رنج در راهِ محبت به حقیقت گنج است
زهر کز دست حبیب است شکر می بینم

پیش ناوک مژه آن ترک کلمان ابروی
سینه عاشق پچاره سپر می بینم

شاه منصور انا الحق نه ز خود می گوید
نشئۂ عاشق از جام دگر می بینم

نه نهان است جمالی که دل از ما به ربود
جلوۂ حسن حقیقت به نظر می بینم

سفله از جهل گر اسنکار کند باکی نیست
سجدۂ عالم علوی به بشر می بینم

کسب علم است هنر نیك و لیکن بیدل
عشق را قدوۂ انواع هنر می بینم

(22)

از خمِ عشق تا ننوشی جام
به مقالات نگسلد این دام

علم تقلید چند می خوانی
رمز تحقیق را بیاب ای خام

خام تا کی به پختگی رو آر
شیر نوش و مباش خون آشام

دشمن خود مباش ای نادان
باش مردانه ای نکو فرجام

محو بودن به نحو سودی نیست
صرف کردن به صرف عمر تمام

از تفاسیر و از احادیثی
ره نبردی به سوی مقصد تام

به حقیقت نسازدت واصل
اتّباع ابو حنیفه امام

حلّ عقدِ عقائدت نکند
محرمِ سرّ زمرهٔ کرّام

از متون و شروح فقه کجا
یابد این تفرقه دلت آرام

ورقـــهٔ نـفـــی را مـــطـــالـعـــه کـن
تـــرک گـــردان تـــو بـحـــث کـلـمـــه کـلام

بیـــدل امـــــروز رویتـــی بـــــه طـلـــب
گـــرچـــه فـــردا اســـت مـوعـد آن انـعـام

23

کیستـــم در چیستـــم ایـن جـا چـرا مـــی ایستـم
بـــار هـــا زیـن بیشتـــر مـــی مـــردم و مـــی زیستم

خـــلـــق مـــی گـــویـد کـــه آدم زادهٔ لیـکـــن مـــرا
نیک مـعـلـومـــی نـمـی گـــردد کـــه من خـود کیستم

میـروم هـــر جـــا کـــه مـــی خـــواهد دلـم بـالا و پـست
سـخـــت مـــی کـــوشـم نـمـی دانـم کـــه رُو در چیستم

گـــاه چـون مـجـنـون بـــه صـحـــرا میـزنم فـریـاد عشق
گـــه بـــه مـحـمـل نـاز مسـکـن سـاز چـون لیلیستم

حال بیدل را چه می پرسی که از جذبِ نهان
گاه شیفته صورت و گه محو در معنیستم

﴿24﴾

واعظا بگذار تا یکبار دیداری کنم
بسته ام عهدی که آخر سر درین کاری کنم

بسکه راهِ دین و دل ما میزند آن چشم مست
نیست ممکن کاتّباعِ چون تو هوشیاری کنم

این زمان کز رخ بر افگنده عروس گل نقاب
به که چشم سوی نرگس نیم خماری کنم

جوش عشق از هر بنِ مویم انا الحق میزند
عاقبت سر را ازین سودا به سرداری کنم

آب چون از سر گذشت از بارشِ باران چه غم
سر نخواهد ماند پس چون فکر دستاری کنم

صوفی و مظهر پرست و پاکبازی نیستم
همچو مُلا گر ز عشقِ مهوشان عاری کنم

من که شاهد باز مشهورم میانِ مردمان
بیدل و دل داده ام کی ترک این کاری کنم

﴿25﴾

لقای چهرهٔ چون آفتابش آرزو دارم
مشاهده جلوه های بی حجابش آرزو دارم

توجه شیخ تاثیری نکرده در دلِ عشاق
نگاهِ مست چشم نیم خوابش آرزو دارم

تجرّع شربتِ شیرین چکار آید مرا ساقی
بدین تلخی هم آن زهر عتابش آرزو دارم

کجا خمرِ به هستی دفع گرداند خمارم را
برای سر خوشی جامِ شرابش آرزو دارم

سراپا گوش گشتم تا لبِ لعلش به نطق آمد
چو بیدل یك دو الفاظِ خطابش آرزو دارم

﴿26﴾

زعشق خانه تقوی خراب می بینم
که زهره عقل ازین صدمت آب می بینم

بشام مرگ مقارن فتاده روز حیات
هنوز طالع خود را به خواب می بینم

چه جای انس که جان برلبم پئی دیدار
هنوز روی تو زیر نقاب می بنیم

مکن به حسن پرستی تو عیب من زنهار
که عشق از همه عالی جناب می بینم

موحدانه به زن دین و کفر بر بهم
که هر دو در ره عشقش حجاب می بینم

بـطـون سـر حـقـیقت یکی بدون شکی است
ظهـور هـاش بـرون از حسـاب مـی بینـم

جـز آب هیـچ دگـر نیسـت رنگ بیـرنگـی
بـه فـوق هـجـر بـه شـکـل حـبـاب مـی بینم

مـده خیـال هـمـه اوسـت را ز کف بیـدل
کـه ایـن مـقـدمـه را فتـح بـاب مـی بینـم

(27)

مـن بـه شـاهـد بـازی انـدر عـالمی افسانه ام
آری آری بـا دل و جـان طـالـب جـانـانـه ام

بستـه ام پیـمـان بـه سـاقـی ازل در بـزم قدس
زان سـبـب صـبـح و مسا من ساجدِ میخانه ام

ورزش زهـد و ورع در طیـنتـم نسـرشتـه انـد
عشـرتـم بـاقـی ست گـر لب برلب پیمانه ام

هر بنِ مویم انا الحق میزند از جوش عشق
تابع منصور باهمت مردانه ام

مذهب بیدل چه پرسی زاهد خاموش باش
هر گلی را بلبل و هر شمع را پروانه ام



رباعی اول

معاویه را ندارم دوست حیدر شاهد حالم
ز رفضم دور تر صدیق اکبر شاهد حالم
یزید و قوم او را میکنم لعنت زغیرت دین
شهید کربلا سبط پیمبر شاهدِ حالم

رباعی دوم

هر آنچه در دل دارم عقیده بنمایم
نترسم ارچه شوند اهل بدع اعدایم
برغم خارجی و رافضی ست مذهبِ ما
که بنده شاه ولایت مدیح خلفایم

رباعی سوم

چو شد به سلسله قادریه نسبت من
بر آستان علی مرتضی جبین سایم
منم ز مقتدیانِ ابی الطفیل بدین
که شیعه حیدر و مدّاح هر سه خلفایم

رباعی چهارم

نه گوش خود به سخن های ترهات کنم
به قدر عشق تو سوی تو التفات کنم
برم ندارم طامات صوفیه قدری
اگر ترا ست دلِ صاف هات هات کنم

رباعی پنجم

از سرِ صدق و صفا مادح هر چار منم
ده دو را بدل و جان طلبگار منم
حب خلفا به یقین مایهٔ ایمان من است
بنده درگاه علی عالی مقدار منم

رباعی ششم

همی کند به خرابات عشق ارشادم
امام مذهب کُو تا رسد به فریادم
ز حال من خبری بُر به ناصح دیندار
که میدهد غم عشقِ بتان بربادم

رباعی هفتم

ممان غافل ز فکرِ نفی اثبات ای فلان یکدم
مباش از حضرتش مایل به شغلِ این و آن یکدم
بهر جایست نورِ وحدتش پرتو فگن بی شک
رهائی جوز کثرت و در دوی ای جان ممان یکدم

رباعی هشتم

همه شب خواب و بیداری نه او دارد نه من دارم
به یکدم عزت و خواری نه او دارد نه من دارم
من اندر فرقتش نالان وی از من پنبه اندر گوش
شکیبائی و دلداری نه او دارد نه من دارم

رباعی نهم

عینِ ظهور اوست گدا و بادشاه هم
آئینه نور اوست سپید و سیاه هم
در اصطلاح وحدت کیشان متحد
پیرِ طریقت اوست و ره و رهرو و براه هم

رباعی تاریخی

رفت از جهان غلام محمد مرا گذاشت
مرهون هجرت و به تاسف اسیر هم
پرسید دل چو سال وفاتش ز فکر پاک
سالك نظر ۱۲۶۱ به گفت مصفا ضمیر ۱۲۶۱ هم

رباعی تاریخی

چون مونسم غلام محمد وداع کرد
زین عالمی بماند بدل داغ درد و غم
پرسیدم از دلِ غمزده سال رحلتش
دل درد مند گفت که غمگین مانده ام ۱۲۶۱

فرد اول

ای طبیبِ دل بیمار خود را مددی
تا بیابیم شفا تام ز علت اوهام

فرد دوم

آن قدر نیستت میسر ز وصالِ تو مرا
که دمی دیده به دیدار تو روشن سازم

فرد سوم

ز شبنم اشك گرچه هر سحر گه چشم تر دارم
گلِ خورشید از عکس جمالت در نظر دارم

فرد چهارم

اوست ملّا اوست منصور او بود دارِ بلا
اوستِ ایمن اوستِ نور و او بود طور و کلیم



باب النون

﴿1﴾

جز به نفی خویش نبود اقتضای عاشقان
باشد اثباتِ حقیقت مدعای عاشقان

نسخه فی انفسکم از قانون وصل سرمدی است
نحن اقرب میشود باعث شفای عاشقان

شمع حسنش را شدم پروانه چون فرموده است
من رآنی قدرائی الحق مقتدای عاشقان

من که درویشم ندارم مایهٔ جز بی کسی
تابعِ ارباب دینم خاکپای عاشقان

نیستم ملحد که اهل شرع را باشم عدو
مومن و متشرّعیم و جان فدای عاشقان

از نزاع آسوده ام در خرقهٔ وحدت وجود
نجیبهٔ احدیتی دارد قبای عاشقان

بیدل اندر فکر وحدت واله و مدهوش باش
تا ترا روزی فتد در سر هوای عاشقان

﴿2﴾

جمالِ نازنین وه پیکرِ جادو طراز ست این
چه چهره ست این چه حسن ست این چه عشو ست این چه ناز ست این

به نازم جلوهٔ حسنِ جمالش را که در عالم
مطافِ روح پاك و دام الفت اهل راز ست این

حقیقت پر تو انداز ست بر دلها صفا کیشان
وگرنه مجمع ظلمات اسباب مجاز ست این

به معنی گر شوی قانع به مانی جاودان خوشدل
که شیفته بودنِ صورت همه سوز و گداز ست این

طلسمِ عشقبازی بس عجائب گنجها دارد
ولی بیدل به روی هر هوس بازی نه باز ست این

﴿3﴾

هر که آمد به جناب شه غوث الثقلین
گشت او را به یقین حاصل مطلب کونین

شاه محمود شکر گنج محقق حسنی
نسل خیبر شکن و نور شهِ بدر و حنین

من بیکس به در چو ن تو کریم الاخلاق
ملتجی آمده ام فامددنی فی الدارین

عامل یُثبت و یمحو ست ارادت عارف
قبح باحسن بدل کن به طفیل حسنین

جلوۀ روی تو دل تیره مرا نور دهد
خاک کوی تو بود لا شك قرة عینین

ز آرزو نفس نگهدار دلم را مگذار
کافتد از شور و شر و هم و جود اندر شین

بیدل افتاده ز پا المدد ای غوث کریم
دستگیر و برسانش از ره ایمان بعین

﴿4﴾

ای که برده است ز ره خواب ترا هوش بکن
کاروان میرود آواز جرس گوش بکن

هان مکن سرد دلی در طلب دوست دمی
منصبِ گرم روان عشق به بین جوش بکن

قال گر تقویت حال دهد مقبول است
ور زند سر خودی از نطق تو خاموش بکن

گر سوی مشرب رندانه دلت دراد میل
جام توحید ز میخانه صفا نوش بکن

کوش چندانکه نماند ز تو در تو اثری
یعنی این هستی موهوم فراموش بکن

یار هم بستر تو گشت به عشق کامل
شاهدِ دولت بیدار در آغوش بکن

گر تو خواهی که شود عکس پذیرِ ملکوت
بیدل آئینه دل از جهد جفا روش بکن

﴿5﴾

در کشا کش عشق بی آرام باید زیستن
و ز مراداتِ جهان ناکام باید زیستن

گر هوا داری که یابی بهره زان آبِ بقا
کف بجامِ درد خون آشام باید زیستن

تا سویدائ دلت روشن ترا ز محور کنند
لاله سا از یاس خون در جام باید زیستن

لشکرِ خطرات را باتیغ لا افگنده سر
بی وساوس منتظر الهام باید زیستن

بسته دل بیدل بامیدِ لقا در زلف دوست
تا نماید صبح رخ در شام باید زیستن

﴿6﴾

ای آنکه جلوۀ گل رویت مدار حسن
شد تازه از شگوفه جمالت بهار حسن

نقشِ رخت که رشك نگارِ گل آمده
بخشید رنگ و آب به نقش و نگار حُسن

گل لاف زد به حسن و لطافت ولی نظر
ناوردش از لقای رخت در شمار حُسن

گل گوش کرد نالۀ بلبل به رمز گشت
ای کاش پائیدار بدی روزگار حسن

بیدل بهـار حسـن شـگـفتـه است هر طرف
نـورِ شهـود سـر بـزد از لالـه زار حُسـن



غزل تواریخ وصال

﴿7﴾

هو بـود تـاریـخ رحـلـت مهتـر پیغمبـران[۱۱ھ]
هـو بهـو پیـوستـه و بـرخـاستـه فـرق از میـان

وهب تـاریـخِ وفـاتِ حـضرت صدیق شـد[۱۳ھ]
زانـکـه بـود آن مـرد ره مـورد مـواهـب بیکـران

سـال فـوتِ حـضـرتِ فـاروق پیدا شد ز پاك [۲۳ھ]
زانـکـه بـود آن پـاك طیـنـت پـاك پیدا و نهـان

شـد جلی تـاریخ ذی الـنورین از لفظ جلاء [۳۵ھ]
چـون مـجـلی بود اوصـافِ جـمیلـش در جهـان

یل بود تاریخ رحلت شاهِ مردان مرتضیٰ [۴۰ھ]
زانکه اسد الله غالب بود بی شبه و گمان

گل بود تاریخ حسن المجتبیٰ زیرانکه او ست [۵۰ھ]
گل گلستانِ پیمبر سرورِ اهلِ جنان

سال واقعه شاه شهدا از مزید آمد پدید [۶۱ھ]
کز مزیدِ قرب یافته رتبهٔ عالی چنان

یا کمال آمد وصالِ شاه زین العابدین [۹۴ھ]
کآن امام العارفین بُد مقتدیٰ کاملان

زلف سالِ رحلتِ حضرت محمد باقر است [۱۱۷ھ]
چونکه تقریبِ اتم باشد وفاتِ مقبلان

ارتحالِ جعفر صادق محق است ای حبیب [۱۴۸ھ]
زانکه در احقاق حق بی مثل بود آن حق بیان

وصل موسی کاظم ای آگاه قدسی جاه دان [۱۸۳ھ]
زانکه جاهش بود اقدس از حساب این و آن

یارّ بشمر سال رحلت شه علی موسی رضا[۲۰۳ھ]
کز نکو کاریش عالم میدهد دائم نشان

صقل شد سالِ وفات شه محمدن الجواد[۲۲۰ھ]
کز مقالاتش پذیر فته صفا آئینه جان

نهر تاریخِ علی نقی است ای لب تشنه فیض[۲۵۵ھ]
زانکه هجرِ ذات را نهر بسیط است و عیان

شد مبارک لفظ سالِ رحلتِ حسن عسکری[۲۶۳ھ]
کو سراپا برکت و رحمت بُدی بهرِ زمان

نوری آمد سال غائب گشتن مهدی امام[۲۶۶ھ]
زانکه بودی طلعتش سر جلوه نورِ کن فکان

سال رحلت غوث صمدانی است مرشدحیّ زانکه[۵۶۲ھ]
باحیات معنوی زنده ست آن رشدت توان

پیک تحقیق ست تاریخ قلندر شاهباز[۶۵۰ھ]
کز بلاغ دعوتِ حق شد سر صاحب دلان

ذوالکرم شد سال سرور اولیا مخدوم نوح[۹۹۷ھ]
زانکه بود آن منبع لطف و کرامت مستعان

شاه خیرالدین که ارشادش بعالم روشن است
کلمهٔ نجمٌ لرشدة سال وصال او بدان[۱۰۲۷ھ]

سید عبدالکریم از بسکه کامل فیض بود
ہست هو فیاض مکمل سال رحلتش ایفلان[۱۰۳۲ھ]

سالِ هجرت شاه حیدر ماه چرخ معرفت
بر شمر شمس التحقق کوست نورِ بی نشان[۱۰۳۹ھ]

شد شهادت صوفی صافی روان خورشیداوج[۱۱۳۰ھ]
کاندر احدیت دوامش بودع سیرِ لا مکان

محو ذاتی هست سالِ وصل شه عبداللطیف[۱۱۶۵ھ]
زانکه محویت به نورِ ذاتیش بُد جاودان

بود چون حضرت محمد راشد عالی مرتبت
زان عظیم المنصب آمد هجرت آن مهدی زمان[۱۲۳۳ھ]

سالک مستانه سچو چونکه پیوسته بحق
عاشقِ سرمست هو به نوشته شد تاریخ آن[۱۲۴۲ھ]

یاالٰهی حرمتِ ارواح سر مستان عشق
روح بیدل را به میکدهٔ محبت خود رسان

﴿8﴾

چون یار غافل است ز چشم پر آب من
کی بو برد ز سینه سراپا کباب من

بایک کرشمه برهم زد شیخی مرا
شوخی ناز حسن بتِ نو شباب من

دریائ عشق موج زن آمد ز باد غم
خواهد شکست کشتی همچو حباب من

آیات رحمت است مقالِ وصال دوست
افسانه هجر اوست حدیثِ عذاب من

بیدل ز غنچه یاس گل امید ما شگفت
باشد شکست خاطر من فتح باب من

(9)

ای سرو خوش خرام خدا را خرام کن
و ز رشك رنگ گلبدنان لاله فام کن

ای باد گر به خاك درِ دوست بگذری
از ما بصد نیاز هزارش سلام کن

کای ساقیِ شبانه ز میخانهٔ الست
ما را دو چار جرعه خدا را بکام کن

دورِ بهار میگذرد موسمِ خوش است
بر خیز در زمان می گلگون به جام کن

بیدل که مستفیض جمالِ کمال تست
دیدار خود عطاش بهر صبح و شام کن

﴿10﴾

ای عشق بیا و صفدری کن
شمشیر بکش سکندری کن

با روی که رشك آفتاب است
از مشرق سینه خاوری کن

زان روی نقاب را برافگن
پیرایهٔ بزم دلبری کن

زان نرگس جادوی برانگیز
تسوید به روی سامری کن

آخر که ترا بگفت کای جان
با اهلِ نظر ستمگری کن

در گلبن سینه دردمندان
با آن قد خوش صنوبری کن

ای دوست دل رمیدهٔ بیدل

پا بستهٔ زلف عنبری کن

﴿11﴾

ساقیا از راز جامِ هو مرا آگاه کن

قصهٔ غم را به اقبال طرب کوتاه کن

سبز گشت آن کِشت زار دل کباب از آب چشم

شعله غیرت را حواله خرمنِ بد خواه کن

ای صبا گر در حریمِ حضرتش بارت دهند

شرح حالِ مختفی مکشوف رای شاه کن

کای ترا صد یوسف مصری بجان بوسید پای

از طناب محورِ تابان رسن در چاه کن

از ستمهای رقیبِ شوخ چشم و تند خوی

ناله ای دلداه هر دم بر درِ الله کن

گر تو می خواهی که رختِ خود به منزل وا کشی
تا توانی ای دلِ بیچاره رو در راه کن

عتبهٔ پیرِ مغان آرام گاهِ جان تست
پای از سر ساز روزی رو بدین درگاه کن

قصهٔ دوران چه خوانی گردشِ ساغر به بین
جرعهٔ در کش ز ساقی و سخن کوتاه کن

شیوهای خاکساری را مده بیدل ز دست
خاک بر سر رتبهٔ تشریف عزّ و جاه کن

﴿12﴾

مظهر سرّ لا فتا ست حسین
مجمع نور کبریا ست حسین

مرتضیٰ را انیس بی تخمین
راکبِ دوش مصطفٰی ست حسین

دردمندان ریش حسرت را
باعث مرهم شفاست حسین

شمس شرقِ هویت مطلق
اخترِ برج انّماست حسین

بر سریرِ علوّ عرش مجید
لائق رتبه استواست حسین

منصبِ ناظران جلوهٔ قدس
مطلعِ نور مدعاست حسین

به سبزهٔ مرغذار علیین
بلبل باغ مجتبیٰ ست حسین

زیر شمشیر عشق سر به نهاد
رونق بزم کربلاست حسین

سالکان را ز موقوفِ ناسوت
تا به هاهوت رهنماست حسین

زمرهٔ طالبان وحدت را
فیض بخشا و مقتدا ست حسین

آن قسیم است نار و جنت را
فرق سعد و اشقیا ست حسین

بیدل از بندگان جنابش باد
که شهِ خیل اصفیا ست حسین

﴿13﴾

قبائ قرب به بر کرده چون امام حسین
کشید عشق سوی کربلا امام حسین

به قلب صبر چنان همتش فشرده قدم
که شد قیامت حیران دران قیام حسین

چو نکته در دل پرکار غم گزید مقام
برون نشد ز خطِ دور درد کام حسین

بلا کشان محبت همه سرفرازند
ولی عدیل ندارد درین مقام حسین

تمام رنج و محن کو رسید بر خاصان
نداشت نسبت یك جرعهٔ به جام حسین

نیافت هیچ مشامی ز باغ عشق و ولا
چنانچه نکهت غم یافته مشام حسین

چه فتنه بود که عشق آن زمان پدید آورد
که گشته باعث قتل شهِ همام حسین

فلك دوباره کند دیده تر بهر شب و روز
به خون تازه شفق در غم مدام حسین

نشسته فطرس با خیل خویش تا محشر
به خاك ماریه گریان گرفته نام حسین

فتاده لرزه در عرش و کرسی و افلاك
فگند آتش در خلد سوز تام حسین

بـحـق پـنـج تـن و دوازده امـام بسـاز
نـصیب بیدل یـارب غـمِ امـام حسین

﴿14﴾

اولین موجی که از دریائ بی چون شد عیان
نـام او احـمـد نـوشتـه شد بـه لوحِ بی نشـان

بحر بی رنگی چو شد جنبش کنان از باد عشق
شـد حقیقت احمدی جنبش نخستین را بیان

پـس حقـائـق انبیـا و اولیـا و ہر چـه ہست
از حـقیقت او ظـهوری یافت در کون و مکان

از جـلالِ اوسـت دوزخ باهمه اجزای خویش
و از جـمالِ اوست خلد و خالدنیش بی گمان

آن حـقیقـت را بهـر چیـز اتـحـادِ معنویست
چـون شـدی ماهر بگوئ نعم ما قال ای فلان

نیست جز نورِ نبی در هر دو عالم جلوه گر
عکس حسنِ اوست حسنِ یوسف و دیگر بتان

زان سبب بیدل نظر باز آمد و مظهر پرست
کز تجلی حسن او را کشف شد سرِّ نهان

﴿15﴾

ای دل امروز روی یار ببین
تابش زلف مشکبار ببین

صفحهٔ حسن او به آیت خال
مصحف خاص کردگار ببین

نازنینان اگرچه در جلوند
جلوه این ماه غمگسار ببین

ای که از جام ناز مخموری
می کشان را در انتظار ببین

نرگس آسا مرو به خواب ای دوست
نزهتِ موسم بهار ببین

باده پیما به مخلصان قدیم
غربتِ جان بیقرار ببین

خفیه ز اغیار در حریم وفا
مستی بیدل نزار ببین

﴿16﴾

هر چار رشید راه عرفان
بوبکر و عمر و علی و عثمان

صدیق که رتبهٔ معیت
دارد به جیب سرّ سبحان

نی معجزه خواست بل به صدیق
شد بدرقهٔ ره روان ایقان

فاروق که ملك دین معمور
ما عدل نمود و کفر ویران

با شدت کش بدی بر اعدا
از بیخ بکند شرك و طغیان

عثمان که نور معنوی داشت
از شعشعهٔ آفتاب ایمان

با وصل دو نور شد مشرف
از پرتو لطفهای یزدان

آن مرشد مرتضیٰ که مهرش
شد صیقل آئینه دل و جان

مولاش لقب نهاد احمد
خواندش چو خدا ولی به قرآن

تعظیم صحابه و حب عترت
بیدل توز واجبات دین دان

﴿17﴾

نیستِ خود با فرق دین و کفر کار عاشقان
نقطهٔ وحدت وجود آمد مدارِ عاشقان

کن سرِ خود پائمال عشق و می بنگر که خلق
سرمه می سازند از خاكِ مزار عاشقان

هر که فانی شد نه بیند جان او آسیب مرگ
خارِ خارِ دی ندارد نوبهار عاشقان

آسمان بهرِ علوِ شان وجدان میکند
هر سحر گوهر کواکب را نثارِ عاشقان

فقر لایحتاج می خوانی الی الله فهم کن
تا چه حدی هست عزو افتخار عاشقان

سر دهی باشد نشانِ سروران خیل عشق
زان سبب منصور گشته تاجدارِ عاشقان

سر به خاکِ پای خوبان نه باخلاص و ادب
بیدل ار خواهی که باشی در شمارِ عاشقان

﴿18﴾

ای شکارِ دام گیسوئ تو مرغ جان من
قبلهٔ ابروئ تو شد کعبهٔ ایمان من

بس که دیدارِ تو دل را روشنی بخشد مدام
آفتاب آمد جمالت ای مهِ تابان من

وعدهٔ وصلِ تو ما را زنده دارد ورنه هجر
ضربهای سخت هر دم میزند بر جان من

آرزو دارم که چون بلبل ز ایامِ فراق
یك بیك شرحی دهیمت ای گلِ خندان من

لهجهٔ بهجت فزایت بیخ غم را بر کند
پا نهی از لطف گر در کلبهٔ احزان من

خورم آن دم کز قدومِ فرخ و مسرت لزوم
یابد آسایش ز سوزش سینهٔ بریان من

یافتم گنجینه عشقت گشتم از دنیا غنی
راضیم با یادت ای یادت سروسامانِ من

روضهٔ رضوان چکار آید مرا بی روئ تو
محفلِ وصلِ تو باشد روضهٔ رضوان من

خار دیوارِ تو در چشمِ هواداران گل است
حق گواهِ ما که ذلِّ تست عزو شان من

آرزومندم که دیگر بار گردد جلوه گر
مهر رخسارِ تو بیشِ دیدهٔ گریان من

نیست سودا در سرِ بیدل مگر از زلف تو
دلبرا رحم آر بر چندین غم و حرمان من

﴿19﴾

تنها نه آبروئ تو برده ست عشق من
صد چون ترا به مرگ سپرده است عشق من

از آفرینش آدم تا این زمانه ای
خونِ بسان یتیم به خورده است عشق من

با هر کرشمه چندین عشاق را بکُشت
یك بار این گناه نکرده است عشق من

چندین ہزار عاشق و معشوق شد بکار
تا پائ در ظهور فشرده است عشق من

بیدل مباش گر دلت از کفر و دین بری است
این قسم بس حروف سترده ست عشق من

به صیقل ذکر آئینه دل مصفا کن مصفا کن
به نورِ ذکر شمع جان مجلا کن مجلا کن

به آبِ چشم خون گریان بآهِ سینهٔ بریان
چمن زارِ معانی را مطرا کن مطرا کن

مشو نامرد کن همت در آ در وادیِ وحدت
دل از وسواس غیریت معرا کن معرا کن

ببین سر جلوه روحانی برون از قید جسمانی
دل از خطرات نفسانی مبرا کن مبرا کن

شعاعِ شمع جان بنگر ز جسم و اسم خود بگذر
عروس دل بدین زیور محلا کن محلا کن

مصور کن جمالی را که نگذارد خیالی را
بذکر و فکر حالی را معلا کن معلا کن

سوادِ حرف شو اول ز لوحِ سینه خود بیدل
نفس خود را بذکرِ حق مزّکا کن مزّکا کن

﴿21﴾

ای دل از فکرِ دوئ بس دور باید زیستن
در دمِ وحدت وفا دستور باید زیستن

هر نفس با وجد قاهر بوده بر ایجاد غیر
جذبۀ توحید را مقهور باید زیستن

شهرۀ آفاق گشتن باعث تکمیل نیست
در لباسِ بیکسی مستور باید زیستن

چند سازی ای فقیه از فتوی مذهب بیان
از شرابِ بیخودی مخمور باید زیستن

آتش انّی انا در شجرۀ جانم گرفت
محو نورِ حال چون منصور باید زیستن

کار عاشق کی کشاید از مقالت های وعظ
گوش دل بر نغمۀ طنبور باید زیستن

گر هزاران لن ترانی رو نماید باك نیست
رب ارنی گو بفرقِ طور باید زیستن

آخر از خارِ تعسر بشگفد گلهائ یسر
با امیدِ صبح در دیجور باید زیستن

در تماشائ تجلیات بیدل روز و شب
فارغ از فکرِ بهشت و حور باید زیستن

﴿22﴾

کام گر حاصل نشد ناکام باید زیستن
می بکف گر نبست خون در جام باید زیستن

تا ترا دستِ امل در ذیل جمعیت رسد
از تزلزل بی آرام باید زیستن

گرچه دور افگند صیادِ قضا زان گلشنم
سر به سیرِ قدس پا در دام باید زیستن

تا لبِ ساقی شود بر خاك زارم جرعه ریز
مست بوی بادهٔ گلفام باید زیستن

همچو مجنون سر بصحرا گوش بر بانگِ جرس
در هوائ دوست صبح و شام باید زیستن

چون ز دستِ آسیا با حیله نتوان باز رست
بی زبان در گردشِ ایام باید زیستن

بیدل آسا اندرین محفل ز سوادئ خمار
عاشق و دیوانه و بدنام باید زیستن

﴿23﴾

در جهان باهمتِ مردانه باید زیستن
روبه خلق و از همه بیگانه باید زیستن

رمز فی انفسکم الهام جانان رو نمود
با جمالِ لم یزل همخانه باید زیستن

ره نوردِ عشق را در هر قدم صد خطرهٔ ایست
سالکِ این راه را فرزانه باید زیستن

شرحه شرحه سینه شد آئینه دارِ حسن دوست
در خمِ این زلف همچون شانه باید زیستن

قصهٔ خطرات را بیدل نباشد انقطاع
گوش جان گر کرده زین افسانه باید زیستن

﴿24﴾

دل را به محبوبِ خفی دمساز کن دمساز کن
جان را به سرِّ معنوی همراز کن همراز کن

در بزمِ گاوِ می کشان در گوش مردِ زنده جان
ز آندم که دور است از زبان آواز کن آواز کن

گرمی سرائ راز را بیرون دهی آواز را
این لحن غم پرداز را آغاز کن آغاز کن

به شکن قفس جسمانیه با شهپرِ روحانیه
تا مشهدِ نورانیه پرواز کن پرواز کن

هـان تـا نـمـانـی تـا ابد محروم زان نورِ احد
بیدل تـو چغـدِ فکر را شهباز کن شهباز کن

﴿25﴾

مست این پیمانه را مدهوش باید زیستن
واقفِ این راز را خاموش باید زیستن

انصتوا امر است از محبوب مطلق گوش دار
تا زبانِ حق نگشتی گوش باید زیستن

بحر وجدان چون شود متلاطم و طوفان خیز
سالکِ مفتون را در جوش باید زیستن

قبلهٔ حاجات آمد خاك در پیرِ مغان
تا توانی حلقهٔ در گوش باید زیستن

گر تو میخواهی که باشی بهره ور از سیر عشق
بیدل آسا با فنا همدوش باید زیستن

﴿26﴾

ای شیـــخ زمـــان و قـــطـــب دوران
شبـــلـــی عـــصـــر و جـنیـــد آوان

نـــوشـــد ز تـــو عهـــد بـــایـــزیـــدی
در رشـــدت طـــالبـــان عـــرفـــان

مـــعـــنـــی احـــد و ظهـــور احـــمـــد
تـــو بـــرزخ جـــامـــع ایـــن و هـــم آن

تـــو نـــور مـــجســـمـــی و گـــرنـــه
پـــاك اســـت ز قیـــد کیـــفیـــت جـــان

هـــر دیـــده بـــه قـــدر بیـــنـــش خـــود
آثـــار تـــو دیـــده گشـــت شـــادان

لیـــکـــن نـــظـــری چـــنـــانـــکـــه بـــایـــد
بـــر جـــلـــوهٔ تـــو نـــمـــوده نتـــوان

ارشاد تو در زجاج دلها
افروخت چنان چراغ ایقان

کز صرصر حدثات هرگز
نورش نشود قرین نقصان

وصف تو ز شرح ما برون است
نا مُنفَصَم است و غیر پایان

آداب به عرضداشته گویم
احوال دلِ اسیر حرمان

هر چند که حسرت دلِ من
از لطف تو نیست هیچ پنهان

لیکن بامید بخشش تو
دل شد ز زبان گره کشایان

ای بدرقهٔ مسلکِ هدایت
و ای رهبر رهروان وجدان

غـــولِ نـــفســـم دلـــم ز ره بـــرد
افـــگـــنـــده بـــه تیـــه وهـم طـغیـــان

دل را چـــو نـــمـــانـد استـــقـــامـــت
گـــردد بـــه چـــه طـور نـور یـــابـــان

غیـــر از نـــظـــرِ عـــنـــایـــتِ تـــو
ایـــن مشـــکـــل مـــا نـــگـــردد آســـان

ظـــلـــمـــات وجـــود حـــایـــلـــم شـــد
ای خـــضـــر کشـــم بـــآب حیـــوان

بـــفـــروز بـــه جـــانـــم آتـــشِ عشـــق
مپســـنـــد ظـــلـــم دریـــن شبســـتـــان

مـــطـــلـــوب مـــن آنـــکـــه مـــن شـــوم تـــو
در غیـــب و شهـــود و ســـرّ و اعـــلان

تـــو مـــن شـــو تـــو بـــمـــان بـــی مـــن
اثبـــات تـــو نـــفـــی مـــا بـــگـــردان

بر بیدلِ احقر این عطائ
زو کن که دم است تیغ برّان

﴿27﴾

قصیده

النبیُّ الآخر السّابقُ شفیع المذنبین
ناسخُ التوریتهِ امیّ امام المرسلین

لیلة الاسراءِ قد خرق السما معراجهٗ
واصلُ الدرجات هی فوق المقام العارفین

من مقامات المعارج ارفع طیرانهٗ
اذهنا لبثو اخیار الاولیا متحیرین

لیس منسوباً الی طین و ماءٍ ذاتهٗ
انّه النّور المجسّم رحمةً للعالمین

فاطلبوا منه الحوائج و استعينو فی الامور
و استغیثوا منه صدقاً انّهٗ نعم المعین

زُره و استُمدِد به لو انکر المنکر علیك
قل هو الماذون با تائید للمستضعفین

مُنجِی العُصَّلةِ من نارالجحیم المحرقه
مُوصل الابرار بالنِعمِ العظیمته خالدین

هو خلیفۃُ ربّنا و الانبیا خلفائهٗ
فهو یفعل ما یشادع دع جدال المنکرین

قد تجلیٰ حسنهٗ متصوَّرًا متنوعاً
صارت الصُوَرُ الجمیلة مظهر النور المبین

مَال صوفِیٌ الی حسنِ المظاهر راغباً
اذیری فیها جمالاً احمدیاً بالیقین

﴿28﴾

طمع را از دلِ خود رانده ام من
که از دارین دست افشانده ام من

ز نحو و فقه آثار و تفاسیر
بجز موتوا نه حرفی خونده ام من

دلِ خود را پیِٔ دفعِ غمِ بُعد
به قربِ معنوی چسپانده ام من

بباغِ سینه با صد بارش چشم
درختِ عشق را بنشانده ام من

براهِ عشق راندم تیز چندان
ولی در نیم راهی مانده ام من

نه آسان است بیدل رفتن از خود
به جهد این مرغ را پرانده ام من

﴾29﴿

ای جمالِ روشنت صبحِ سعادت عاشقان
گلعذارت شد بهارِ استفادت عاشقان

نور حسنت پرتو انداز است در آئینه دل
طاق ابروئ تو محرابِ عبادت عاشقان

جان به لب واصل شد اندر انتظارِ وصل تو
تا قدم رنجه کنی بهرِ عبادت عاشقان

زخمی تیرِ مژه در خاك و خون بس میطپید
تیغ بُرّان چشم شد باعث شهادت عاشقان

از سرِ بالین بیدل وقت نزعِ جان مرو
جانفشانی پیش معشوق ست عادت عاشقان

﴿30﴾

گفتم طبیبِ خود را دردِ مرا دوا کن
یعنی نگاهِ رحمت بر حالِ زارِ ما کن

گفتا مگر تو ما را از خود بعید دانی
این فهم را خطا دان وین وهم را رها کن

ما و تو در حقیقت واحد وجود هستم
انا انت انت انا را به خیال آشنا کن

جسمی مدان تو خود را بیچون و بیچگون شو
هستی تو جان جانان هان ترک چون چرا کن

بیدل خیال جسمی با ذات کن مبدل
عطار وار بیخود افشائ من خدا کن

«31»

بـــاز در مهـــرم دو دل شـــد دلبـــرِ یـــکتـــای مـــن
کـــجـــروی آغـــاز کـــرده اسـت آن سهی بالای مـن

دل هـــنـــوز از بـــاغ وصـــلـــش گـــل بـکـام جـان نـچـیـد
شـــد ز مهـــرِ مـــن مـــلـــول آن دوسـت بی پـروای مـن

دوســـت خـــود را تیـــر دانستم بـــرای دشـمـنـــان
تیـــر مـــی بـــود و لیـــکـــن مـحـض جـان فـرسـای مـن

دوســـت خـــود را درع مـــی پـنداشتم از بهـر خویـش
درع مـــی بـــود او و لیـــکـــن از پـــی اعـــدای مـــن

صبـــر کـن بیدل مـــلاحـظـــه ساز زان نـازك مـزاج
تـــان نـــرنـــجـیـده خـــاطـرش ازهی هی وهیـای مـن

﴿32﴾

آن شاهد قدسی که بُد اندر خود پنهان پـاك از چـه و از چون
عشقشق به سر افگنده هوا رتبهٔ عرفان زد خیـمـه بـه بیرون
آدم شـد در آئینـه اسمـا و صفـاتی انـداختـه پـر تـو
آن معنـی مستـور تـرا ز صورت انسان بـنـمـود رخ اکـنـون
در خلعت خلّت چو خرامان شد محبوب کـرد آتـش گـلـذار
چون نـوح بـه نـامید نشد غرقهٔ طوفان آن گـوهـر مـکـنـون
یعقوب شد او یـوسف و زکریه و یحییٰ مـوسـی و مسیحـا
هم وحی همون مرسل هم کلمه و قرآن هـم رابـط مسـنـون
چون کرد ظهوری بشکل سبط مطهر مـرحـوم لقـب یـافت
چون نـام در آمـد چو یزید اندر طغیان شد شهره بـه ملعون
این نوع جلالی و جمالی کـه ز کثرت شـد بـاهـم اضداد
در جنس هـویت هـمـه را متحدی دان چـه دور چـه مـقرون
منصور انـا الحق نسـرائید همو بود کیـن نـعـرهٔ مـی زد
بیدل همـه اوِ بودِ وهمه او است و بود آن چـه کـم و چـه افزون

﴿33﴾

کـرد تـجـلـی ذات مـقـدس در هـر آئـیـنـه بـو قـلـمـون
پـرتـوِ حـسـن حـقـیـقـت بـنـگـر در هر مظهر گونا گون

جـلـوۂ شـاهـد معنی مطلق گشته ز صورت چهره نما
نـاظر خود و منظور خود او هم گه شد لیلی گه مجنون

پرده ز رخ برداشت حقیقت فرق مجازی همه برخواست
مـحو هویّت گشته صفت ها کو موسیٰ و کو فرعون

او غـوّاص بـحـار مـعـانـی او بسـاحـل مـانده ز خود
اوست صدف او قطرۂ نیسان اوست محیط و در مکنون

سـاقـی و مـیـخـانـه هـمـون وان بـاده کش و پیمانه همو
کیف بـلا کیف اوسـت بـلا شك ذات منزه او بیچون

اول و آخـر و ظـاهـر و بـاطـن عین وجود اوست نه غیر
سبـحـانـی مـا اعـظـم شانی چیست درون و چه بیرون

بیدل مشرب عشق گزید و ملت وحدت راست مطیع
قرب نوافل را ست مرید و طالب عین یقین نی دون

(34)

ای کـه عشـق روی تـو سـرمـایهٔ ایمـانِ من
بـر لـبِ آمـد ز اشتیـاقِ دیـدنِ تـو جـانِ مـن

افسـرِ لـولاك بـر فـرقِ تـو میزیبد صنم
تـخـت گـاهِ تست فـوقِ العرش ای جانِ من

نرگسِ مستِ ترا مشاطه صنع از کحل ناز
کـرده سـحـر آمیز تـا شـد غمزه ات فتّان من

گر گلِ حسن تو نه شگفتی درین بستان سرا
کی شنیدی گوش خلق این نغمه و دستان من

در بهـاران شـاد گـردد بلبل از دیدار گل
شد رخ و زلفِ تو هر موسم گل و ریحان من

آرزو سیرِ چمن از دل برون شد تا که گشت
از بهــارِ عــارضِ تــو رونــقِ بستــان مــن

بیدل اندر عـاشـقی ثـابت قدم پیوسته باش
بـو کــه یـابی بهره بی انـدازه از عرفـان من

﴿35﴾

الا ای قبـلــهٔ جــانـم خـدا را رخ متــاب از مــن
بـراهِ تسـت چشمـانـم مـرو چـندان به خواب از من

الا ای نــازنیــن مــه رو الا ای مــه جبیــن دلـجـو
الا ای دلـنشین خـوش خـو مـکن بر رخ نقاب از من

ســر انـدر پــایــت انـدازم بـراهِ عشـق جـانبـازم
اگـر پرسـش کـنی رازم تـو ای عـالی جناب از من

مـنـم سر گشتـه و غـمگیـن غـمت برد از دلم لیکن
مپوش ای رشك حـور الـعین رخی چون آفتاب از من

قدم در عشق افشرده چو بیدل ترک تن کرده
برون افتادم از پرده مرو تو در حجاب از من

﴿36﴾

ای آنکه شهرهٔ به کمالات من لدن
در مصر عشق وجد توئ یوسفِ زمن

رندی و عاشقی ز تو رونق تمام یافت
در آخرین زمانه گر مردان زدند تن

آثار وجد حالتِ حلّاج ظاهر است
از شعر دلفروز تو ای معدنِ سخن

موج اناالحق است کلامِ تو سر بسر
باعث نجات همچو من از بند ما و من

دارم امید عاطفت از یمن همتت
بر جان من ز حالتِ خود پرتوی فگن

زان آتشی که خانهٔ منصور پاك سوخت
در خرمنِ وجود اسیران شرار زن

بیدل بجان طالبِ رندی و عاشقی است
او را به بحر وحدت مطلق غریق کن



رباعی اول

ای رفتن تو رفتن جان است ز بدن
باز آ که تا در آید بازم روان به تن
مپسند اینکه جان دهم اندر فراق تو
این قدر بی نیازی با عاشقان مکن

رباعی دوم

شعر گوئ نبود شیوهٔ وحدت کیشان
غرق گشتند به دریای فنا بی خویشان
صوفیان از چه تمسّك به مذاهب نکنند
عشق شد مشرب این قوم صفا اندیشان

رباعی سوم

شد عجب در عهد مایان قحط سالِ عارفان
مخفی است ز دیدهٔ عالم جمالِ عارفان
عند ذکر الصالحین بی شک تنزّل رحمت است
دم فروبسته است خلق از قیل قالِ عارفان

رباعی چهارم

خوش نمی آید بهار و بوستان بی دوستان
دوستان رفتند گو نبود بهار و بوستان
برد یادِ دوستان هوش از دل و طاقت ز تن
گوئیا در خواب آمد پیل را هندوستان

رباعی پنجم

حقیقت ست که شد جلوه گر ز هر سوی
ثبوت شش جهت آمد فسانه و افسون
نیاز و ناز صفات است ذات مطلق را
جز این قدر نبود فرق لیلیٰ و مجنون

رباعی ششم

اربعٌ خلفاءُ خیر المرسلین
کُلّهم خیر الصحابة اجمعین
فالمعاویة الذی بَغِی الامام
ابنهٗ یُلعن و معهٗ من یعین

رباعی ہفتم

اتانی شهر تغریۃ فانی
أُجَدِّ و فیه تعزیة الحسین
سیُنجِینی من الاحزان حزنی
علی سبط النبی الخافقین

رباعی هشتم

آئینه به آه تیره گردد
بی دوست چو گلخن است بستان
آئینه دل به آه روشن
با دلبر آتش است گلشن

رباعی نهم

ای نــازنیــن شــوخ نیــازِ مــرا بــه بیـن
مــی ســوزم از فــراق تــو ســازِ مـرا بـه بین
بـی نــور مــانـد محفـل عشاق بی تـو باز
ای شــمع رخ تــو ســوز و گـدازِ مـرا بـه بین

فرد

بشـنـو سـخن یـگـانـه و کـوتـاه کن سُخن
در وحـدت الـوجـود منـم تـو تـو عـین مـن



باب الواو

﴿1﴾

ای برترین ز درک دو عالم کمال تو
وردِ زبان مُلک مَلک قیل قال تو

گرچه جمال تو ز تخیل منزه است
خالی مباد هیچ دلی از خیال تو

خاکِ سیه طفیل تو این آبروئ یافت
عرش برین است فرش صفت پائمال تو

هر چند ذات پاک به عالم ظهور کرد
مظهر کمال نیست و نباشد مثال تو

فرما اجازتی به کرم تا من و رفیق
بوسیم خاک پاک جنابِ جلال تو

یابیم بار در صف خدام حضرتت
فارغ ز خود شویم بدیدن جمال تو

بیدل بمعه غلام محمد که بنده تست
گو تا در آید اندر بزمِ وصال تو

﴿2﴾

عشق و حسن این دو حروف اند نشان من و تو
قصۂ لیلیٰ و مجنون است بیانِ من و تو

به سخن آمدی و گریه مرا برد ز دست
ابر و رعد است مگر چشم و زبانِ من و تو

این قدر ناز و تو وین قدر نیازم آخر
آشکارا کند این راز نهانِ من و تو

من و تو منطق عالم جسم آمد ورنه
جز من و تو نبود رفق میانِ من و تو

جانم از عکس جمالِ تو دمی نیست جدا
گوئیا جوهر فرد آمد جانِ من و تو

مطلبم یار بود و مقصد تو حور و قصور
زاهدا راه نوردست روانِ من و تو

محو هو باش تو یکبار یقینا بیدل
تا هویت بکند رفع گمان من و تو

﴿3﴾

عشق آمد دل سر گشته شد از مقدم او
شکر لله که شد از شیفتگی محرم او

هر که قانع شود از صورت با معنی جان
شاهدِ عشرت شد تا به ابد همدم او

هر که از خم رسیده است ز شمشیر مجاز
جز حقیقت نتوان بود دگر مرهم او

رو به معنی کن و ز صورت خود را بگسل
زانکه پایان ندارد ضرر و ماتم او

بیدل از معنی انسان سمان غافل چند
بند صوری بشکن چند شوی در غم او

﴿4﴾

آمد بهار ساقی جامِ شرابِ گو
مخمور مانده ام قدح باده ناب گو

از نائ نوش یکسو ماندن خطا بود
قلقل شراب غلغل چنگ و رباب گو

جانم ملول گشت ز تهدیدِ واعظان
گفتارِ دلکشانِ بتِ مست و خراب گو

ز افسون شیخ و زاهد دلمن ز جان رفت
آن چشم مست سحر گر و نیم خواب گو

از فـرط بیـکسـی شـده ام زار و نـاتـوان
ای پیـر راه شـاهـدِ عهـدِ شبـاب گـو

اظـلام کثـرت اسـت نـقـابِ جمـال قـدس
ای نـور وحـدت آن رخ چـون آفتـاب گـو

خـوش شـد دلـم ز وسـوسـۀ رهـزن درون
بیـدل کـلام بـی جهـت و مستـطـاب گـو

﴿5﴾

جـان بـر لـب آمـد زهجـران حبیـب گـو
در دم ز حـد گـذشـت خـدا را طبیـب گـو

در دعـوت شبـانـه مـنـاجـات صبحـگـاه
عـمـری بسـر رسیده قـریـبٌ مـجیـب گـو

دوری زده اسـت آتـش حـرمـان به جـانِ من
زان دلـنـواز مـژدئـه إنـی قـریـب گـو

غوغائی زاغ نفس تبه کرد عیش من
آن نغمه روح دلکش چون عندلیب گو

روی که روز عید فقیران بود کجا است
زلف سیه چو شب قدر و مشك طیب گو

عشقت ز مسجدم به خرابات میبرد
تهدید شیخ واعظ و پند خطیب گو

آفاق گرد ساخت مرا دور چشم تو
آخر ز کس بپرس بیدل غریب گو

﴿6﴾

سنگ گر در خواب بیند حالت فرهاد تو
سرمهٔ چشمِ غزالان گردد از بیداد تو

گردشِ چشمِ تو گر خونِ یتیمان ریخت ریخت
نیست زین خوشتر به حال بیکسان امداد تو

تا چه سازد حمله استغنایت ای چابك سوار
جامه در خون میزند گردون ز استعداد تو

قمری دل می تپد از غیرتِ چشمت مدام
تا کجا گردد مقیم آن جلوهٔ شمشاد تو

کی ز وصلِ چون تو سلطان بگردد کامیاب
صوفیِ سر مست بیدل عاشقِ آزاد تو

﴿7﴾

بیا که دل شده از دست عاشقان بی تو
گسست رشتهٔ طولِ امید شان بی تو

بیا به میکده منظور چشم مستان باش
و گرنه تلخ شده عیش میکشان بی تو

فضای سینهٔ ما جلوه گاهِ حسنِ تو باد
و گرنه تنگ چو غنچه است بوستان بی تو

نشسته ام به سرِ راه میکنم فریاد
که خاطرم نشده شاغلِ کسان بی تو

فگند ماتم هجر تو شور در آفاق
مباد بیدل شوریده در جهان بی تو

(8)

سرو ناز من بیا جانِ من فدای تو
مه دمساز من بیا چشمم فرش پای تو

پرده ز رویٔ بر کشا نور جمال خود نما
تا شود این دو دیدۀ ما بهره ور از لقای تو

بی تو دمی هزار سال شد به حسابم از ملال
شرح چنین غم و نکال نیست خفی ز رای تو

چشمِ تو جاودانه هست مست می شبانه هست
ترک خراب خانۀ است غمزۀ دلربای تو

بیدل مبتلای غم دل نه بها دلبر الم
سر بکند رهِ عدم آخر در وفای تو

﴿9﴾

ای برترین ز کون و مکان جای گاه تو
و ز عرشیان فزون ست یقین پای گاه تو

این حسن یك شعاعِ ز خورشید ذات تست
ای صد هزار یوسفِ مصری به چاه تو

روح الامین بساید املاك چاکرت
حوران به خلد منتظرِ یك نگاه تو

بل هر چه در خیال تو آید به تحت و فوق
می دان یقین که بر تر زان است جاه تو

تو ذات کبریائ خداوند مطلقی
وهمِ عبودیت شد سدّی براه تو

ای بدر آسمان حقیقت چرا شده
ابروی چون هلال بتان سجده گاه تو

بیدل بجز تو نیست به کونین هیچ چیز
از خود هر آنچه می طلبی به خواه تو

﴿10﴾

نرد هوا با خود می بازد مجنون کو و لیلا کو
گه به نیاز و گه می نازد وامق کو و عذرا کو

خود جویا و خود را جوید جانب خویشتن او خود پوید
خود می شنه‌د خود میگوید طور کجا و موسیٰ کو

مومن مخلص کرد بهانه ملحد مشرک محض فسانه
هر دو سو آن یار یگانه این ها کو و آنها کو

نیست یزید لعین را جرات تا بر سبط نماید سطوت
داند واقف سرِّ حقیقت قاتل کو و شهدا کو

معنی خود را ساخت مصور کرد معائنه خود خواب اندر
سرزد نور یکی ز دو مظهر، یوسف کو و زلیخا کو

تاج شهانی بر سردارد خود را بر سر خویش گمارد
نامهٔ خود را سوی خود آرد هدهد کو بلقیسا کو

اینچیانه شاه سکندر سو نوشابه گشته پیمبر
فهو الباطن و هو الظاهر پنهان کو و پیدا کو

کرد تجلی هر جا هر سو گشته یقین که لا الاّ هو
صورت دلبر زیبا کو و معنی بیدل شیدا کو

﴿11﴾

گفتم برای چیست رخ جان فزای تو
گفتا که هست آئینه دارِ صفای تو

گفتم که دام زلف تو آماده بهر چیست
گفتا که بافتند پی بند پای تو

گفتم ظهور ذات بهر رنگ بهر چیست
گفتا که سرّ فاش نمودم برای تو

گفتم که دست کی دهد این مدّعا که من
حاصل کنم به کام دلِ خود لقای تو

گفتا که تا تو باشی دیدن نه ممکن ست
این پرده مرتفع نشود جز فنای تو

گفتم که ورد بیدل وصفِ جمالِ تست
گفتا دلیل هستیت آمد ثنای تو

﴿12﴾

آنکه منظورِ خدا شد روی او
کحل چشمم باد خاکِ کوی او

گوش کن انک علی خلقٍ عظیم
میکند یزدان ستایش خوی او

والضحیٰ آمد کنایت زان جمال
حرف واللیل است وصفِ موی او

از دُرِ دندانش والنجم ست رمز
والشفق سرخی لبِ دلجوی او

در حقیقت هست محرابِ نیاز
عارفان را گوشهٔ ابروی او

صد هزاران جان پاكِ صوفیان
بسته هر یك تاری از گیسوی او

سر انا احمد بلا میم به فهم
سجده کن بیدل تو بیشك سوی او

﴿13﴾

حرف انصاف شنو عاشق و خود بینی کو
صوفی رسته ز خویش و حد آئینی کو

محو دریائ حقیقت نه مقید فقه است
موج اثبات کجا مسئله دینی کو

رمز تنزیه مکن ترک برائ تشبیه
صیقلِ روم کجا نقش کفِ چینی کو

راحت و رنج شد از وهم وجود تو پدید
چون شدی محض فنا شادی و غمگینی کو

بیدل ار شعر تو رنگین نه بود عیبی نیست
دلِ سر گشته کجا فکرتِ رنگینی کو

﴿14﴾

ای ظهورِ نور وحدت پرتوِ سیمای تو
برتر از شرح و بیانم رتبهٔ والای تو

بس عجب نبود اگر چشم سرش جان بین شود
هر که سازد توتیائ خویش خاک پای تو

حوریان مانند قمری نغمه پردازی کنند
گر گذر سازد به فردوس آن سهی بالای تو

روح را گردد میسر تا ابد حالت شهود
گر فتدیک لحظ چشمم بر رخِ زیبای تو

نیستِ استعداد بیدل را مگر دارد امید
وارداتِ فیض وحدت از تلطفهای تو



رباعی اول

ای آفتاب شمه ز نورِ جمال تو
عرشِ عظیم پرتو یاب از جلال تو
هر ذره کو دلیل سوئ مهر معنوی است
آئینه ستِ مظهر حسنِ کمال تو

رباعی دوم

ای نصیحت گوازین مشتاق یك حرفی شنو
چون دلم از دست شد در من چه گیرد پند تو
صوفی مظهر پرستم نیستم ملای خشك
فکر بدنامی ندارم هر چه می گوئ بگو

رباعی سوم

حقوق صحبت هر کس که بشکند شکند
غنائ عشق به تیغ جلال گردن او
کسی که خوف ندارد ز غیرتِ عاشق
ز فتنها و مصائب نماند ایمن او

رباعی چهارم

آن سگ جهنمی که یزید ست نام او
بر ارتداد شد ز خودی اختتام او
جانِ پلید او ست گرفتارِ صد عذاب
زهرابه لعن ریخت شقاوت بکام او

رباعی پنجم

بر گشته است بیشك از دین مصطفیٰ
هر کو براه رفض قدم می فشارد او
مردود آن کسی که یزیدِ لعین را
لعنت نمیکند ز تعصب که دارد او

رباعی ششم

چو مشرب صوفیان این است که لا موجود الا ہو
بگو گر کفر و دین است که لا موجود الا ہو
تولواثم وجه الله نموده گمرهان را ره
ز حق این رمز تلقین ست که لا موجود الا ہو

قطعه

ای تو غافل ز فضایل حیدر
از نبی منصب شه را بشنو
کنت مع کل نبیٍ سرًا
و معی سراً جَهراً بشنو

فرد اول

بهانه ست ظهورِ تجلیات صفات
که در دو عالم موجود نیستِ الا هو

فرد دوم

دلِ خوش و دیدهٔ پُر نم ترا بی من و مرا بی تو
لبِ خنداں و دل پُر غم ترا بی من مرا بی تو

فرد سوم

دزد را هم رزق مقسوم و مقدر شد ولی
قطع ید باشد سزای جرأتِ تعجیل او



باب الهاءِ

﴿1﴾

سالکی کو نهاده پا در راه
رهبرش لا الهٰ الا الله

بحر معنی که بیحد است عمیق
گوهرش لا الهٰ الا الله

جلوهٔ حسن بی نشان جویی
مظهرش لا الهٰ الا الله

خسروِ مُلک معرفت عشق است
کشورش لا الهٰ الا الله

تیغ برّان است فکرتِ سالك
جوهرش لا الهٰ الا الله

شـــاه کـــو تـــاجـــدار لـــولاك اســـت
افســـــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــه

شـــاهبـــازی کـــه بـــر پـــریـــد از عـــرش
شهپـــــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــه

هـــر کـــه دلـــداده جـــذب وحـــدت را
دلبـــــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــه

بسکـــه صـــفهـــا کشیـــده کـــوکبـــه وهـــم
صـــفـــدرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــه

بیـــدل از نـــور گـــر نشـــان جـــوی
مـــنـــظـــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــه

(2)

شمشیر پی قتلم برداشته ای
درویش کُشی آسان پنداشته ای

تا رایت اجلال تو برپا ماند
افواج غم و محنت بگماشته ای

زین پیش به عشاق ترا الفت بود
اکنون فتنِ کلفت افراشته ای
عالم ز زر و سیم همی دارد کف پُر
تو کیسهٔ من از نقد غم انباشته ای

کی بار صفا آرد شاخ هوست
زیرا که همه تخم جفا کاشته ای

فرهاد ز شیرین تو وا گو که چه دید
بیدل تو چرا چشم وفا داشته ای

﴿3﴾

ای کــه صــورت انســان بــه ظهـور آمـده ای
جـنـتِ کـون مـکـان را تـو چـو حـور آمـده ای

وصف امـکـان تـو از قید حدوثات بری است
کـه بـصـد رنگ عـجـائـب به نشور آمده ای

بـر سـر عـرصـۀ تشویش قیامـت گـه عشق
چـون سـرافیـل بـصـد شـورش صـور آمـده ای

لـن تـرانـی ارنـی نـاز و نیـازِ تـو بـود
هـم کـلیـم الـلـه هم شعـلـۀ طور آمده ای

مـلـحـد و نیك نـمـازی شده وصفِ اجلال
مـومـن و مسلم و بی دین و کـفـور آمـده ای

شیـخ و قـاضـی شده بر مسند فتویٰ اقائم
بـر درِ دیـر خـرابـات فـجـور آمـده ای

عرش خود جلوه گهِ عظم کمالت نسزد
نزدیک که از منزلِ دور آمده ای

عصمت و رندی اوصاف تو آمده ز قدیم
گاه بی پرده و گه چند ستور آمده ای

خواجه و بنده و محمود و ایازت وصف است
هم اهب اسفل هم اعلیٰ نور آمده ای

بیدل از جلوهٔ تو اسرار هویت دریافت
که تو در صورتِ انسان به ظهور آمده ای

﴿4﴾

در ظهور ذات عیانی شده ای یعنی چه
بستهٔ نام نشانی شده ای یعنی چه

صورةً وصف جمالت شد احسن تقویم
معنئ جان جهانی شده ای یعنی چه

گه اناالحق زنی و گاه بلا أحصی دم
گه عیان گاه نهانی شده ای یعنی چه

عبدیت پردگی احدیت تو نبود
خسرو ملك مکانی شده ای یعنی چه

ذات بی چون تو از وصف تغیر پاك است
کودك و پیر و جوانی شده ای یعنی چه

گه شدی نغمه پرداز انیت ز درخت
گه چو موسیٰ بفغانی شده ای یعنی چه

ای بتِ دلکش من شهره به شیرین سخنی
از کران تا بکرانی شده ای یعنی چه

بیدل از ناز نیازِ تو به حیرت افتاد
مظهر خوف و امانی شده ای یعنی چه

﴿5﴾

یاد ایامی که شبها در کنارم بوده ای
جام بر کف دافعِ رنجِ خمارم بوده ای

یاد ایامی که بهر رونقِ بزم وصال
بارخِ رشكِ چمن طرحِ بهارم بوده ای

یاد ایامی که بهر نزهت وجدِ خیال
باعثِ تسکین حالِ بیقرارم بوده ای

یاد ایامی که در بزمِ حریفانِ الست
رو برو منظور چشمِ اشکبارم بوده ای

یاد ایامی که چون بیدل ترا واصف شدی
آفرین فرما انیس و غمگسارم بوده ای

﴿6﴾

ای حسنت شور محشر در جهان انگیخته
چشم قتالِ تو خونها را به خاک آمیخته

عشوه ات برد از دلم اندیشهٔ دارین را
عشق تو سرها چو حلاجی بدار آویخته

شیخ صنعان پارسا مصحف بآتش پاک سوخت
غمزهٔ شوخ تو چون شمشیر جبر آهیخته

زاهدا معذور دارم زانکه وقتِ ترکتاز
حملۀ افواج حسنش خون خاصان ریخته

خانزادِ خوبرویان است بیدل واعظا
خاطی اندر شرع باشد بندۀ بگریخته

﴿7﴾

ز هجرت مبتلا ماندم اغثنی یارسول الله
ز دیدارت جدا ماندم اغثنی یارسول الله

درین حالت که مهجورم ز دیدارِ رخت دورم
خیالِ تست منظورم اغثنی یارسول الله

ز شوقِ ناتمامِ خود نه پیوستم به کامِ خود
به تو گویم مرادِ خود اغثنی یارسول الله

بجز دیدارت ای دلبر ندارم آرزو دیگر
به حالِ عاجزان بنگر اغثنی یارسول الله

تن فرسوده را دل ده دلم را شوق کامل ده
روان را ره به محفل ده اغثنی یارسول الله

رهای ده ز ناسوتم به کن ماهر به ملکوتم
به نوشان جام جبروتم اغثنی یارسول الله

به بیدل مرغ لاهوتی عیان کن سر باهوتی
به بخشش رتبه هاهوتی اغثنی یارسول الله

﴿8﴾

در تاریخ وفات سلطان العاشقین شاه عبد اللطیف قدس سره'

زهی سلطان عشاقان به ملکِ وجد شاهنشه
سراپا نور بی رنگی فلك توحید را چون مه

وجودِ پاك او دایم به جذبِ شوق حق در جوش
دلِ پر نور او هر دم ز سرِّ عاشقی آگه

نگنجذ در بیان وصفِ درازِ همت عالی
که دستِ فکر ما از دامنِ مدحش شود کوته

مکمل عاشق و معشوق ازلی را هم آغوشی
بهر مظهر بود ناظر جمال ثم وجه الله

چو تاریخ وصالش جست جانِ بیدل از هاتف
بگوشِ دل ندا آمد لطیفٌ لا تمثّل لَه [۱۱۶۵ھ]

﴿9﴾

تاریخ وفات خواجه سلیمان الصوفی الچشتی ساکن سنکر قدس سره،

خواجۂ چشتیه کو خورشید آمده
شد ز نورِ او بوارق معنوی مستوقده

اسم سامی او سلیمان شاه ملکِ لا مکان
قطب دائره کمال و ساقی این میکده

سِرّ بی یبصر هویدا از نگاهِ لطف او
رمز بی ینطق ز فحوائ کلامش سر زده

خطۂ ناسوت را بگذاشت چون لاهوتیان
می شدند از صحبتِ روحانیش مسترشده

چون خبر جستم ز تاریخ عروجش گفت دل
"صوفی و کامل مکمل واصلِ وحدت شده" [۱۲۶۷ه]

﴿10﴾

خطاب کرد سحر هاتفم به میخانه
که زهد خشك نه بخشد صفائ رندانه

ز سرّ وحدت یك ذره مطلع نشوی
اگرچه باشی زاهد و فقیه و فرزانه

اگر توئ ره پیمائ وادی تحقیق
به صدق نه قدم ای عشقباز مردانه

به نوش از کف ساقی ازل به محفل انس
برای قطع تعلق دو چار پیمانه

ز یار آدم و نیسان و ربه بشنو
تو آشنائ بیدل مباش بی گانه

﴿11﴾

کند سالك به کوشش طی بی حجاب آهسته آهسته
صبا از رخ گل اندازد نقاب آهسته آهسته

درِ دل وا شود آخر به ذکر و فکر روز و شب
کلیدِ جهد سازد فتح باب آهسته آهسته

خیالِ خفته را بیدار کردن کار آسان نیست
خمار آلوده بر خیزد ز خواب آهسته آهسته

یقین را با مجاهده کن اساس واصل محکم زانکه
بنائ وهم خواهد شد خراب آهسته آهسته

کند جا صحبتِ رندان بیدل در دلت آخر
که گیرد در سرِ میکش شراب آهسته آهسته

﴿12﴾

از نهان خانه برون تاخته ای یعنی چه
علمِ حسن بر افراخته ای یعنی چه

برقع از چهرهٔ لمعان ظهورِ مطلق
بی حجابانه برانداخته ای یعنی چه

با خلایق ز رهِ وصل معامله داری
نرد هجران به ما باخته ای یعنی چه

این قدر نفرت داری ز حریفان قدیم
به رقیبان همه در ساخته ای یعنی چه

بیدل این بسکه ادا فهم ترا دانستم
معنی از صورت نشناخته ای یعنی چه

﴿13﴾

جادوئ نادر انگیخته ای
کاب و آتش بهم آمیخته ای

آتش از چهره زلال از لب لعل
در دلِ سوختگان ریخته ای

زلف مشکین چو کمندِ صد پیچ
بهر صیدِ دل آویخته ای

در مشامِ دل اهلِ وجدان
عطر از گیسوئ خود پیخته ای

داده با عشق دلم را پیوند
از هوس باطل بگیخته ای

در چه افگند مرا وهم وجود
رسنِ وحدت آهیخته ای

بیدل از باده عدم سرخوش باش
چونکه از هستی بگریخته ای

﴿14﴾

عارفی هر کجا که کرد نگاه
شد مقابل به ثم وجه الله

شهد الله را ملاحظه کن
خود بر احدیتِ خود است گواه

در حقِ سالك است بی یمشی
که بدان پائ طی نماید راه

چونکه بی ینطق ست گفتارش
نتوان بود جز کلام الله

عبد و معبود یك وجود آمد
شد بلامیم دافع الاشباه

کحل مازاغ کش بدیدۀ جان
تا به بینی جمال غیرت ماه

پس شناسی که ناظر و منظور
یك وجودند چون شوی آگاه

هر که در خم صبغته الله رفت
شد یکی پیش او سفید و سیاه

ظلمت تیره شب شود معدوم
صبح صادق چو سر کشد ناگاه

کهربای است فکرت توحید
کثرتت را به خود کشد چون کاه

نحن اقرب به تو عیان گردد
وهو معکم به بینیش همراه

جز و جزوت انا الحق آغازد
بیدل از خود چو بگسلی لله

﴿15﴾

ای به شکل هر چه موجود است پیدا گشته ای
با تجلی های گوناگون هویدا گشته ای

قصهٔ لیلیٰ و مجنون ذکر حسن و عشق تست
بر جمالِ خویش خود مفتون و شیدا گشته ای

هم تو چون صنعان چرانی گله خوکان را و هم
دلربائ عارفان چون دُخت ترسا گشته ای

هم تو چون منصور میگوئ انا الحق فاش فاش
هم تو ساعی در نظامِ دین چو ملّا گشته ای

هم تو زناری به بندی میکنی در دیر جائ
هم تو مشتهری به تسبیح و مصلّا گشته ای

هم تو در صندوق چون موسی روی بر روئ آب
هم چو روح الله اندر مهد گیا گشته ای

هم تو چون احمد شده جامع همه غیب و شهود
قائل رمزِ بلامیم آشکارا گشته ای

هم تو چون مولا اشارت من عرف سازی عیان
از زبان فاروق هم تو نطق پیرا گشته ای

هم تو در شکلِ بتان مسجود عشاقان شوی
هم تو چون بیدل چنین بدنام رسوا گشته ای

﴿16﴾

یا رب ز مهر یار دو رنگم فراغ ده
و ز میکده محبت خویشم ایاغ ده

گل هم نشین خار شد ای باغبان قدس
این مرغ را به روضهٔ رضوان سراغ ده

چون سرو زین تعلق آزاد کن مرا
چون لاله ام ز دردِ غمِ خویش داغ ده

حبس است قید صورت ای جذبه معنوی
ما را ز هجر ره به سوئ باغ راغ ده

افروختم چراغ شب تا رهبر امن
افروز شمع مهر فراغ از چراغ ده

بیدل چو زاغ مایل مراد تا بکی
چون بلبلش به لطف خود اشواق باغ ده

﴿17﴾

امروز شد هویدا آن شاهدِ شبانه
افروخت چهره خود را آن مهوش نهانه

ذاتِ قدیم مطلق شد جلوه گر ز هرسو
پوشیده جامه رنگین آن خسروِ زمانه

سر زد ز جیب انسان ناگه ز شوق عرفان
از انزوا است مائل سوی شراب خانه

شد مظهرِ کمالش هر چیز در ظهورات
اعداد محو گشته در وحدتِ یگانه

در خواب روی خود را بنموده با زلیخا
نامید خویشتن را با یوسف از بهانه

انا احمدٌ بلا میم گفتا بوقت حالت
دریای همیشه قائم کف می بود فسانه

بیدل ز خویش بگسل زن نعرهٔ انا الحق
چون رستی از گدائ زن کوس خسروانه

﴿18﴾

ای که از آئینه صورت رخم بنموده ای
برقع از نورِ جمالِ بی نشان بمشوده ای

کرده بی چون را ممثل در نظر صورت پرست
بوالعجب سحری که خورشیدی به گل اندوده ای

جان مرهون منت تست ای از جان عزیز
کاندرین قحط وفا همدم حریفان بوده ای

با هزاران شکل گشتی جلوه گر لیکن بلطف
در ظهورِ حسن انسانی دلم بربوده ای

تا بنائ عمل ما زیر و زبر گردد شتاب
نازمت ساقی که افیون را به می افزوده ای

دست ما گیر ای خیالت دستگیر عاشقان
چونکه اول خود بخود با من کرم بنموده ای

بیدل از تو جا بجا دیدار تو خواهد مدام
ثم وجه الله به یاران وعده یی فرموده ای



باب الیاء

﴿1﴾

سروِ ناز خود به پیشِ قمریان افراختی
طوق طاعت خود به گردن جان ما انداختی

چشم مستِ خویش را آماده کردی بر قتال
غمزه را خون ریز ما بی دست و پایان ساختی

حیرتی دارم که بایك دور چشمِ پر خمار
خانهٔ دل را ز سامانِ خرد پرداختی

بودمی آسوده اندر کنج عزلت ناگهان
باهزاران فوج حسن و ناز بر ما تاختی

در ازل جانم نظر بر جلوهٔ حسنِ تو داشت
عاشقِ خود را کنون بارِ دگر به نواختی

جان من بادا فدائ شیوهٔ الطاف تو
کآن حقوق صحبتِ دیرینه را به شناختی

بیدل اندر عشق خوبان کار بی اجرت مدان
سودها بینی ز وصلِ ما چو دل در باختی

﴿2﴾

اگر تو پرده ز رخسار خود بر اندازی
جهان به یك دم محوِ جمال خود سازی

چراغ یوسف روشن ز تو و گرنه به تو
به حسن صورت و معنی کراست انبازی

مسیح و خضر و کلیم آن شبی که راندی اسب
به سوئ عرش به پیشِ تو در تگ و تازی

مگس هما شود و سگ ولی به یك نظرت
کمینه بندهٔ خود را بود که بنوازی

چـه کـم شـود ز تـو ای آفتـاب عـالـمتـاب
اگـر بـه لـطف بـریـن دزه پـرتـو انـدازی

چـو بـرق آتـش در خـرمـنِ وجـودم زن
کـه تـا بسـوزد خسـخـانـهٔ هـوسبـازی

بـه خـوانـی ار سگِ درگـاهِ خـویـش بیدل را
بـس است در دو جهـانـش این قدر سرافرازی

﴿3﴾

صیـقـلـی بیـش کـنی بیـش صـفـائ بینی
آخـر از آئینـه دل نـور خـدای بینـی

آنـچـه مـومـن بـه همـاں جـا لـذایذ بیند
تـو همـین جـا همـه بی چون و چرای بینی

گـر مـلك وار رهـای ز هـوسهـا خـود را
حـور را بیشك بـا نـوی سـرائ بینـی

سر اگر در ره محبوب حقیقی بازی
پای خود را به یقین فوق سمائ بینی

چشم جانت چو ازان نوز شود پرتو گر
پرتوِ نور خدا را همه جائ بینی

واقف از مشربِ رندان چو شوی سر تا پای
خویش را زود ترین بی سرپائ بینی

بیدلت فضل بلاغت نرساند بخدا
قرب آن شاهد باقی به فنای بینی

﴿4﴾

ای چست به بحث قیل و قالی
وای است به فکر و ضبط حالی

در مسئله نحو و فقه چالاك
و ز منطق محو و فقر لالی

نفس تو بهر کسی که بیند
گردید معارضه سگالی

اندیش جواب آنچه فردا
سازند ترا ازو سوالی

بی معرفتِ حقیقتِ خویش
مانی ابداً تو در وبالی

در نیستی است جمله راحت
ور هستی سر بسر نکالی

پندار تو کرده است بیدل
محجوب ترا ازان جمالی

﴿5﴾

ای خشك خارجی تو عدوِ پیمبری
چون خالی از محبت اولاد حیدری

سازی تو بر مخالف نعمان هزار لکن
قاتل حسین را تو مسلمان بشمری

باز آئ زین تعصب ای موذیِ رسول
ورنه بوقت نزع ندامت بسی بری

بی حب اهل بیت چو عمرت بسر رسد
با بد ترین خاتمه از جسم بگذری

باید ترا مودت عترت بجان گزید
هم پا به مهر اربعه خلفا بیفشری

آن خسروان دین که سزاور رحمت اند
بر فرق شان رسید ز حق تاج رهبری

مدحِ چهار و حُبِّ دوازده مده ز دست
بیدل تو از خروج هم از رفض شو بری

﴿6﴾

کثرت ز وحدت آمد وحدت به کثرتی
بحر و حباب باشد معنی و صورتی

بحر و حباب گرچه به نام است مختلف
یك ذات یك وجود بود در هویّتی

غیب از برائ معرفتِ خود شهود کرد
فعلِ حکیم خالی نبود ز حکمتی

آئینه هائ راست تعدد مجازیه
وجهِ وجود واحد دان دلرا حقیقتی

فرمود پیر طایفه صوفیه شه جنید
توحید چیست دور نمودن اضافتی

هر صورت است صورتِ محبوب لا شریك
و ز هر دریچه یارم بنمود طلعتی

بیدل نزاع با که کنی شکوه از کدام
هان ای موحّد آخر بگذار شرکتی

﴿7﴾

بین که شد جلوه گر آن شاه به شانی عجبی
بود پنهان عجبی گشت عیانی عجبی

ظاهر و باطن موجود مدان جز به خدا
بی نشان کرد ظهوری به نشانی عجبی

من رآنی فرای الحق به کنایت فرمود
آن شه ابلغ بلغا به بیانی عجبی

گاه لا احصی گویند گهی انا احمد
کشف این راز شد ای دل به معانی عجبی

شاه مردان طریقت بسلونی دم زد
بشنو این رمز الستی ز زبانی عجبی

کرد چون همت حلاج انا الحق آغاز
شد هویدا به جهان سر نهانی عجبی

نیست بیدل به یقین فرق میان ذات صفات
دارد این رنگ به بیرنگ قرانی عجبی

(8)

دی به بزم آمد آن شوخ به نازی عجبی
او به نزی عجبی دل به نیازی عجبی

نیست ممکن که زبان شرح دهد آنچه برفت
درمیان دل و آن دلبر رازی عجبی

مانی قدرت کامل به نگارستان صنع
نکشیده است چو این نقش طرازی عجبی

زاهدا نیك نظر کن به درونم بنگر
وجد و حالت عجبی سوز گدازی عجبی

هست صنعان به جهان پیر طریقت رندان
کو حقیقت عجبی داشت و مجازی عجبی

حاجی بیت حرم گو که نپوید پی ما
جملِ عشق رود راه حجازی عجبی

بیدل اندر دو جهان بندهٔ حسن است که یافت
پادشاهی عجبی بنده نوازی عجبی

﴿9﴾

ایا که برزخ زیبا نگار مفتونی
خبر بده که درین راه پُر خطر چونی

اگر ترا است یقینی که حسن مظهر اوست
طلب نما ز خدا در محبت افزونی

وگر ترا به دل اُفتد تفکرات ضلال
گریز زان سو رو سوئ عشق بیچونی

دگر بگوئی که حال تو چیست در عشقش
به وصل خورمی و یا ز هجر محزونی

اگر ترا است غمی خفیه دار کوشش کن
چو سالکان طریقت درون نه بیرونی

به بند لب به مراقبه نشین ذکر بکن
که حل گردد مشکل بعون ذی العونی

خبر فرست به بیدل ز حال خود ای دوست
که گرچه دوری از تن به جان مقرونی

(10)

ای دل از ذوق جـــان چــرا دوری
از وصـــالِ کـــمـــال مهـــجـــوری

شـــد فـــرامـــوش لا مـــکـــان از تـــو
کـــه بـــه جـامِ مـــکـــان مـخـمـوری

عـــرش زیـــرِ قـــدم بـــنـــه یـــکـبـــار
زیـــر گـــردون چـــرا تـــو مستـــوری

در حـــقـیـقـــت خـبـرت خـدای نیســت
دان کـــه تـــو نـــاظـــری و مـــنـــظـــوری

گـــه بـــه مـــوســـی کـلام سـنـج شـوی
گـــه فـــروزنـــده شـــمـــع بـــر طـــوری

زهـــد خشـــکـــت نـــه بـخـشـد آخـــر ذوق
مـســـت شـــو از شـــراب مـــنـــصـــوری

کی شوی راه رو به ملک قِدم
تو که دائم حدوث دستوری

بسکه از مرگ نخوتِ شیخی
جان به لب مانده سخت رنجوری

نور حق با تو هم نفس گردید
از چه ناظر نه ای مگر کوری

نبری ره به عالمِ تنزیه
که به ملکِ مثال مسروری

افلا تبصرون ایزد گفت
چشم وا کن که سربسر نوری

ثم وجه اللهت بفرمودند
تو به پندار جسم مغروری

عشق ورزی شعار رندان است
زاهدا رو چرا که معذوری

بیدلت وعظ من چه سود دهد
گوش بر نغمه های طنبوری

﴿11﴾

ترا سزد که انیس نهان من باشی
به حسن خلق رفیق عیان من باشی

چو حال جان من خسته از تو مخفی نیست
سزد که راحت بخشای جان من باشی

مرا ز هجر تو هر لحظه حالتی دگر است
سزد که محرم حال نهان من باشی

درین سرای فنا همدمِ اسیران باش
چه سود کز پس حسرت کُنان من باشی

هزار خار خلیده است جان بیدل را
بدین رجا که گلِ بوستان من باشی

﴿12﴾

ای دل بـــه هـوس لائـق دیـدار نبـاشـی
تـا سـر نـــه دهـی واقفِ اسـرار نبـاشـی

تـا سـاغـر وحـدت نـدهـد سـاقی عشـقـت
مـنـصـور صـفـت بی سـر و دسـتـار نباشی

تـا صبـح تـجـلـی نـدمـد ز افـق عـنـایـت
زان مهـر بـقـا مـطـلـع انـوار نبـاشـی

تـا صیـقـل هـمـت نبـرد زنگ هـوس را
آئیـنـــه حسـنِ رخ دلـدار نبـاشـی

تـا جـام هـوا را نـکـنـی خـورده چو حلّاج
سـر مسـت چو شـمـس الحق عطار نباشی

تـقـلـیـد تـو تـا رنگ تـحـقـق نپـذیـرد
پیـوسـتـه مـقـابـل بـه رخِ یـار نبـاشـی

تا صحبت مردان نکنی گوش به صدیق
از خوابگه غفلت بیدار نباشی

تا خدمت خاصان ننمائی به ارادت
بیدل قطعاً رسته ز پندار نباشی

﴿13﴾

ای رخِ روشن تو غیرت شمس و قمری
زلف مشکین تو خجلت ده عنبر و عطری

گه کنم صورت والشمس مطالعه ز رخت
گه به واللیل سرِ زلف تو سازم نظری

تاج لولاك به فرقِ تو همی زیبد زانکه
نیست شائستهٔ این تاج سِری هیچ سری

عشقم از زاویه اجسام بدر خواهد کرد
گر تو سازی به سرا پردهٔ جانها گزری

گرچه مورچه ایم و تو سلیمان زمان
شاه را باشد بر حال ضعیفان نظری

دارم امید که یك جرعه ز جامِ تو کشم
بخدا در سر من نیست هوائ دگری

صلِّ یا رب علیٰ من اهواه قلبی
گل احیان چه گر در سفری ور حضری

عشق ورزیدم دانم به یقین کین سودا
منفعت آخر کارم بدهدنی ضرری

درهمه هفت صدف سفلی نه هجر عُلا
نیست هم جنس برنگ آب تو روشن گهری

صورتِ پاك تو از معنی پاکیزه تر است
عالمِ نور ز انوار تو شد بهره وری

وصف بشری به تو نیست چه بود ترك صفت
نور پاکی و منزّه ز تشبهٔ بشری

از رخِ مـــرأتِ انــوار جـمـــالِ ظـــاهــر
پــرتــو از حسن حقــائق تــو شده جلوه گری

ورنـــه میـلِ دل عشّـــاق نبـاشـد هــر گــز
ســوی ایـن عــالـم تـصویـر کـدورت اثـری

جـان بیدل کــه تپـان است پئی دیـدن تـو
رخ نـمـــا و بــرهـــانــش ز تـعشّق صـوری

﴿14﴾

ای کــه هـر دم میـکـنـی الفت بـه غین و یاوری
چـنـد داری ایـن دلِ بیتـاب را در تـا و پـی[تپ]

کــو بــه کــوی شهــر تــا صـحـرا معطر میشود
گــر کـشـائ عقدهٔ مشکین ز زا و لام و فی[زلف]

تــا نـهـان گـشـتـه اسـت از چـشـمـم تـصـور روشـنـت
میـکـنـم هر دم نظر با چشم را و واو و حی[روح]

ماه و خورشید از تلالـو جلوه ات مخفی شوند
گر بر اندازی تو یك ساعت نقاب از را وخی[رخ]

بیدل از عشقِ تو شد سر گشته و مضطر و لیك
از خدا خواهد که باشی میم و فا و را و حی[مفرح]

﴿15﴾

سـریسـت نـه قـصـهٔ علـم لـدنـی
درّیسـت ولـی نـه آنـکـه عـدنـی

رمـزی ز مـوّحـدان زنـد سـر
بـی مـنّـت اجتهـاد ذِهـنـی

از شیـر خـدا عـرفـت ربـی
ظـاهـر شـده بـی کـلام بـدنـی

سبـحـانـی گـفتـه شـاه بسـطـام
از نشـئهٔ بـاده فیك زِدُنـی

آن تاج مهان به سلك سفته
دُرِّ الْاولیاءُ منی

منصور به نغمه می سراید
انا حق بجز از رباب دهنی

عطار ز وجد من خدایم
فرموده و شمس قم باذنی

بیدل برو از خود و بخود آیٔ
بنگر که تو خود اویس قرنی

﴿16﴾

ای که برقع صورت از رخسار جان انداختی
سود عیش عاشقان را در زیان انداختی

دل نشان جوید ز تصویر تو در عالم ظهور
تو سکونت خود بملكِ بی نشان انداختی

بزم ما بی نور ماند از غیبتِ شمع رخت
طرح عشرت تا به اوج لا مکان انداختی

برق سا در چشم من رخشیدی و رفتی شتاب
شور محشر در دلِ حسرت کُنان انداختی

از که پرسم راه جولانگاه تو ای جانفزای
تا رسم آنجا که مسکن خود در آن انداختی

صیدِ دام عشق من گشتی و برمیدی زمن
تیر عیشم ز استقامت چون کمان انداختی

چند روز از شرف وصلت بود بیدل تاجدار
باقیِ عمرش به چاهِ امتحان انداختی

﴿17﴾

علی است برزخ ذات و صفات یزدانی
حسن به بزم شهود است شمع نورانی

حسین مشرق وحدت وجود را خورشید
وجود زین العباد نور سبحانی

شد از محمد باقر فتوح باب لدُن
عیان ز جعفر صادق رموز پنهانی

به طور رشدت موسیٰ است شجرهٔ توحید
علی رضا است سراپای فیض ربّانی

ظهور ذات محمد تقی است مظهر نور
علو شان علی نقی است اعلانی

حصول حب حسن عسکری عطا است عظیم
در محمد مهدی است گنج عرفانی
طلب ز چار علی سه محمد ودو حسن
حسین و جعفر و موسیٰ مدد چو درمانی

بدین دوازده برج فلك قِدم یا رب
ضیای دل ز کسوفِ حدوث برهانی

زده است بیدل دستِ طلب به دامن شان
به بوئ آنکه به بخشند ذوق وجدانی

﴿18﴾

ز طوفانِ حوادث گر امان و امن میخواهی
در آ در کشتی حب و تولّای شهنشاهی

شهنشاهی که فرد عظمت و اجلال و اقبالش
هویدائیست پیدائیست از مهتاب تا ماهی

نه تنها قمع خیبر کرد بازویش که بر کنده
هزاران قلعۀ پندار نیروئی یداللهی

نه فحوائ سلونی می توان فهمید کش یزدان
ز هر چیزی که در غیب است بخشیده است آگاهی

چه جای کشف کز ارشاد او هر طالب عرفان
به هاهوتِ هدا ره برد از ناسوت گمراهی

زهی رهبر که رمزِ من عرف چون سر زد از نطقش
ده دور و دراز جان نهاده رو به کوتاهی

به یک تلقین ز کثرت تا به وحدت رهنمائی کرد
وگرنه هست زین تا آن منازل غیر متناهی

ظهورِ ذات والایش به یک جلوه بهم برزد
شبِ تارِ ضلالت را چو انوارِ سحر گاهی

بعالم پاك ماهر سازدت لفظِ ازل بیدل
چو با صدق و اردارت ساجدِ آن خاك درگاهی

﴿19﴾

چه شور افتاد در عالم که شد عالم خراب از وی
سیه شُد هم چو روئ دیگ قرصِ آفتاب از وی

مگر بر سبط پیغمبر ز محنت آتشی افروخت
که چشمِ انبیا و اولیا می ریزد آب از وی

تاسف میکند ختم الرسل زین واقعهٔ جانکاه
دلِ حیدر جگر زهر است بی آتش کباب از وی

چه طوفان بلا سرزد ز دستِ کربلا امروز
که کشتی عیش شد غرقاب گرداب اضطراب از وی

کسی کو خون نا حق ریخت فرزندِ پیمبر را
چه خواهد مصطفی را گفت در محشر جواب از وی

هرآن کو هتك حرمت اهلِ بیت طاهره کرده است
جزا داده شود آن مرتدی وقتِ حساب از وی

یزید و قوم آن ملعون نگونسار اوفتد در نار
بتول پارسا چون شکوه سازد در جناب ازوی

سخن را بند کن بیدل که می بارند مشتاقان
به جای آب چون باران ز دیده خون ناب از وی

﴿20﴾

ای که رایت دعوی افراشتی
خویش را از واصلان انگاشتی

میزنی لافِ حصولِ قرب من
عشق ما آسان مگر پنداشتی

پاکبازان صیقل جان کرده اند
تو چرا آئینه به زنگ انباشتی

خارها کاریده گلها ندروی
بد روی آخر هر آنچه کاشتی

پیش ما کاه از رهِ مهر و وفا
تحفهٔ شائسته بگماشتی

درد محنت عشق را نادیده رو
از چه امیدِ وصالم داشتی

بیدل از شیخی گسل رندی گزین
چون تو بارِ عاشقی برداشتی

﴿21﴾

دلا در ورطهٔ حیرت چرا چندین تو درمانی
درآ با صد امید از در جنابِ شاه جیلانی

شهِ شاهان محی الدین که از یمنِ نظر پاکش
هزارانِ مشکل اندر لحظ حل گردد به آسانی

اغثنی یا غیاث المستغیثین یاورِ ما شو
بجز لطفت نخواهد شد خلاصم زین پریشانی

تنِ نازک نگارم را ز سقم و علتی برهان
خدا را زود تر غورم بکن یا غوث صمدانی

به آب و رنگ رحمت بشگفان گل چهرهٔ او را
توئ قادر درختِ خشك را سر سبز گردانی

جنابِ عالیت ملجائ و ماویٔ ما مساکین است
نباشد مر ترا کس در نوازش بیکسان ثانی

به انگشتِ کرم به کشائ میران عقدهٔ ما را
مریدِ تست بیدل تو مددگارِ مریدانی

(22)

هر که او شد غریق اسراری
او چه داند طریق اظهاری

پائ عقلم به خواب رفته ز عشق
چون شوم ره نورد اشعاری

بیخودانه است آنچه سر زده است
رمز توحید و راز دلداری

آنکه از اختیار بیرون است
نیست تکلیف را سزاواری

شرع گر خود سیاستی دارد
نتوان گشت مانع این کاری

شیخ منصور از اناالحق یافت
رتبه معراج بر سرِ داری

بیدل از میکشانِ وجد شنو
من خدایم چو شیخ عطاری

﴿23﴾

تا قانع از عشق به افسانه بمانی
زلذت محویت بیگانه بمانی

در حلقهٔ دیوانگیت بار نه بخشند
تا مختلط مردم فرزانه بمانی

باشد که دری بر دلت از غیب کشایند
گر منتظرِ جلوهٔ مستانه بمانی

ای منزل سلمی شوی آخر به کس آباد
یا تا به ابد چون ده ویرانه بمانی

روزی شود این بیت الاحزان گلستان
بیدل تو اگر در غمِ جانانه بمانی

﴿24﴾

تاریخِ وصال حضرت غوث بهاء الحق قدس سره

دلا ز کج روی چرخ گر تو وا مانی
در آ به صدق به درگاه غوث ملتانی

زهی کریم رشید الانام شیخ جلیل
که نم بیم بکند متحد بسلطانی

جهان جهان است مریدان درگهش در وجد
زمان زمان بدهد جام باده عرفانی

ز بندگان جنابش یکی بگنجاند
در آفتابه دریای را به اعلانی

ازان سبب شده اسم اشرفش بهاء الحق
که کرد دلِ طالبان نورانی

سنِ وقوع وفاتش به رمز هاهوت (۲۲۲ھ) است
که در هویّت میداشت قرب یزدانی

فتاده بیدل مسکین ز پا أغِث یا غوث
بود که بنده را سرافراز گردانی

﴿25﴾

ای که در عرصهٔ توحید بخود می پوئ
شرم بادت که همه کوئ جنگی جوئ

چون مشامِ دلت از نتن دوی آگنده است
نکهت از نافهٔ گل وحدت کمتر بوئ

دل ز الـــواث تـوّهـم نـكـنـی یـكـدم پـاك
دســـت و پـــا دہـــن و روئ دمـــادم شـوئ

دیـــدنِ جـلـــوۂ الّا طـــلـــب از آئیـنـــــه
لارفع حـجـبِ تـو شد گـر چه درون صد توئ

گـــر شـــوی بهـــره وراز قـــرب نـــوافـــل بیـدل
رمـــز بـــی یـــنـطـق فهـمـی و انـا الـحق گـوئ

﴿26﴾

یـــا رب از عشـقِ دوئ سـوز بــه بـخشـا اثری
تـــا شـــوم یك نـفـــس از جان جهان بیـخبری

خـــرمـــنِ هستـــی مـــا سوز بـــه بـرقِ وجـدان
شـمـع افسـره مـــن افـروختـه كـن زان شـرری

آنـچـنـــان ســاز مـــرا مســت ز جـامِ وحـدت
كـــز دو بیـنـی نفـتد دل بـكـشاكـش خـطری

این غشاوه که حجاب است بصیرت جان را
سوز داره نور جمالِ تو شود جلوه گری

دیده ای ده که ز دیدار تو گردد فائز
ورنه بی دین روی تو چه سود از بصری

از حقائق اشیا ساز کماهی آگاه
تا نیاید بجز از ذات تو ام در نظری

هیچگاهم مکن از نور مشاهده محجوب
گر تجلّی بکنی ور بشوی مستتری

ساز زنجیر من از زلف مطوّل خوبان
تا شود قصهٔ طولِ الم مختصری

محو کن فکرت بیدل به شهودِ توحید
تا شود خاطرش آزاد ز نفع و ضرری

﴿27﴾

دلِ دیوانه شد ای سلسل گیسو مددی
جان ز غم خسته شد ای غمزهٔ جادو مددی

بسکه زین فکر سرم بر سرِ زانوست مدام
پشت من گشته دوتا ای خم ابرو مددی

در شبِ تیره فراقِ تو به جز شمع رخت
دل به جان آمد ای دلبر مه رو مددی

تلخی شربت هجر تو مرا زار بکشت
آخر ای شاهد شیرین لب خوش خو مددی

بست ره بیدل از شش جهت ایهام دوئ
ای تجلی گر توحید ز هر سو مددی

﴿28﴾

گر به تفسیر و حدیث و فقه علامه شوی
گویدت عالم ز هر سو مرحبا یا مولی

این همه خوب است لیکن خوب تر باشد اگر
همتی سازی و سوئ لا مکان بی پا دوی

طعمهٔ منقول و معقول است بهر نفس بس
بی غذائ فکر وحدت جا ن نمی گردد قوی

گر شوی شاعر بگوئ چند مضمون لطیف
سالکی شو تا شوی واقف ز سرّ معنوی

بی فنائ خود نه بینی جلوهٔ وحدت وجود
گر چه میخوانی فتوحات و فصوص و مثنوی

جهد کن بر شو ز لوحِ دل سوادِ علم و عقل
تا به راهِ مستقیم عشق باشی مستوی

این تنِ کهنه چو نعلین در گذار و چون کلیم
رو به طورِ معرفت بیدل که تا یابی نوی

﴿29﴾

ای فلان تو فی الحقیقه گبر و مومن نیستی
ذات بیچونی و در قیدِ تو و من نیستی

غرقهٔ دریای ماهیت شو و از دست ده
بید و قرآن را که قاضی و برهمن نیستی

خویش را پنداشتی جسم و نگشتی مطلع
از حقیقت خود که معنی را تو موقن نیستی

لا و الّا الله اقرار زبانت شد ولی
نیست تصدیقت چو از تشکیك ایمن نیستی

هست ذاتِ بی نشان پیدا به شکل هر چه هست
معتقد شو گرچه خود از اهلِ باطن نیستی

نیست بی جا ای فلان بستن خیال اتحاد
نور بخشندت اگرچه دیده روشن نیستی

گر شوی خو گیر با فکر تنّزه روز چند
روشنت گردد شبی بیدل که تو تن نیستی

﴿30﴾

کس نیست بدین حسن و صفائ که تو داری
کس نیست بدین ناز و ادائ که تو داری

خوبان همه مه طلعت خورشید جبین اند
کس نیست بدین مهر و وفائ که تو داری

بر عاشق جان داده بریز آب حیاتی
زان لعل لبِ روح فزائ که تو داری

ای عشق بیا گرچه ز تو جان به لبم من
با من بده آن جام بلائ که تو داری

ای شیخ بنوش از می رندانه دو سه جام
از بر بکش این خرقه ریائ که تو داری

آتش به خودی در زن شو خاك رهِ عشق
بر باد ده این عُجب و هوائ که تو داری

بیدل مکن از یار نهان درد دل خویش
کن عرض برو رنج و عنائ که تو داری

﴿31﴾

ای به حدیقه کون و نشا گه سرو گهی گل گه سمنی
گه به لباس بلبل شیدا شیفتهٔ گل در چمنی

گه به کمال ناز به کوئ دیدن ما ممکن نبود
گه به نیازی باشی نغمه گر ارنی ارنی

گاه بلا میم از تو زند سر بهر تسلی مبتدیان
گاه به وجدِ حالت شاهی کوس انا الحق فاش زنی

گاه چو عطار از دم وحدت عطر فشانی در عالم
گاه چو شمس الحق شوی تو شهره بآوازِ اذنی

گاه چو نعمان خود را سازی مفتی احکام سنت
گاه چو بسطامی به لب آری سر نهان رمز لدنی

هذا ربی گاه بگوئ گاه کنی از شرك کنار
هم بتی وهم بتگری و هم روبه بت وهم بت شکنی

احمد و مرسل نام نهاده فتح نمای شام و عراق
ملك قلوب از نشر خزاین مغرقی معمور کنی

مخمور و هوشیار توئ و تسبیح و زنّار توئ
بهر مسلمانان قرآن و بید برای برهمنی

بیدل حیران شد که ز هر سو ذات تو گشته جلوه گری
هم عربی و هم عجمی و هم مکی و هم مدنی

﴿32﴾

قصیدہ

علی المرتضیٰ اخُ النبی
فحسن المجتبیٰ ابنُ الولی

ذبیح اللہ حمالُ البلایا
فسجادٌ مسمیٌّ بالعلی

محمدن المبارک باقر العلم
نمسک بالصراط الجعفری

فموسیٰ کاظم ثم ابنہٗ ھو
علیّ والملقب بالرضیّ

مناقب صاحب التقوی کثیر
و لا تحصیٰ کرامات النقی

نصدق عسکریا بعد انی
بمهدی الکریم بمقتدی

سید رکنا بحرمته اهلبیتِ
الٰهُ النّاسِ بالطف الخفی

ای سرور خیل انبیائ
لولاك به شان تو سزائ

با پرچم فرخ لَعَمرُكَ
در فوج تو می سزد لوائ

واللیل سواد گیسوانت
والشمس ز روئ تو ضیائ

فَضَّلنَا بَعضُهم عَلیٰ بَعضٍ
هر کس بتو دارد اقتدائ

فازلّهما است قصه آدم
اسلم بِیَدِی ترا عطائ

وسوس لهما بعالم پاک
بر خاک بخیر رهنمائ

شرح صدری کلیم گوید
نشرح صدرک ترا خدائ

ووضعنا عنک وزرک گفت
اسری به تو شد طرح زدائ

ورفعنا ذکرک اتحاد ست
احمد احد ست بی ریائ

ولسوف به نست وعدهٔ خاص
ترضیٰ است ترا فرح فزائ

اکملت لکم کلاه عزت
اتممت علیکمت قبائ

ز آئینه دنیٰ رخ تدلّیٰ
دیدی به بصیرت و صفائ

چشم سر تو به بزم مازاغ
چو دیدهٔ دل کند لقائ

در خلوت خاص قاب قوسین
اوسع ز همه تراست جائ

او ادنیٰ رتبه عالی تو
ای مظهر نور کبریائ

در دیدهٔ طالبان دیدار
خاکِ قدمِ تو توتیائ

حکمِ تو نموده اند تحریر
بر لوح جبین هر قضائ

خلقَ تو نه بسته آب و خاک است
نور است ز فرق تا بپائ

شد حکمِ که اسجدوا لآدم
ز آدم چو شدی تو رخ نمائ

شد هر که حقیقت تو نشناخت
با عارض لعن مبتلائ

در صلب ابو البشر چو بودی
شد وصل تو اش گره کشائ

آئینه حالت صفی را
با تاب علیه شد جلائ

از یمن رفاقت تو بر نوح
اِهبط بسلام شد ندائ

شد خلعت خلت از طفیلت
بخشش به خلیل مقتدائ

بُد نور تو همدمش که بر نار
گُونی بردأ زده صدائ

از شرف نبوّت فَدَیْناهُ
در شان ذبیح مهتدائ

یعقوب که داده دل به یوسف
خورشید توئ و او سهائ

در غیبت آفتاب رخشان
سازند به کوکب اکتفائ

چون صبح نشان دهد ز خورشید
دارند ز اختران غنائ

از مهر تو بهره یافت یوسف
قد اُعْطی شطر ذرّه سائ

اخوانش ازین سبب نمودند
با آثرك اللهش ثنائ

موسیٰ ز جمال انورِ تو
دیدی اشعه نور دلکشائ

مستغرق بحر حیرت آمد
گم کرد ز ذوق دست و پائ

با شوق مسیح مژده گوئ است
از مقدم چون تو جان فزائ

بر چارم آسمان رساندش
لطفِ تو ز دامگه بلائ

با سلف و خلف رسید لا ریب
از خوان نوال تو نوائ

سلف از تو بعزت و کرامت
خلف از تو به رونق بُهائ

بودی تو نبود آن زمانی
معمورهٔ عرش را بنائ

آدم خلف و خلیفهٔ تست
تو نوری واو ز طین و مائ

فردا همه انبیا و مُرسل
خلفِ تو کنند اقتفائ

آرنــد بـــه عتبـــهٔ جـلالـــت
کـــرام انـــام التـــجـــائ

جـز تـو کـــه بـود شـفیـع عـصّـات
در وقـــــــت وقـــــوع وای وائ

اشـفـع تشـفـع رسـد خـطـابـت
سـل تُـعـط بـحـسـب مـقـتـضـائ

از جـــام شـفـــاعتـــی تـــو نـوشـد
هـــر مُـجـرم شـربـتِ شـفـائ

ای اجـــود خـــانـــدان آدم
لا شك نـــظـــرِ تـــو کیـــمیـــائ

از تـــو بـــه هـــویـــت آرمیـــده
ارواح تـــمـــــام اولیـــائ

کـــآئیـنـــه دل بـــه صیـقـل عشـق
ســازد کـــرم تـــو مـنـجـلائ

در زندگی و ممات و محشر
جان باد به وحدت آشنائ

با صدق و نیاز می فرستد
بیدل به جناب تو دعائ

﴿33﴾

ای آنکه رخ خویش بهر رنگ نمائ
بیچون و چرا با همه این چون و چرائ

ذاتِ تو مبّرا ز حلول است و لیکن
از هر چه که شد جلوه نما چهره کُشائ

تو عین وجود منی ای مردمکِ چشم
غم نیست اگر در نظرِ دیده نیائ

توحید تو نگذاشت دگر را به وجودی
پیدا و نهان عین وجود الاشیائ

انا ربّکم الاعلیٰ گوئ به جلالت
موسیٰ ید بیضائ و ثعبان عصائ

آتش بفروزی و کنی آتش گلزار
پوشیده بهر مجلس صد گونه قبائ

ذاتی و صفاتی و معانی و هیاکل
غیبی و شهودی و خلائ و ملائ

تصویر مصور توئ و حاضر هر جا
فوق العرش و زیب زمین تحت ثرائ

هم انجم افلاکی هم دانش ادراکی
هم بادی و هم خاکی هم سرّ بقائ

قانون شرع را بنوا آری گاهی
گاهی بعیان نغمه انا الحق بسرائ

صوفی و صفا کیشی هم بیدل درویش
در جلوه حسن از دل آرام ربائ



رباعی اول

فقیر عبد القادر که صوفی و حنفی است
فگنند طرح سکونت به قصبهٔ لُهری
به یك هزار دو صد شصت پنج[۱۲۶۵ھ] کرد رقم
سطور چند به ترتیب نغز نظم دری

رباعی دوم

آن مخلص غلام محمد چو زین جهان
با جان شتافته به سوئ ملك سرمدی
کردم سوال سال وصالش ز عقل گفت
جاوید حاضر به جناب احمدی

رباعی سوم

اسرار وجودی نشود بر تو عیانی
تا یکسر موئ است ز هستی به میانی
جز گم شدنی کس نشود محرم این راز
گر خود همه عمری کند از عشق بیانی

رباعی چهارم

بگفتم تا بکی برمن تو این محنت روا داری
دلم را در کمندِ فرقت خود مبتلا داری
دلِ رنجیده مادانسته گفت آن نازنین عیّار
ملامت نیست بر ما چون تو عشق نارسا داری

رباعی پنجم

فصیح گنگ شود گر کند تماشائ
جمال شاهد شیرین کلام رعنائ
چه سحر ها است که آن چشم جادوانه را است
که دل به نیم کرشمش بگشت شیدائ

رباعی ششم

یاد بادت که شب و روز قرینم بودی
در رو عشق وفا یار معینم بودی
لطف حق در حرمِ وصل خودت بار دهد
که به وصلت طربِ جان حزینم بودی

رباعی هفتم

شکری که طلب نصیب کردی
جان را به غمت قریب کردی
من لائق این نبودم امّا
تو عطیه برین غریب کردی

رباعی هشتم

ای عشق ترا نازم تو حاضر هر جائ
هم شیرین و فرهادی و هم مجنون و لیلائ
بر مسند شیخانه تو مُفتی فرزانه
هم بیخود دیوانه سر گشتهٔ به صحرائ

قطعه

الٰهی بحرمت نبي مكي
و زهرا بتول و مولا علي
و تعظيمِ حسنٍ صبورٍ وفي
و رفعة حسينٍ شهيدٍ زكي
أَعِنِيْ و هَبْ لی بقلبٍ صفي
علیٰ حبّ وجهك بلطفٍ خفي

فرد اول

دعوئ عشق تو انگاه به اثبات رسد
کاشك خون و آه جگرسوز گواهی آری

فرد دوم

گر در معارضات برون چابکی چه شد
مردانگی است گرز مناقش درونِ رهی

فرد سوم

عین الیقین چو جلوهٔ وحدت وجود دید
هزده هزار عالم شد بی گمان بکی



